نوائے
افغان جہاد
محرم ۱۴۳۷ھ
نومبر 2015ء
حرمِ اقصیٰ کو یہود کی دست برد سے کون بچائے گا؟
مسجد اقصیٰ

نواسہ رسول، سیدنا حسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خطبہ

حضرت عقبہ بن ابی العیز ار رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے بیضہ مقام میں اپنے ساتھیوں اور حر بن یزید کے ساتھیوں میں بیان کیا، پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کی، پھر فرمایا:

’’اے لوگو! حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو آدمی ایسے ظالم سلطان کو دیکھے جو اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ چیزوں کو حلال سمجھے اور اللہ تعالیٰ سے کیے ہوئے معاہدے کو توڑے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کا مخالف ہو اور اللہ تعالیٰ کے بندوں کے بارے میں گناہ اور زیادتی کا کام کرتا ہوں اور پھر وہ آدمی اس بادشاہ کو اپنے قول اور فعل سے نہ بدلے تو اللہ تعالیٰ پر حق ہوگا کہ وہ اسے اس جرم کے لائق جگہ یعنی جہنم میں داخل کرے۔ غور سے سنو! ان لوگوں نے شیطان کی اطاعت کو لازم پکڑ لیا ہے اور رحمن کی اطاعت چھوڑ دی ہے اور فساد کو غالب کر دیا ہے اور اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ حدود کو چھوڑ دیا ہے اور مالِ غنیمت پر خود قبضہ کر لیا ہے اور اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ چیزوں کو حلال اور اللہ تعالیٰ کی حلال کردہ چیزوں کو حرام قرار دے دیا ہے۔ ان لوگوں کو بدلنے کا سب سے زیادہ حق مجھ پر ہے۔ تمہارے خط میرے پاس آئے تھے اور تمہارے قاصد بھی مسلسل آتے رہے کہ تم مجھ سے بیعت ہونا چاہتے ہو اور مجھے بے یار ومددگار نہیں چھوڑو گے۔ اب اگر تم اپنی بیعت پر پورے اترتے تو تمہیں پوری ہدایت ملے گی اور پھر میں بھی علی کا بیٹا حسین ہوں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحب زادی فاطمہ کا بیٹا ہوں۔ میری جان تمہاری جان کے ساتھ ہے اور میرے گھر والے تمہارے گھر والوں کے ساتھ ہیں۔ تم لوگوں کے لیے میں بہترین نمونہ ہوں اور اگر تم نے ایسا نہ کیا اور عہد توڑ دیا اور میرے بیعت کو اپنی گردن سے اتار پھینکا تو میری جان کی قسم! ایسا کرنا تم لوگوں کے لیے کوئی اجنبی اور اوپری چیز نہیں ہے بلکہ تم لوگ تو ایسا میرے والد، میرے بھائی اور میرے چچازاد بھائی (مسلم بن عقیل) کے ساتھ بھی کر چکے ہو۔ جو تم لوگوں سے دھوکہ کھائے وہ اصل میں دھوکہ میں پڑا ہوا ہے، تم اپنے حصے سے چُوک گئے اور تم نے (خوش قسمتی میں سے) اپنا حصہ ضائع کر دیا اور جو عہد توڑے گا تو اس کا نقصان خود اسی پر ہوگا اور عنقریب اللہ تعالیٰ تم لوگوں سے مستغنی کر دے گا، تم لوگوں کی مجھے ضرورت نہ رہے گی۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ‘‘

[ابن جریر عن عقبہ بن العیز ار، حیاۃ الصحابہؓ: ج ۳، ص ۵۰۸]

نوائے افغان جہاد

جلد ۸ شمارہ ۱۰

محرم ۱۴۳۷ھ — نومبر 2015ء

جان لو! کہ فتح صبر کے ساتھ ہے۔

(حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم)

اس شمارے میں

اداریہ		
تزکیہ واحسان	نیت کی فضیلت او ر حقیقت	۵
	توحید عملی	۸
گوشۂ امام عزیمت رحمہ اللہ	تختہ الٹ جائے جس سے	۱۰
	یا بندۂ صحرائی یا مردِ کہستانی	۱۲
	شاہیں کا جگر	۱۵
نشریات	اسلامی موسم بہار!	۱۸
	پیمانِ وفا	۲۲
	قافلہ شہدا کا پیغام ،اپنی محبوب امت کے نام	۲۴
انٹرویو	مغربی نظام تعلیم 'بگاڑ کی بنیاد ہے!	۳۰
فکرو منہج	فیصلوں میں ردوبدل میدان جنگ میں بزدلی سے بدرجہا بدتر ہے	۳۲
	امنیت اور رازداری کا اہتمام۔۔۔راہ جہاد کابنیادی تقاضا	۳۴
	حروری داعش اور قربِ قیامت کی نشانیوں کی تطبیق	۳۶
	نظریاتی تصادم اور اصطلاحات کی جنگ	۳۸
	"بربریت" کی بجائے "سربریت" کو مستعمل بنائیں!	۳۹
	ایک ہاتھ میں قلم،تو دوسرے میں تلوار ضروری ہے	۴۰
	آؤمل کر گواہی دیں۔۔۔ لا الہ الا اللہ !	۴۲
پاکستان کا مقدر۔۔۔شریعت اسلامی	لادینیت کی جھاڑ جھنکار سے اَٹاپاکستان!	۴۳
عالمی منظر نامہ	حرمِ اقصیٰ کو یہود کی دست برد سے کون بچائے گا؟	۴۶
جن سے وعدہ ہے مر کر بھی جو نہ مریں	مولانا عبداللہ ذاکری رحمہ اللہ۔۔۔ایک شخصیت، ایک زندگی، جس کی یادیں باتیں ابھی تک دلوں میں مہک رہی ہے	۵۰
افغان باقی کہسار باقی	امارت اسلامیہ افغانستان کی تازہ فتوحات اور افغانستان کی حالیہ صورت حال	۵۳
میدانِ کارزار سے!	قندھار،مقدیشو کی ساعتیں اور شہدا کی یادیں	۵۷
	ٹیکنالوجی کے بُت کیسے گرے!	۶۲
	'فکوا العانی' ہے حکم نبیؐ۔۔۔ تم ہی تو غم ہمارا ہو!	۶۵
عالمی جہاد	عالمی تحریک جہاد کے مختلف محاذ	۶۸

اس کے علاوہ دیگر مستقل سلسلے

تجاویز، تبصروں اور تحریروں کے لیے اس برقی پتے (E-mail) پر رابطہ کیجیے۔

Nawaiafghan@gmail.com

انٹرنیٹ پر استفادہ کے لیے:

NawaiAfghan.blogspot.com
NawaeAfghan.weebly.com

قیمت فی شمارہ : ۲۵ روپے

قارئین کرام!

عصرِ حاضر کی سب سے بڑی صلیبی جنگ جاری ہے۔اس میں ابلاغ کی تمام سہولیات اور اپنی بات دوسروں تک پہنچانے کے تمام ذرائع 'نظامِ کفر' اور اس کے پیروؤں کے زیرِ تسلط ہیں۔ان کے تجزیوں اور تبصروں سے اکثر اوقات مخلص مسلمانوں میں مایوسی اور ابہام پھیلتا ہے،اس کا سدِ باب کرنے کی ایک کوشش کا نام 'نوائے افغان جہاد' ہے۔

نوائے افغان جہاد

- اعلائے کلمۃ اللہ کے لیے کفر سے معرکہ آرا مجاہدین فی سبیل اللہ کا موقف مخلصین اور محبینِ مجاہدین تک پہنچاتا ہے۔
- افغان جہاد کی تفصیلات ،خبریں اور محاذوں کی صورت حال آپ تک پہنچانے کی کوشش ہے۔
- امریکہ اور اس کے حواریوں کے منصوبوں کو طشت از بام کرنے ،اُن کی شکست کے احوال بیان کرنے اور اُن کی سازشوں کو بے نقاب کرنے کی ایک سعی ہے۔

اس لیے ....

اِسے بہتر سے بہترین بنانے اور دوسروں تک پہنچانے میں ہمارا ساتھ دیجیے

سکہ ہے کھرا امرِ سخن کا!

اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے دو اعلانیہ گناہوں اور معصیتوں کے جرم میں مبتلا افراد، گروہوں اور اقوام سے کھلی جنگ کا اعلان کیا ہے.....سود کو کھانے کھلانے اور اس کے نظام پر رائج کرنے والوں کے متعلّق اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں واضح نکیر کرتے ہوئے اُن کے اس عمل کو اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے اعلانیہ جنگ قرار دیا ہے.....سورہ بقرہ میں ارشاد فرمایا:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُواْ اتَّقُواْ اللّهَ وَذَرُواْ مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبَا إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ Oفَإِن لَّمْ تَفْعَلُواْ فَأْذَنُواْ بِحَرْبٍ مِّنَ اللّهِ وَرَسُولِهِ

''اے ایمان والو ڈرو اللہ سے اور چھوڑ دو جو کچھ باقی رہ گیا ہے سود اگر تم کو یقین ہے اللہ کے فرمانے کا۔ پھر اگر نہیں چھوڑتے تو تیار ہو جاؤ لڑنے کو اللہ سے اور اس کے رسول سے'' (ترجمہ شیخ الہندؒ)

اسی طرح دوسرا جرم جس پر جم جانے والوں سے اللہ تعالیٰ نے اعلانِ جنگ کیا، اُسے نبی کریم صلی اللہ علیہ حدیث قدسی میں یوں بیان فرماتے ہیں:

مَنْ عَادَى لِي وَلِيًّا فَقَدْ آذَنْتُهُ بِالْحَرْبِ

''جس نے میرے ولی سے دشمنی کی، میں اُس سے جنگ کا اعلان کرتا ہوں''

ان دونوں احکامات کو سامنے رکھا جائے اور امت مسلمہ کی صورت حال پر غور کیا جائے تو اِدبار، ذلت، گراوٹ اور بے توقیری کا نا ختم ہونے والے سلسلے کے پیچھے کیا کچھ کارفرما ہے' بخوبی سمجھ آجاتا ہے.....امت مسلمہ کی گردنوں پر مسلط طبقۂ مترفین کی بدبختی دیکھئے کہ یہ طبقہ پچھلی کئی دہائیوں سے ان دونوں گناہوں کو ٹھونک بجا کر اور ڈنکے کی چوٹ پر کر رہا ہے.....''اسلام کے قلعے'' کی ''اعلیٰ عدالتوں'' سے فیصلے صادر ہو رہے ہیں کہ ''مدرسہ کھول کر سود کے خاتمے کا سبق نہیں دے سکتے۔ جو سود نہیں لینا چاہتا نہ لے، جو لے رہے ہیں ان کو اللہ پوچھے گا''.....رب کائنات کے احکامات کے سامنے دیدہ دلیری، جرات اور بے باکی کا ایسا شرم ناک رویہ اختیار کیا جا رہا ہے! دوسرے جرم کی روداد تفصیلاً بیان کرنے کی ضرورت نہیں کیونکہ ''قلعۂ اسلام'' کے محافظوں اور حاکموں نے اُس جنگ کے ''فرنٹ لائن اتحادی'' ہونے کو جا بجا باعثِ فخر تسلیم کروایا ہے کہ جو جنگ دنیائے کفر نے ازاول تا آخر اولیائے رحمٰن کے خلاف چھیڑی ہے..... یہاں بھی اللہ کے ولیوں کے خلاف ڈھٹائی، بے شرمی، سرکشی سے ''ہماری جنگ'' کو کس طرح ملک کے کوچہ و بازار تک میں لڑا جا رہا ہے.....اولیاء اللہ کے قتل عام کا سلسلہ طویل تر ہوتا جا رہا ہے.....ملک پاکستان میں ہزار ہا دوستانِ خدا' خفیہ اداروں کے زیرِ زمین عقوبت خانوں میں نا قابل بیان جور و تشدد سہہ رہے تھے...... جن کے جسموں پر امریکہ کی طرف سے ''پتھروں کے دور'' میں بھیج دینے کی دھمکی سے کپکپی طاری ہوتی ہے' وہ اللہ' احکم الحاکمین اور رب کائنات کے مقابلے میں ایسے جری کہ اُس ذاتِ قہار و جبار کے کھلے چیلنج اور 'دعوت مبارزت' کو سینہ پھلا کر قبول کر رہے ہیں.....اگر وہ ذوالجلال والاکرام پوچھنے پر آجائے اور پکڑ کرنے کا ارادہ فرما لے تو کون ہے جو اُس کی پکڑ اور گرفت سے بچانے کا انتظام کرے گا؟ یہ تو اُس باری تعالیٰ کا عفو و حلم ہے کہ اُس نے ۸.۱ کی شدت کے زلزلے کے باوجود زمین کو تھامے رکھا، صرف ذرا سی جنبش دی، اُس کی طنابیں بالکل ہی نہ چھوڑ دیں! وگرنہ بلاشبہ وہ مالک الملک اس پر قادر ہے کہ ان ظالموں، فاجروں، باغیوں اور سرکشوں کے پاؤں تلے سے زمین کھینچ کر لے جائے!!!

مسلمانانِ پاکستان کو اس فیصلے میں پہنچنے میں دیر نہیں کرنی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کے سامنے خود سری اختیار کرنے والوں اور اُس سے جنگ مول لینے والوں سے جان خلاصی کروانے کے لیے جدو جہد کو اوڑھنا بچھونا بنانے اور ان مترفین کی گردنیں مارنے کے لیے فریضہ 'اعداد' سے کی گئی پہلوتہی سے جتنی جلد

رجوع کیا جائے گا اُتنا ہی دنیاوآخرت کے لیے بہتر ہوگا......ان کو اپنے سروں پر سوار رکھیں گے اور صریح احکاماتِ الٰہی کی دل و جان سے بجا آوری کی بجائے اس ذریت شیطان کے تخت وتاج کو مضبوط تر کرتے رہیں گے تو دنیاوی وبال، آفتیں اور سختیاں بھی بڑھتی جائیں گی اور آخرت میں اللہ تعالیٰ کے قہر اور ناراضی سے بچنے کی بھی کوئی سبیل نہیں ہوگی......کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ظالموں اور سرکشوں سے معاملہ کرنے کی بابت تنبیہ فرمائی ہے کہ:

وَلاَ تَرْكَنُواْ إِلَى الَّذِينَ ظَلَمُواْ فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ وَمَا لَكُم مِّن دُونِ اللّهِ مِنْ أَوْلِيَاء ثُمَّ لاَ تُنصَرُونَ

''اور مت جھکو ان کی طرف جو ظالم ہیں پھر تم کو لگے گی آگ اور کوئی نہیں تمہارا اللہ کے سوا مددگار پھر کہیں مدد نہ پاؤ گے'' (ترجمہ شیخ الہندؒ)

یہاں ظالموں کی طرف میلان رکھنے، اُن کی طرف مائل ہونے اور اُن کی جانب ذرا سا جھکنے سے بھی منع کیا گیا ہے کہ مبادا اس جرم کی پاداش میں نارِ جہنّم کی لپٹیں مقدر قرار نہ پائیں! (اعـاذنـا اللّٰـه من ذٰلک)......پھر بھلا اللہ تعالیٰ کے ان باغیوں کو مضبوط کرنے، اُنہیں ہر طرح کی حمایت وقوت فراہم کرنے، اُن کی تکریم میں تمام حدود اس طرح عبور کرنے کہ شریعت مطہرہ کا ہر حکم پامال ہوجائے اور اُن کے وضع کردہ نظام کو مستحکم کرنے میں اپنی ساری توانائیاں صرف کرنے والوں کے ساتھ دنیاوی واخروی طور پر کیسا بھیانک اور خوف ناک معاملہ پیش آئے گا' اس کا اندازہ کرنا کچھ مشکل نہیں!

ایسا بھی نہیں ہے کہ ان فراعین زمانہ کے چہروں پر پڑے نقابوں نے اُن کی اصلیت اور کرتوتوں سے عامۃ المسلمین کو بالکلیہ بے گانہ اور یکسر لاعلم رکھا ہو......بلکہ اب تو اللہ تعالیٰ کی غالب تدبیر کی بنا پر ان کے سارے نقاب اُلٹ اور سارے پردے فاش ہو چکے ہیں......ان کی تمام تر وفاداریاں' اعداء اللہ کے لیے، ساری ہمدردیاں' ابلیس لعین کے پیروکاروں کے لیے، ہر طرح کی معاونت' طواغیت عالم کے لیے، کُل دوڑ دھوپ' ائمۃ الکفر کی خوش نودی کے لیے اور ہر قسم کی جنگ' اولیائے رحمٰن کے خلاف 'فرنٹ لائن اتحادی' بن کر دنیائے عالم میں پھیلے کفر کے لیے ہے! ان کے دلوں پر تو مہریں لگ چکی ہیں، ان کی سیاہی اعمال کو شیطان نے ان کے واسطے مزین کر دیا ہے، خالق کائنات اور مالک ارض وسماء سے روشِ بغاوت کو یہ ترقی کی معراج اور روشن مستقبل گمان کیے ہوئے ہیں......اسی لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے جھنجھوڑنے اور ہلا مارنے کے باوجود ان کے ڈھیٹ پن میں شمہ برابر فرق نہیں آیا اور آج یہ بے دھڑک اعلان کرتے ہیں کہ ''پاکستان کا مستقبل لبرل ازم میں ہے''......اللہ کی ماران کی عقلوں پر تو ایسی پڑ چکی ہے کہ کوئی صاحب ایمان ان میں رتی بھر خیر بھی تلاش کرنا چاہے تو اُسے ناکامی سے ہی سابقہ پیش آئے گا......یہ سراپا شر وفساد ہیں، اب ۷۳ء کا کوئی آئین یا اس قسم کی کوئی دوسری ''متبرک'' دستاویز' ان کے جرائم، خیانتوں اور شریعت اسلامی سے کھلی غداریوں کی پردہ پوشی نہیں کرسکتی!

مجاہدین فی سبیل اللہ پر ''پاکستان دشمنی'' کا الزام لگانے والے اس ملک کے جرنیلوں اور حکمرانوں کے بارے میں اپنی زبان کیوں نہیں کھولتے؟ جنہوں نے اس سرزمین کو فساد سے بھر دیا ہے! کیا ''اسلام کے قلعے'' کو کفر کی ہمہ وقت چاکری میں لگا کر صف اول کا صلیبی اتحادی بنانا' ملکِ پاکستان کے نظریہ کی قبر کھود ڈالنے کے مترادف نہیں ہے؟ کیا ''مدینہ ثانی'' کی ترقی کے تمام رازوں کو لبرل ازم میں پنہاں قرار دینا ۴۷ء کے لاکھوں شہدا کے خون سے غداری اور اس ملک کی نظریاتی اساس کو ڈھا دینے کے مترادف نہیں ہے؟ ۷۳ء کے آئین اور قرارداد مقاصد کے گُن گانے والے اس پر لب کشائی کریں گے کہ کیا کاغذ کے ٹکڑے پر یہ لکھ دینے کہ ''اس ملک میں کوئی قانون قرآن وسنت کی تعلیمات کے خلاف نہیں بن سکتا'' سے سارے فرائض پورے ہو گئے اور شریعت مطہرہ بالادست حیثیت سے اس خطے میں نافذ العمل ہوگئی؟ یا پھر اسی آئین کی تشریح کرنے والے ادارے کا جج' اللہ تعالیٰ سے جنگ کرنے کی کھلی چھوٹ دیتا اور پوری ریاست اس جنگ کا ببانگ دہل اعلان کرتی ہے!

اس سارے منظر نامے میں ذرا ٹھہر کر سوچیے، کچھ تدبر اور غور وفکر کیجیے، سمجھ اور فہم پر طاری جمود سے نکل کر اور تعصب وطنی سے باہر آ کر سوچ بچار کیجیے کہ جس ملک کی بنا قائم کرنے کے لیے شریعت اور دین کو اہم ستون ٹھہرایا گیا، جس ملک کے حصول کے لیے لاکھ ہا مسلمان کٹ گئے اور لاکھوں عصمت مآب

بیٹیاں دربدر ہوگئیں......آخر اُس سرزمین میں ایسے شریر، اللہ تعالیٰ کے نافرمان اور شیطان کے اولیا کا سکہ کیوں چل رہا ہے؟ کیوں ان مفسدین کو کھلی ڈھیل دی گئی ہے؟ کیوں ان کی گردنیں مارنے اور انہیں سات دہائیوں پر محیط ان کی غداریوں پر ٹو کا بلکہ روندا نہیں جا رہا؟ مفادات کے اسیروں کے پاس ان سوالوں کے جواب میں آئیں بائیں شائیں کے علاوہ کچھ بھی نہ ہوگا! لیکن اگر اس ملک کے مسلمانوں کو حقیقی آزادی کی طلب ہے، دنیا کی بہبود اور آخرت کی فلاح کی جستجو و خواہش ہے، دین و شریعت سے دور، رحیم و کریم رب کی رحمتوں اور برکتوں سے خالی، غم زدہ اور بے رونق شب و روز کو احکامات شریعت سے مزین، دین کی عطا کردہ خوبیوں سے آراستہ پیراستہ کرنے کی تڑپ ہے اور اپنے اجتماعی نظام کو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عطا کردہ تعلیمات پر استوار کرنے کا داعیہ ہے تو پھر ابلیس کے سارے حواریوں سے برات کر کے انہیں اپنے سروں پر سوار کرنے کی بجائے زمین پر پٹخ دینے کی ہمت اپنے اندر پیدا کرنی ہوگی......جو آپ کو من الحیث القوم الحاد، لادینیت، اباحیت، انحرافِ شریعت، سیکولرازم اور لبرل ازم کی کھائیوں میں دھکیل کر رسوائی در رسوائی کی تصویر بنانا چاہتے ہیں اُن سے بھی اور کفر کے آگے سجدہ ریز خاکی جرنیلوں سے بھی جان خلاصی کروانی ہے تو اس کا واحد طریقہ اور واحد راستہ وہی ہے جو آپ کے پڑوس کے غیرت مند و ایمانی بانکپن سے معمور اہلِ ایمان نے اختیار کیا ہے......مردِ افغان کی ہر ادائے ایمانی نرالی اور اُس کے توکل و تیقن کا ہر انداز جدا ہے جو کہ موجودہ زمانے میں کہیں دکھائی دینے کا نہیں لیکن اس میں چودہ صدیوں پہلے والی جھلک اور ایمانی کیفیت خوب خوب جھلکتی ہے!

اسی لیے جب کسی صحافی نے حضرت امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ سے کہا کہ '' آپ اپنی قوم کو سو سال پیچھے رکھنا چاہتے ہیں''......تو حضرت امیر المومنین رحمہ اللہ نے لبرل ازم اور روشن خیالی کو ترقی و آسودگی کی سیڑھی قرار نہیں دیا بلکہ دوٹوک انداز میں جواب دیا کہ '' میرے بس میں ہو تو میں انہیں سو نہیں چودہ سو سال پیچھے لے جاؤں کہ یہی میری دلی تمنا ہے!''......جب قیادت ایسی ہوگی تو پھر دین کی سربلندی کے محض خواب نہیں دیکھے جائیں گے بلکہ اس قیادت کے ہمراہ نکل کر اور سب کچھ لُٹا کھپا کر دین کو سربلند کر کے دکھایا جائے گا! اسی لیے اُنہیں صرف پانچ ساڑھے پانچ سال ملے لیکن اُنہوں نے کئی دہائیوں بعد دِکھلا دیا کہ اسلام کی عطا کردہ عزت و غیرت کا سبق کیا ہوتا ہے! اور یہاں ۶۸ سال بیت گئے لیکن دنیا کا کوئی طاغوت اور کوئی کفر باقی نہ رہا جس کے آگے پیشانی ٹکائی نہ گئی ہو!

یہ ہے امارت اسلامیہ کی صورت میں ایمان کی بنیاد کو مستحکم کرنے اور شریعت کے احکامات کو دانتوں سے پکڑنے والی قیادت! ایسی قیادت جو سولہ سال تک ایسے فرد کے ہاتھ میں رہی جسے زمانہ کا امام بھی کہا جا سکتا ہے اور زمانے والوں کا امام بھی! خطۂ ارضی کے ہر حصّے اور ہر گوشے سے اہلِ ایمان، اہلِ درد کشاں کشاں اُس کی طرف کھنچتے چلے آئے اور اُس کے ہاتھوں میں ہاتھ دے کر بیعت، اطاعت اور وفاداری کا عہد باندھا! پھر امیر المومنین رحمہ اللہ نے بھی محض اپنے رب اور پروردگار کی توفیق سے اس وفاداری کی لاج رکھی! کفر کے سامنے آپ کی ایک '' جرات انکار'' نے لاکھوں لوگوں کے ایمان محفوظ کیے......اہلِ پاکستان کے لیے بھی عرض ہے کہ آپ رحمہ اللہ کا یہ منظّم کیا گیا قافلہ اور آپ کا تیار کردہ جہادی کاررواں پوری آب و تاب کے ساتھ موجود ہے، محاذ گرم کیے ہوئے ہے، کفر اور اُس کے کاسہ لیسوں کی ایک نہیں چلنے دے رہا! اس قافلے کے راہی حقیقی عزت و شرف کے حامل ہیں جو دنیا کے کسی بڑے سے بڑے کافر، متکبر اور فرعون کو خاطر میں نہیں لائے! بلکہ اُنہوں نے آج کے دور میں تمام متکبرین اور ظالموں کے سر توڑے اور گردنیں ماری ہیں......جب کہ آپ کے سروں پر مسلط طواغیت کے کٹھ پتلی '' پتھر کے دور'' سے لرزہ براندام رہتے اور '' ڈو مور'' کی ذلت کے گھونٹ پینے پر خود کو مجبور پاتے ہیں! لہٰذا اسی مبارک قافلے اور اسی کاررواں کی دُھول میں دُھول ہو جانے والوں کو منزل کا سراغ پہلے بھی ملا ہے اور اب بھی ملے گا! آزمائش شرط ہے، جو اس آزمائش میں اترنے اور جان کھپانے پر تیار ہو گیا پھر طاغوت کی ہر شکل اور ہر نسل پر غالب آ کر رہے گا، ان شاء اللہ!

☆☆☆☆

نیت کی فضیلت اور حقیقت

حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمہ اللہ

قال النبی صلی اللّٰه علیه وسلم: "انما الاعمال بالنیات، وانما لامری مانوی، فمن کانت هجرته الی الله ورسوله فهجرته الی الله ورسوله، ومن کانت هجرته الی دنیا یصیبها او امراة یتزوجها فهجرته الی ما هاجر الیه" (بخاری ومسلم)

اس حدیث میں دو چیزوں کا ذکر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک اعمال کا، دوسرے ''نیت'' کا، پہلے میں نیت کے متعلّق عرض کروں گا اور اس کے بعد ان شاءاللہ اعمال کے متعلّق بیان کروں گا۔

اخلاص نیت کی برکت:

قرآن مجید اور احادیث میں جا بجا ترغیبات موجود ہیں کہ اعمال کی قبولیت کا دار و مدار نیت پر ہے اور نیت کے فضائل اور اس کا ثواب قرآن وحدیث میں اکثر جگہ موجود ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں ایک جگہ خدا تعالیٰ نے فقرائے مسلمین کیبارے میں آیت نازل فرمائی جس کا شان نزول یہ ہے کہ مکہ کے سردار اور رؤسا نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ درخواست کی کہ ہم آپ کی بات اس شرط پر سننے کو تیار ہیں کہ جس وقت ہم لوگ آپ کی مجلس میں حاضر ہوا کریں تو آپ ان غریب اور کم درجہ کے لوگوں کو اپنے پاس سے اٹھا دیا کریں، کیوں کہ ہمیں ان کے ہمراہ بیٹھنے میں سخت عار آتی ہے اور ہماری شان کے خلاف ہے کہ ہم اتنے بڑے بڑے لوگ ایسے کم درجہ کے لوگوں کے ساتھ بیٹھیں۔ جب ان لوگوں نے آپ سے یہ درخواست کی تو آپ اس سلسلے میں متردد تھے، حتیٰ کہ یہ آیت نازل ہوئی:

وَلَا تَطْرُدِ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُم بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيدُونَ وَجْهَهُ (الانعام: ۵۲)

''آپ (اپنے پاس سے) ان لوگوں کو الگ نہ کریں جو اپنے پروردگار کو صبح شام پکارتے ہیں، جس سے ان کی غرض یہ ہے کہ وہ خالص خدا تعالیٰ کی رضا چاہتے ہیں''۔

یعنی ان کی عبادت اور اللہ تعالیٰ کو پکارنا محض اخلاص اور نیک نیتی سے ہے اور کوئی غرض ان کی اس میں شامل نہیں۔ یہی مطلب ہے لفظ 'یریدون وجهه' کا...... تو خدا تعالیٰ نے حکم فرمایا کہ آپ ان لوگوں کو اپنے پاس سے ان سرداروں اور رؤسا کی خاطر نہ اٹھائیں، خواہ یہ سردار آپ کے پاس آئیں یا نہ آئیں۔

اس آیت میں غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ اخلاص اور نیک نیتی کی خدا تعالیٰ کے ہاں کتنی قدر ہے اور اس کا کتنا مرتبہ ہے۔ یہ تو ظاہر ہے کہ یہ بات ناممکن ہے کہ نعوذ باللہ نبی کو امیروں سے ان کی امارت کی بنا پر محبت اور انس ہو اور غریبوں سے ان کے افلاس اور فقر کی وجہ سے نفرت ہو، بلکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جو اس امر میں متردد تھے، اس کی وجہ یہ تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ چاہت تھی کہ اگر میں چند ساعتوں کے لیے ان سرداران مکہ کی اس بات کو مان لوں اور تھوڑی دیر کے لیے دعوت اسلام کے خاطر ان سے تخلیہ میں گفت گو کر لوں تو ممکن ہے کہ یہ اسلام لے آئیں اور اس طرح ان کو ہدایت ہو جائے، پھر یہ امرا امرا نہیں رہیں گے، بلکہ دل سے ویسے ہی درویش صفت ہو جائیں گے، جیسے کہ یہ فقرائے مسلمین ہیں تو گویا آپ کا خیال مبارک یہ تھا کہ یہ چند روز کی بات ہے، پھر جب خدا تعالیٰ ان کو اسلام لانے کی توفیق دے دے گا تو پھر یہ معاملہ ہی نہیں رہے گا۔

غرض آں جناب صلی اللہ علیہ وسلم کو جو اس جانب میلان خاطر تھا وہ اس پر تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان امرا کو فقرا صفت بنانا چاہتے تھے اور فقرائے مسلمین چوں کہ سرتاپا جاں نثار اور غلام تھے، اس لیے ان کو بھی گرانی کے ہونے کا کوئی خدشہ نہیں تھا۔ یہ مصالح تبلیغ ودعوت تھیں، جن کی بنا پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال مبارک اس بارے میں متردد تھا، مگر چونکہ خدا تعالیٰ کی شان بے نیازی ہے اور اس کی بارگاہ میں کسی کی پروا نہیں، اس لیے فرمایا کہ خواہ یہ امرا اسلام لائیں یا نہ لائیں، آپ پروا نہ کریں، لیکن ان مسلمانوں کو جو اخلاص اور نیک نیتی سے صبح وشام خدا کو پکارتے ہیں، اپنے دربار سے نہ ہٹائیں۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے جو یہ اتنا بڑا اعزاز واکرام ان فقرائے مسلمین کا فرمایا اور ان کو ان سرداروں کے مقابلہ میں اتنا بڑا مرتبہ عطا فرمایا، اس کی علت کیا ہے اور اس کی وجہ کیا ہے؟ سو اس کی جو علت خود حق تعالیٰ بیان فرما رہے ہیں، وہ یہ ہے کہ 'یریدون وجهه' یعنی یہ مرتبہ ان کو اس لیے عطا کیا جا رہا ہے کہ یہ خدا تعالیٰ کی عبادت محض اس لیے کرتے ہیں کہ ان کو اس کی رضا اور خوش نودی کی تلاش ہے، کوئی دنیوی غرض یا اپنی ذاتی خواہش نہیں ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ ان لوگوں نے جو اپنی نیتوں کو خدا کی رضا جوئی کے لیے خالص کر لیا تھا اس اخلاص اور نیک نیتی کی یہ برکت ہے کہ ان کو اس مرتبہ عظمیٰ پر فائز کیا گیا اور فقط اسی پر اکتفا نہیں فرمایا، بلکہ یہ حکم دیا:

1 اکتوبر: صوبہ بغلان فوجی کاروان پر حملے میں 2 ٹینک تباہ جب کہ 13 اہل کار ہلاک ہو گئے۔

وَإِذَا جَاءَكَ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِآيَاتِنَا فَقُلْ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلَى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ أَنَّهُ مَن عَمِلَ مِنكُمْ سُوءًا بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابَ مِن بَعْدِهِ وَأَصْلَحَ فَأَنَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ (الانعام: ۵۴)

''اور جب تمہارے پاس ایسے لوگ آیا کریں جو ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں تو (اُن سے) السلام علیکم کہا کرو۔ خدا نے اپنی ذات (پاک) پر رحمت کو لازم کرلیا ہے کہ جو کوئی تم میں سے نادانی سے کوئی بری حرکت کر بیٹھے پھر اس کے بعد توبہ کرلے اور نیکوکار ہوجائے تو وہ بخشنے والا مہربان ہے''۔

اس میں بھی یہی ذکر ہے کہ جب یہ فقرا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو سلام کیجیے اور ہمارا یہ پیغام پہنچا دیجیے کہ خدا تعالیٰ نے ان لوگوں پر رحمت نازل کرنے کو اپنے اوپر لازم فرمالیا ہے۔ تو یہ اعزاز بھی اسی نیک نیتی اور اخلاص کی بنا پر ہو رہا ہے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس یہ لوگ آئیں تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کو سلام کریں اور خدا تعالیٰ کی درگاہ میں حاضر ہوں تو وہ ان پر رحمت فرمائیں اور تیسرا اعزاز یہ کہ امرا آئیں یا نہ آئیں، کوئی پروا نہیں، مگر ان لوگوں کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے ان رؤسا کی خاطر اٹھانا گوارا نہیں۔

اچھی نیت عمل خیر سے بہتر کیوں؟

اسی طرح ایک حدیث میں آتا ہے کہ ''نیۃ المومن خیر من عملہ'' مومن کی نیت اس کے عمل سے بہتر ہے، اس حدیث کی تفسیر میں علما کا اختلاف ہے، جو درحقیقت اختلاف نہیں، بلکہ اس حدیث کی مختلف تفسیریں اور تعبیریں ہیں۔ دراصل بظاہر اس حدیث میں یہ اشکال واقع ہوتا ہے کہ عمل کرنے سے نیت کا درجہ کیسے بڑھ سکتا ہے، کیوں کہ نیت تو عمل سے پہلے ہوتی ہے، پھر اس میں مشقت بھی کچھ نہیں اور عمل میں مشقت ہے؟ اس لیے بعض علما نے اس کا مطلب یہ بیان فرمایا کہ انسان کئی قسم کے ہیں، ایک وہ کہ انسان نیک نیتی کرے اور عمل نہ کرے اور دوسرا وہ جو عمل تو کرتا ہے مگر نیت ٹھیک نہیں ہے، مثلاً عمل میں ریا کا شائبہ ہے یا کسی دنیوی غرض کو حاصل کرنے کے لیے نیک کام کر رہا ہے تو چونکہ اس دوسرے شخص کی نیت ٹھیک نہیں، اس لیے اس کے عمل کا بھی کوئی ثواب نہیں، بلکہ ریا وغیرہ کا گناہ ہوگا۔ بخلاف اس شخص کے کہ جس نے صرف نیت کی تھی، اس کو نیت کا ثواب تو مل گیا، گو وہ عمل نہ کرسکا اور پہلے شخص کو نہ نیت کا ثواب ملا اور نہ عمل کا تو اس صورت میں نیت عمل سے بڑھ گئی، کیوں کہ بہرحال وہ نیت ثواب کا باعث ہوئی اور یہ عمل کچھ بھی نہ ہوا۔

بعض علما نے اس کی وجہ یہ بتائی کہ چونکہ عمل تو ہوتا ہے محدود اور نیت انسان غیر محدود کی بھی کرسکتا ہے تو اس صورت میں نیت عمل سے بڑھی ہوئی ہے۔ مثلاً حدیث میں ہے کہ ایک تو ایسا شخص ہے کہ جس کو خدا تعالیٰ نے مال بھی عطا فرمایا ہے اور علم بھی اور وہ اس مال کو اپنے علم کے مطابق صحیح جگہوں میں خرچ کرتا ہے، یعنی جہاں خرچ کرنے کا حکم ہے وہاں خرچ کرتا ہے اور جہاں خرچ کرنے کی ممانعت ہے، وہاں خرچ کرنے سے رک جاتا ہے تو ظاہر ہے کہ یہ شخص ایسا ہے کہ اس کو اجر اور ثواب بہت ملے گا، کیونکہ جہاں جہاں اس کو خرچ کرنے کی ضرورت ہوگی، دل کھول کر خدا کی راہ میں خرچ کرے گا اور ایک دوسرا شخص ہے کہ اس کے پاس نہ مال ہے اور نہ علم ہے، وہ اس کو دیکھ دیکھ کر حسرت کھاتا اور رشک کرتا ہے کہ کاش! خدا تعالیٰ مجھے بھی اس طرح مال دیتا اور میں اس کو خدا کی راہ میں اس شخص کی طرح خرچ کرتا، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''ھما فی الاجر سواء'' یعنی یہ دونوں اجر اور ثواب میں برابر ہیں۔ وجہ یہ ہے کہ اس دوسرے کے پاس مال و دولت نہیں ہے، مگر اس کی نیت تو ہے کہ اگر ہوتا تو میں خرچ کرتا، تو چونکہ یہاں اس کی نیت شامل ہوگئی، اس لیے اس کو اجر ثواب میں اس کے برابر کردیا گیا۔

تیسرا وہ شخص کہ جسے خدا تعالیٰ نے اس کو مال دیا، مگر اس نے علم حاصل نہیں کیا، اس لیے اپنے مال کو اندھادھند اور عیش پرستیوں اور فضول خرچیوں میں خرچ کر رہا ہے اور کسی مفلس آدمی نے اس کو دیکھ کر کہ یہ شخص تو خوب مزے اڑا رہا ہے اور عیش کر رہا ہے، اس لیے اس نے بھی یہ حسرت کی کہ اگر مجھے مال ملے تو میں بھی یوں ہی عیش اڑاؤں اور دنیا کے مزے لوٹوں، تو فرمایا کہ یہ دونوں گناہ میں برابر ہیں، تو یہ برابری محض نیت کی وجہ سے ہوئی۔ اس لیے انسان کو چاہیے کہ اگر کسی کو نیک کاموں میں خرچ کرتے دیکھے تو کہے کہ اگر مجھے بھی مال میسر ہوتا تو میں بھی خدا کی راہ میں خرچ کرتا اور کسی کو دیکھو کہ وہ اپنے مال کو بے جا خرچ کرکے گناہ میں مبتلا ہے تو یہ کہو کہ خداوند! تیرا احسان ہے اور شکر ہے کہ تونے مجھے دیا ہی نہیں کہ میں اس خرافات میں خرچ کرتا۔

بعض اولیائے کرام کے کلام میں دیکھا کہ دو چیزیں عجیب وغریب ہیں: ایک توبہ اور دوسری نیت، یہ دونوں عجیب وغریب اس لیے ہیں کہ نیت کا کام ہے کہ معدوم چیز کو موجود بنا دینا، مثلاً ہم نے کوئی عمل نہیں کیا، مگر نیت کرلی تو ثواب ملے گا تو بغیر عمل کے ثواب ملنے کا یہی حاصل ہوا کہ عمل موجود نہیں، مگر نیت نے اس کو موجود کردیا اور دوسری چیز توبہ ہے جو موجود کو معدوم کردیتی ہے، کیونکہ انسان خواہ ستر (۷۰) برس تک گناہ کرتا رہے، بلکہ شرک وکفر میں بھی مبتلا رہے، جب بارگاہ الٰہی پر ایک سجدہ کیا اور معافی مانگی، سب یک قلم معاف اور گناہوں کا ایک بے شمار ذخیرہ جو موجود تھا اس کو ایک مخلصانہ توبہ نے معدوم کرڈالا، یہ دونوں نعمتیں خدا تعالیٰ نے اہل ایمان کو عطا کی ہیں، عجیب نعمتیں ہیں۔ فللّٰہ الحمد حمداً کثیراً۔

جو حدیث ابتدا میں میں نے ذکر کی اس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ اعمال کا دارومدار نیت ہے، یعنی اعمال بمنزلہ جسم کے ہیں اور نیت بمنزلہ روح کے ہے۔ جس درجہ کی نیت ہوگی اسی درجہ کا عمل ہوگا، اگر نیت ہے تو عمل بھی اچھا ہوگا

1 اکتوبر: صوبہ کنڑ سیکورٹی فورسز پر حملے میں 6 اہل کار ہلاک ہوگئے۔

اور فاسد نیت ہے تو عمل بھی فاسد ہوگا۔ اس سے بھی ''نیۃ المؤمن خیر من عملہ'' کا نیا مطلب واضح ہو جاتا ہے کہ جب نیت بمنزلہ روح کے ہے اور عمل بمنزلہ جسم کے ہے تو ظاہر ہے کہ روح کا درجہ جسم سے بڑھا ہوا ہے، آج کل کے فلسفیوں کو اور مادہ پرستوں کو اس جگہ یہ اشکال پیش آتا ہے کہ یہ باتیں محض مولویوں کے ڈھکوسلے ہیں اور محض سنی سنائی باتیں ہیں اور اس کے لیے کوئی عقلی دلیل نہیں، کیوں کہ عقل اس بات کو تسلیم کرنے سے منکر ہے کہ عمل کا دارومدار نیت پر ہو۔ لیکن ان کا یہ خیال غلط ہے، اس کے لیے عقلی دلیل بلکہ مشاہدہ موجود ہے۔ دیکھئے، آپ باپ ہونے کی حیثیت سے اپنے بچے کو طمانچہ مار دیں تو اس سے اس بچے کے دل میں، جو آپ کی محبت ہے، اس میں کوئی فرق نہیں آئے گا، لیکن اگر آپ کسی محلے کے بچے کے طمانچہ مار دیں تو اس بچے کو بھی ناگوار ہوگا اور اس کے والدین اور سرپرستوں کو بھی ناگوار گزرے گا۔ سوچنا چاہیے کہ آخر یہ فرق کیوں ہوا؟ وہی نیت کا فرق ہے کہ اپنے بچے کو مارنے میں اس کی اصلاح اور تربیت مدنظر ہے اور محلے کے بچے کو مارنے میں یہ چیز نہیں۔ اسی طرح اگر کسی شخص سے نادانستہ کسی کا نقصان ہو جائے کہ اس کی نیت اور ارادہ اس کا نقصان کرنے کا نہیں تھا، مگر لاعلمی اور غیر اختیاری طور پر وہ نقصان ہو گیا تو اگر یہ دوسرا شخص عدالت میں دعویٰ دائر کرے اور عدالت میں یہ بات ثابت ہو جائے کہ یہ کام اس نے قصداً نہیں کیا، بلکہ نادانستہ ہو گیا ہے تو عدالت اس کو سزا نہ دے گی اور اگر دے گی تو اس درجہ کی سزا نہ دے گی جیسی کہ قصداً کرنے میں دی جاتی، تو جب دنیا کے احکام نیت سے بدل جاتے ہیں تو آخرت کے احکام بطریق اولیٰ بدل جائیں گے۔

حدیث ''نیۃ المومن خیر من عملہ'' کی ایک توجیہ علما نے یہ کی ہے کہ نیت ایک ایسا فعل ہے کہ اس میں ریا کا احتمال نہیں، اس لیے یہ عمل سے بہتر ہے، کیوں کہ عمل میں ریا کا احتمال ہے اور ایک توجیہ اس کی امام غزالیؒ نے لکھی ہے، وہ یہ کہ عمل کا تعلق تو اعضا ظاہری سے ہے اور نیت کا تعلق باطن سے ہے، تو اس کی مثال ایسی ہے کہ اطبا جو مریضوں کو دوا دیتے ہیں ان میں بعض تو اوپر لیپ کرنے کی ہوتی ہیں اور بعض دوائیں پلانے کی ہوتی ہیں، تو ظاہر ہے جو دوا جسم کے اندر پہنچ کر اپنا اثر کرے گی، وہ زیادہ موثر ہوگی بہ نسبت اس دوا کے جو اوپر سے لیپ کے طور پر لگا دی جائے، اس طرح نیت اور عمل کا حال ہے۔

نیت کی لغوی وشرعی تعریفیں:

اب یہ معلوم کرنا چاہیے کہ لفظ ''نیت'' کے معنی کیا ہیں؟ نیت کے معنی لغت میں قصد کرنے اور ارادہ کرنے کے ہیں، مگر حقیقت اس کی قصد اور ارادہ کے سوا کچھ اور ہے۔ یوں سمجھئے کہ نیت کی حقیقت یہ ہے کہ نیت ایک قلبی صفت اور کیفیت کا نام ہے، جو علم اور عمل کے درمیان میں ہے۔ اس کو مثال سے سمجھئے کہ مثلاً پہلے تو انسان کو علم حاصل ہوتا ہے کہ فلاں کام میں نفع ہے یا نقصان ہے، جیسے تجارت میں نفع ہونے کا کسی کو علم ہوا کہ اگر تجارت کی جائے تو نفع ہوتا ہے یا کھیتی کرنے سے غلہ پیدا ہوگا۔ یہ تو سب سے پہلا درجہ ہے، جو علم کا درجہ کہلاتا ہے، دوسرا درجہ یہ ہے کہ انسان عمل ترویج کردے، جیسے تجارت کا مال خرید کر دکان میں لگا کر بیٹھ جائے یا کھیتی کرنے کے لیے ہل وغیرہ چلانا شروع کردے، یہ عمل کا درجہ ہے اور ان دونوں کے درمیان جو چیز ہے وہ نیت ہے، جس سے عمل اور کام کرنے کی ایک آمادگی پیدا ہوئی، بس یہی نیت کا درجہ ہے۔

امام غزالیؒ نے اس کی تعریف اور حقیقت کو دو لفظوں میں بیان فرمایا ہے، فرماتے ہیں:

انبعاث القلب الی مایراہ موافقا بغرضہ من جلب منفعۃ او دفع مضرۃ، حالا او مآلا

''یعنی کسی کام کے لیے دل کا کھڑا ہو جانا اور آمادہ ہو جانا کہ جس کو دل اپنی غرض کے موافق پاتا ہو، خواہ وہ غرض جلب منفعت ہو یا دفع مضرت ہو، عام ہے، اس سے کہ وہ غرض فی الحال ہو یا فی المآل ہو''۔

اسی لیے فرماتے ہیں کہ اعمال کا دارومدار دل کے کھڑے ہو جانے پر ہے۔ اگر دل خدا کے لیے کھڑا ہو گیا تو وہی حکم ہوگا اور اگر دنیا کے لیے کھڑا ہوگا تو وہی حکم ہوگا۔ غرض اعمال کی روح نیت ہے، اگر نیت اچھی ہے تو عمل بھی مقبول ہے ورنہ مردود، لیکن یہ یاد رکھنا چاہیے کہ اعمال کی تین قسمیں ہیں: قسم اول تو وہ اعمال ہیں جو طاعت کہلاتے ہیں، مثلاً نماز، روزہ، صدقہ، خیرات وغیرہ اور دوسری قسم وہ کہ جو مباحات کہلاتے ہیں، یعنی جن کے نہ تو کرنے سے کوئی گناہ ہے اور نہ ان کو ترک کرنے سے کوئی گناہ، جیسے کپڑا پہننا، کھانا کھانا، خوش بولنا وغیرہ اور تیسری قسم اعمال کی معاصی ہیں، یعنی وہ اعمال جن کے کرنے سے شریعت نے منع کیا ہے اور ان کے کرنے میں گناہ ہے۔

(جاری ہے)

☆☆☆☆☆

''جہاد تمہاری زندگی ہے، جہاد تمہاری عزت ہے......اور جہاد نہ رہا تو تمہاری داستان تک نہ ہوگی داستانوں میں......اے وہن کی طرف دعوت دینے والو! سن لو کہ اس آسمان کے نیچے تمہاری کوئی وقعت نہ ہوگی جب تک کہ تم اسلحہ سے آراستہ نہ ہو جاؤ اور طواغیت، کفار اور ظالمین کو کچل کر نہ رکھ دو!!! جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا مبارک دین جہاد وقتال کے بغیر ہی قائم ہو جائے گا، نہ کوئی خون بہے گا، نہ لاشیں گریں گی، یقیناً انہیں وہم ہوا ہے اور وہ اس دین کی فطرت سے ناواقف ہیں، اس کے مزاج کو نہیں سمجھتے، اسلام کی شان وشوکت، دشمنوں پر داعیان اسلام کی ہیبت اور امت مسلمہ کی عزت ہرگز قتال کے بغیر قائم نہیں ہوسکتی''۔

شیخ عبداللہ عزام شہید رحمہ اللہ

1 اکتوبر: صوبہ کاپیسا پولیس وجنگجوؤں پر مجاہدین کے حملے میں 10 اہل کار ہلاک ہوگئے۔

توحیدِ عملی

شیخ عبداللہ عزام شہید رحمہ اللہ

افغانستان میں اپنے قیام کے دوران میں نے یہ محسوس کیا ہے کہ انسانی روح میں توحید اس طرح داخل ہو ہی نہیں سکتی، نہ ہی اس میں وہ شدت اور مضبوطی آ سکتی ہے جو جہاد کے میدانوں میں آتی ہے۔ یہ وہ توحید ہے جس کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: 'مجھے قیامت سے پہلے تلوار کے ساتھ مبعوث کیا گیا۔' کیوں؟' تا کہ اللہ وحدہٗ لاشریک کی عبادت کی جائے۔' (بحوالہ حدیث، مسند احمد)

یعنی دنیا میں توحید کا قیام تلوار کے ذریعے ہوتا ہے، کتابیں پڑھنے اور عقیدے کے متعلّق علم حاصل کرنے سے نہیں ہوتا۔

بے شک اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم جنہیں بھیجا ہی اس لیے گیا تھا کہ اس دنیا میں توحیدِ الوہیت قائم ہو، انہوں نے ہمیں یہ سکھایا کہ یہ توحید اسباق پڑھ کر نہیں سیکھی جا سکتی۔ بلکہ یہ روحوں میں صرف تربیت کے ذریعے پروان چڑھتی اور بڑھتی ہے، معرکوں میں مقابلے کے ذریعے، اور طواغیت کے خلاف اقدامات کرنے کے نتیجے میں جو حالات درپیش ہوتے ہیں ان کے ذریعے ......ان قربانیوں کے ذریعے جو انسانی جان اس راہ میں پیش کرتی ہے...... جب کبھی انسان اس دین کے لیے کوئی قربانی دیتا ہے، یہ دین اس کے لیے اپنا پوشیدہ حسن ظاہر کر دیتا ہے، اور اس کے لیے اپنے خزانے کھول دیتا ہے۔

اور اس بحث میں اس بات کا ذکر موزوں رہے گا، کہ کچھ لوگ جو اس توحید کی حقیقت اور فطرت کو نہیں سمجھتے، وہ ان لوگوں (یعنی افغان) جن کے ذریعے اللہ نے مسلمانوں کو عزت بخشی ہے، جن کے ذریعے اللہ نے دنیا کے ہر مسلمان کی اہمیّت بڑھا دی ہے، جن کے ذریعے اسلام اتھاہ گہرائیوں سے بلندیوں کی جانب محو پرواز ہے اور عالمی پلیٹ فارم پر ان قوتوں کے مقابل آ کھڑا ہوا ہے جنہیں لوگ آج کی دنیا میں 'سپر پاور' کہتے ہیں، وہ جنہوں نے اسلام کی ہیبت کو لوٹایا ہے، جو جہاد کی غیر موجودگی کی وجہ سے مفقود ہو چکی تھی۔

'اور اللہ تعالیٰ تمہارے دشمنوں کے دلوں سے تمہارا رعب اور خوف نکال دے گا اور تمہارے دلوں میں وہن ڈال دے گا۔' ہم نے سوال کیا 'یہ وہن کیا ہے؟' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: 'دنیا سے محبت اور موت سے نفرت۔' (بحوالہ حدیث ، امام احمد۔ ابوداؤد) اور یہ خوف اور رعب جو ہمارا دشمن پر ہونا چاہئے کبھی ہمارے پاس واپس نہیں آ سکتا مگر تلوار، لڑائی اور قتال کے ذریعے......

اور جیسا کہ میں کہہ رہا تھا کچھ لوگوں نے واقعتاً اس توحید کی اصل فطرت کو نہیں سمجھا، انہوں نے محض اس کے بارے میں چند الفاظ پڑھ لیے ہیں اور اب کہنے لگے ہیں کہ 'افغان کے عقیدے میں کچھ شرک اور بدعت وغیرہ موجود ہے۔'

اور ہم میں سے کچھ نے ان سے کہا: تمہارے عقیدے میں کچھ خرابی ہے
ہم اللہ کی پناہ میں آتے ہیں ایسی بہتان طرازی سے
شرک کے شعلے نہیں بجھتے مگر خون کی بارش سے
اور کیا توحید قائم ہو سکتی ہے سوائے (تلوار) کی تیز سفید دھار کی بدولت؟
تم پیچھے بیٹھ رہنے والی عورتوں کی مانند ہو! لہٰذا بیٹھے رہو کیونکہ یہ تمہاری نظر ہے جس میں خرابی ہے۔

جو لوگ اصلاً سمجھتے ہیں کہ توحید کیا ہے، توحیدِ عملی کیا ہے......صرف اللہ پر توکل، صرف اللہ کا خوف، صرف اللہ کی عبادت...... یہ بات محض چند کتابوں میں کچھ الفاظ پڑھ کر نہیں سمجھی جا سکتی۔ ہاں، توحید ربوبیت (جو مشرکین قریش بھی تسلیم کرتے تھے) ایک یا دو دروس میں شرکت سے سمجھی جا سکتی ہے۔

ہم یہ بات سمجھتے ہیں کہ بیشک اللہ کا ہاتھ ہے جو ہمارے ہاتھوں کی مانند نہیں ہے۔ اور ہم سمجھتے ہیں کہ اسماء وصفات کے اصول کے تحت ہم اللہ کے اسماء الحسنٰی اور صفاتِ کریمہ کا اقرار کرتے ہیں جن کی تصدیق اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے کی ہے اور قرآن مجید نے کی ہے...... اور ہم ان سب کا بغیر کسی تاویل، تحریف، تعطیل (انکار)، تشبیہ اور تمثیل کے اقرار کرتے ہیں۔ اور ہم یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ 'عرش پر بلند ہوا' اور ہم یہ نہیں کہتے کہ وہ اس پر 'غالب آیا'۔ اور استواء (اللہ کا عرش پر بلند ہونا) معلوم ہے لیکن اس کی کیفیت (کہ کیسے بلند ہوا) یہ معلوم نہیں، اس پر ایمان لانا فرض ہے اور اس کے بارے میں سوال کرنا بدعت ہے۔

لہٰذا ہم میں سے ہر کوئی اسے یاد کرتا ہے۔ آپ نے یاد کر رکھا ہوگا، صحیح؟ یا نہیں؟ یہ تو بہت آسان ہے، آپ کو پتہ ہے کیوں؟ کیونکہ یہ ایمان کا علمی پہلو ہے (جس میں عمل کی ضرورت نہیں ہوتی)...... اس کا تعلّق جاننے اور اقرار کرنے سے ہے۔ اور کبھی کوئی نبی اس غرض کے لیے نہیں بھیجا گیا تھا۔ بلکہ انہیں صرف اس مقصد کے لیے بھیجا گیا تھا کہ توحید الوہیت، توحیدِ عملی کا قیام ہو۔ اس بات پر ایمان کہ اللہ، اور میرا مطلب ہے اللہ پر خالص اور مضبوط بھروسہ کہ حقیقتاً وہی خالق ہے، وہی پالنہار اور رازق ہے، وہی موت اور زندگی دینے والا ہے (اور یہ ایمان انسان کی زندگی کے مختلف مواقع پر اعمال سے ظاہر

ہو)...... یہ محض کوئی نظری عقیدہ نہیں ہے، وہ تو توحیدِ ربوبیت ہے۔ بلکہ دراصل توحیدِ الوہیت کا اقرار تو صرف ان اعمال سے ہوتا ہے جو زندگی میں کیے ہوں۔ اور توحیدِ الوہیت کا عقیدہ انسانی روح میں پیوست نہیں ہوسکتا خصوصاً اللہ پر توکل۔ رزق کے معاملے میں، (موت کے) وقتِ مقررہ کے بارے میں، منصب اور درجات کے معاملے میں...... انسانی روح توحید پر قائم نہیں ہوسکتی سوائے اس کے کہ جب وہ ان طویل واقعاتِ جنگ سے گزر رہی ہو، اور اس طویل سفر سے گزر رہی ہو، اور بڑی بڑی قربانیوں سے گزر رہی ہو، صرف تبھی روح میں اس توحید کی تعمیر شروع ہوگی، روز بروز، ایک ایک اینٹ کر کے، اور پھر توحید کی یہ عمارت روحِ انسانی میں بلند ہوتی چلی جائے گی۔

میں آپ سے پوچھتا ہوں: کون توحید کا زیادہ ادراک رکھتا ہے؟ وہ عمر رسیدہ شخص، بھائیوں نے ایک مرتبہ مجھے بتایا کہ ایک دن طیارے ہم پر بم باری کر رہے تھے اور ہم سب چھپ گئے سوائے ایک عمر رسیدہ شخص کے جس کا نام محمد عمر تھا۔ جب طیارہ مجاہدین پر بم باری کر رہا تھا اس نے اس کی طرف دیکھا اور کہا: اے اللہ! کون زیادہ بڑا ہے؟ آپ یا یہ طیارہ؟ کون زیادہ طاقت ور ہے؟ آپ یا یہ طیارہ؟ کیا آپ اپنے ان بندوں کو ان طیاروں کے لیے چھوڑ دیں گے؟'' اور اس نے اپنے دونوں ہاتھ اس طرح آسمان کی طرف اٹھائے اور اللہ تعالیٰ سے اپنی فطرت پر گفتگو کی۔ اس سے پہلے کہ اس کے الفاظ ختم ہوئے وہ جہاز گر گیا حالانکہ اس کو کچھ بھی مارا نہیں گیا تھا اور کابل ریڈیو سٹیشن نے یہ اعلان کیا کہ جو طیارہ گرایا گیا تھا اس میں ایک روسی جرنیل سوار تھا۔ چنانچہ یہ (توحید) ایک عقیدہ ہے، انسانی روح کی خوف سے آزادی ہے، موت اور مقام کے خوف سے۔

اور یہ ہمارے درمیان شیخ تمیم العدنانی موجود ہیں۔ شیخ تمیم، ۱۴۰۶ھ کی تیسویں رمضان کو جب روسیوں نے تین کیمونسٹ برانچوں کو بروئے کار لاتے ہوئے آپریشن کیا، یعنی تین ہزار افواج مع ٹینکوں، طیاروں اور میزائل لانچروں کے...... اور ایک لانچر میں بیک وقت ۴۱ میزائل ڈالے جاسکتے ہیں جو بیک وقت داغے جاتے ہیں، آپ کی طرف ۴۱ میزائل آئیں جس سے آپ کے پیروں کے نیچے جو پہاڑ ہو وہ بھی ہلنے اور کانپنے لگ جائے۔ مورٹر، مشین گنیں اور بھاری توپیں، پانچ روسی بریگیڈ جن میں سے ایک سپیکناز بریگیڈ بھی تھا، حد درجے تیز رفتار بریگیڈ جسے 'روسی بجلی' کہا جاتا ہے۔ اور شیخ تمیم اس جنگ میں موجود تھے اور ان کا وزن کوئی ۱۴۰ کلو ہے، اسی لیے جب شیخ کو کسی پر غصہ آتا ہے وہ کہتے ہیں 'میں تمہارے اوپر بیٹھ جاؤں گا!' بس! اور اس کا مطلب یہ کہ وہ آپ کو مار دیں گے!

چنانچہ شیخ تمیم عدنانی ایک درخت کے نیچے بیٹھے ہوئے تھے اور کہہ رہے تھے 'اے موت دینے والے میں رمضان کے آخری دن شہادت چاہتا ہوں'۔ تیسویں رمضان تھی، آخری دن تھا، انہوں نے قرآن کی تلاوت شروع کر دی، اور پورا ایک پارہ پڑھ لیا جب کہ ان کے چہرے کے سامنے سے، اور کان کے پاس سے گولیاں گزر رہی تھیں۔ کوئی یہ یقین بھی نہیں کرسکتا تھا کہ وہ ابھی تک اس درخت کے نیچے زندہ ہوں گے، جب کہ طیارے بم باری کر رہے تھے، اور دشمن کے گولے اور میزائل ان کی جانب داغے جا رہے تھے۔ وہ درخت پوری طرح جل گیا، شعلے بھڑک اٹھے، ایسے میں آپ اپنے پاس بیٹھے شخص کو بھی پورا جملہ نہیں کہہ سکتے۔ اگر آپ کہنا چاہیں 'تمہارے پاس گولیاں ہیں؟' تو آپ نے اتنا ہی کہا ہوگا کہ 'تمہارے پاس' کہ اگلا لفظ اپنی جانب آنے والے راکٹ یا مارٹر یا بم کی وجہ سے نہیں کہہ سکیں گے، اور آپ کا جملہ کبھی پورا نہیں ہوسکے گا (حالت اتنی سخت تھی!) جب بھی شیخ تمیم کسی ایسی آیت سے گزرتے جس میں جنت کا ذکر ہو مثلاً

اولئک اصحب الجنة هم فيها خلدون۔'' یہ اہلِ جنت ہیں، وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔'' تو اس کو بار بار دہراتے کہ شاید جب میں جنت کہوں تب مجھے گولی لگے۔ تو اسی طرح انہوں نے پہلا پارہ ختم کر لیا، دوسرا بھی ختم کر لیا اور جب وہ ایسی آیت سے گزرتے جس میں جہنّم کا ذکر ہو تو اس سے جلدی سے گزرتے اس ڈر سے کہ کہیں دوزخ کے بارے میں پڑھتے ہوئے انہیں گولی نہ لگ جائے۔ انہوں نے تیسرا پارہ پڑھ لیا، چوتھا پڑھ لیا، پانچواں پڑھ لیا، یہ سب ایسی ہولناک حالت میں جو انسان کو اس کا نام بھی بھلا دے۔ واللہ! میرے بھائیو! ہمارے لیے مشکل ترین بات استنجا کے دوران ہوتی تھی، کیونکہ کسی کے لیے یہ سوچنا ناممکن تھا کہ وہ استنجا کے لیے جائے گا اور زندہ بچ جائے گا، اس بات کا خوف ہوتا کہ اسی دوران شہید نہ ہو جائیں، یہ ہمارے اوپر ایک بوجھ ہوتا تھا۔

چنانچہ پھر شیخ نے کہا، ''اے اللہ! اگر شہادت نہیں تو کم از کم ایک زخم ہی سہی!''، چھ منٹ گزر گئے، سات منٹ، مسلسل چار گھنٹے گزر گئے جب کہ وہ لگاتار بم باری کے نیچے تھے گویا بارش ہو رہی ہو......

شیخ تمیم کہتے ہیں، ''اس دن مجھے یہ سمجھ آیا کہ کوئی موت نہیں ہے، کوئی مر نہیں سکتا مگر اس خاص لمحے میں جو رب العالمین نے مقدر کر رکھا ہے۔ اور کوئی بھی خطرے میں ڈالنے والا خوفناک اقدام مقررہ وقت کو قریب نہیں لاتا، نہ ہی تحفظ اور امن موت کو دور بھگاتا ہے۔''

یہ وہ چیز ہے جو انہوں نے ابن تیمیہؒ کے فتاوی میں پڑھی تھی، جن کی شریانیں جل رہی تھیں اور جن کی روح اپنے دور کے میزائلوں سے پس رہی تھی...... توحید کا عقیدہ، موت اور ساز و سامان کی عدم فراہمی سے بے خوفی کا عقیدہ......

(جاری ہے)

☆☆☆☆☆

2 اکتوبر: صوبہ بغلان مجاہدین کے آپریشن میں 45 گاؤں اور 12 فوجی بیس فتح ہوگئے۔

تختہ الٹ جائے جس سے

حمزہ عبدالرحمان

اللہ ربِ کائنات کی یہ سنت رہی ہے کہ کفر کے مقابل اس کی چال نہایت دبے پاؤں آتی ہے اور سب کچھ الٹ کر رکھ دیتی ہے۔ یہ اللطیف رب ہے۔ جس کا سورج (۱۰۰/ارب ٹن بارود ہر سیکنڈ پھٹے تو سورج کی طاقت کے تناسب سے قوت پیدا ہو!) ہر صبح تاریکی کا سینہ چاک کرتے ہوئے دبے پاؤں عجز وخاکساری سے تسبیح کرتے (سَبَّحَ لِلّٰہِ مَا فِیْ السَّمَاوَاتِ وَمَا فِیْ الْأَرْضِ) نکل آتا ہے۔ دھماکہ تو کجا ایک پٹاخہ تک سنائی نہیں دیتا۔ انسان کم ظرف ہے۔ اگر کافر ہو تو لاؤلشکر، گھن گرج، بڑھکیں، دعوے کا ہنگام کھڑا کر دیتا ہے۔ لیکن جب اللہ کی چال اسے آن لیتی ہے تو ایک بلبلے سے زیادہ اس کی اوقات نہیں ہوتی۔ خواہ نمرود کے تکبر کے مقابل ایک حقیر دھاگا نما مچھر اس کی موت کا سامان کر دے یا فرعون کا لاؤلشکر کہ عصا کی ایک ضرب قدموں تلے کی زمین کھینچ لے اور غرقاب کر دے۔ فرعون کے اقتدار کو چیلنج کرنے والا اسی کی گود کا پالا ایک مسافر ایک درویش عصا ہاتھ میں لیے ہو۔ اور اس کا اقتدار کلیم اللہؑ کی ہیبت تلے چرچرا رہا ہو! اور پھر جب شان دار محلات، باغات، چشمے، کھیت چھوڑ کر عیشِ فراواں سے نکل کر یک لخت غرقاب ہو جائے اعیانِ سلطنت سمیت **توفما بکت علیھم السماء والارض**! لمحہ بھر کی مہلت بھی نہ پا سکے۔ نہ آسمان اس پر روئے نہ زمین۔ اس کی شان وشوکت یا قبل ازیں قارون کی دھنسا دی جانے والی بے مثل دولت صرف ایک عبرت بھری داستان پیچھے چھوڑ دے۔ اللہ رب السماوات والارض کو آسمان سے لشکر اتارنے کی حاجت نہیں ہوتی۔ **یٰحسرۃً علی العباد** کہ جو بندے اپنے رب کو نہیں پہچانتے!

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، جان کے درپے کفار (سفرِ ہجرت) کے سروں میں خاک ڈالتے ہوئے ان کے درمیان سے نکل گئے تھے۔ چہار جانب گھڑ سوار راستوں کی ناکہ بندیاں کرتے ڈھونڈتے غارِ ثور پر پہنچے تو ان کے تکبر کی سونڈ داغنے کو ایک مکڑی کا جالا کافی ہو گیا۔ اور وہ سامنے غار میں موجود محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ثانی اثنینؓ کو نہ دیکھ پائے۔ یہ اللہ کی چال ہے۔ مکڑی کا جالا ہی کیوں نہ ہو لیکن **إِنَّ کَیدِی مَتِین** نہایت مضبوط چال!

اکیسویں صدی کا عجوبہ انہ روبوٹ ہیں نہ موبائیل ٹیکنالوجی، نہ ڈرون نہ سمندروں کے سینے پر مونگ دلتے بڑے بحری بیڑے اور ان پر لدے فضاؤں کا دل دہلانے والے فضائی بیڑے! یہاں حیرت انگیز دبے پاؤں چل کر جنگ کے پانسے پلٹ دینے والی اللہ کی وہی چال ہے جس پر کفر مبہوت رہ جائے۔ میڈیا کی چکا چوند، ذرائع ابلاغ کا ہنگام، تصاویر ویڈیوز کی دنیا، کیمروں کے لشکارے، آسمان میں سیٹلائٹ، جو رینگتی چیونٹی کی آواز سننے کی دعوے دار ہوں، انٹیلی جنس ایجنسیوں اور مخبروں کے جال، کلوز سرکٹ کیمروں اور ریکارڈنگ کے خفیہ آلات، ''ان کی عقابی نگاہوں سے چھپنا ممکن نہیں'' پر ایمان لانے والے چہار سو خود مسلمانوں کے بیچ سے خریدے گئے منافقین......کوئی پناہ گاہ نہیں......لیکن کہانی تو وہی ہے جو دوہرائی جائے گی۔ اللہ کی سنت پوری ہو کر رہی! مٹھی بھر خاک سروں پر ڈال کر (موٹر سائیکل پر بیٹھ کر) نکل جانے کی کہانی تو تازہ ہوگی سو وہ صورتِ ملاعمرؒ ہوئی۔ آنکھوں میں دھول بھی جھونکی جائے گی و مارمیت اذ رمیت کے نقشِ قدم پر۔ پھر فولاد میں ڈھلی اللہ کی وہ سپاہ بھی نکلے گی اور وہ نکلی کہ

وہ پنجہ کہ تختہ الٹ جائے جس سے
قدم وہ کہ پتھر بھی پھٹ جائے جس سے
وہ بازو کہ تلوار کٹ جائے جس سے
وہ سینہ کہ گولی اچٹ جائے جس سے
مگر دل میں طاقت کی رحمت کی موجیں
مسلمان رکھتا ہے ایسی ہی فوجیں

مسلم فوج اپنے سپہ سالار کے ایمان واخلاص وعمل کے تابع ہوتی ہے۔ ابو عبیدہ بن جراحؓ، خالد بن ولیدؓ ہوں تو روم کی سلطنت کیوں نہ تھرتھرائے! سو یہی کہانی سیدنا عمر فاروقؓ کے معنوی بیٹے ملاعمرؒ کی ہے۔ آگ، نمرود اور اولادِ ابراہیمؑ کی کہانی صفحۂ ہستی پر ایک مرتبہ پھر لائی گئی۔ اصحاب الاخدود، اصحابِ کہف......عزیمت کی ساری داستانیں! دجال کی آمد کے جلو میں رقم ہونے کو تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے ۲۱ ویں صدی کے سرِ پُرغرور کا بھیجا ایک مرتبہ پھر اپنے وعدے کے مطابق نکالا ہے۔

بَلْ نَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَى الْبَاطِلِ فَيَدْمَغُهُ فَإِذَا هُوَ زَاهِقٌ (الانبیاء: ۱۸)

''مگر ہم تو باطل پر حق کی چوٹ لگاتے ہیں جو اس کا سر توڑ دیتی ہے اور وہ دیکھتے ہی دیکھتے مٹ جاتا ہے''۔

اللہ تعالیٰ نے باطل کے سر پر نہتے ہاتھوں سے ضرب لگوائی ہے۔ پاکستان کا کردار اس حوالے سے یوں شرم ناک ہے کہ اقبالؒ نے کہا تھا؛

غیرت ہے بڑی چیز جہانِ تگ ودو میں
پہناتی ہے درویش کو تاجِ سرِ دارا

ہم نے غیرت بیچ کر (ڈالروں کے عوض) امریکہ کے سر پر حفاظتی ہیلمٹ

2 اکتوبر: صوبہ روزگان و پکتیکا میں 11 اہل کار مجاہدین سے آملے۔

پہنائی...... گو اسے بچانے پر قادر نہ ہوسکے۔ مگر ہر وہ ہاتھ جو امریکہ کے سینے میں گولی اتارنے کو آگے بڑھا پاکستان نے وہ ہاتھ کاٹ ڈالا۔ اپنی جانوں کے نذرانے امریکہ کے تحفظ کے لیے دے ڈالے۔ اس کی جنگ مول لے کر مجاہدین فی سبیل اللہ کا راستہ روکا۔

تاہم اصل حیران کن بات تو یہ تھی کہ اللہ نے جس طرح فرعون کو بے مایہ پانی کے قطروں میں غرق کر کے اس کے تکبر کی سونڈ کو داغا تھا یہاں قدم بہ قدم جملہ کم مائیگی سے سائنس اور ٹیکنالوجی کے دیوہیکل بتوں کو شکست دلوائی ہے۔ اگر ایک طرف اعداد و شمار کا تناسب دیکھیں تو کل ۳۵ ہزار مجاہدین ۴۸ ممالک کی فوج کے مقابل! مقابلہ صرف ان سے نہ تھا۔ دنیا کے تمام ممالک ایک صفحے (''ایک پیج'' ان کی زبان میں) پر بیٹھے تھے۔ حتیٰ کہ مسلم ممالک میں سے بھی کوئی ہم نوا نہ تھا۔ پاکستان پیٹھ میں خنجر گھونپنے کو موجود تھا۔ اس ہمسایہ ملک نے فرنٹ لائن اتحادی بن کر زمینی فضائی ہمہ گیر مدد کفر کی فوجوں کی فرمائی۔ ہوائی اڈے، سڑکوں پر نیٹو کنٹینرز کی بلاتعطل خوراک، شراب، اسلحے کی ہمہ نوع سپلائی پوری فدویت سے کی۔ دوسری جانب افغان مجاہدین کے لیے بظاہر نہ اسلحے کی کمک، نہ غذا، نہ دوا، نہ ہمدردی کے دو بول...... یہ جنگ حٰم السجدۃ سے أَلَّا تَخَافُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَبْشِرُوا بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنتُمْ تُوعَدُونَ کی سرگوشیوں سے ملنے والی قوت پر لڑی گئی۔

کفر کی فوجوں کے پاس رات کی تاریکی میں دیکھنے والی عینکیں، خطرے کی صورت میں فوراً ہوائی جہاز رہیلی کاپٹر بلوانے کے مواصلاتی رابطے کے ذرائع، بم پروف بھاری بھرکم گاڑیاں، جسم پر گولی پروف لباس...... چادر پوش مجاہدین کے مقابل گویا خلائی مخلوق ناقابلِ تسخیر آلاتِ حرب و ضرب سے لیس لڑ رہی تھی۔ میزائلوں، بموں کی بے شمار اقسام اور خوف ناک نام، غاروں میں چھپے مجاہدین کو نکالنے کے لیے طرح طرح کی گیسیں، بغیر پائلٹ ڈرون طیارے غرض ٹیکنالوجی کی ایسی انواع و اقسام جو آج سے پہلے کسی بھی جنگ میں میسر نہ تھیں، ایک لاؤ لشکر کے ہمراہ تھیں۔ مقابل دنیاوی تعلیم سے عاری، سادہ چادر پوش مجاہدین جو چنے یا سوکھی روٹی پانی سے کھا کر سادہ کلاشنکوف، کندھے پر رکھے راکٹ لانچر کی کل متاع لیے صف آرا تھے۔ پیغام رسانی منہ زبانی افراد کے ذریعے میلوں پیدل چل کر پہاڑی راستوں پر، یا زیادہ سے زیادہ موٹر سائیکلوں کے ذریعے تھی۔ سب سے ترقی یافتہ اسلحہ جو انہوں نے ایجاد کیا اپنایا وہ یا امریکی قافلوں پر جان سے گزر جانے کا حوصلہ رکھنے والے فدائی تھے جو طلبِ شہادت میں پھٹ پڑتے یا آئی ای ڈیز تھیں...... یعنی ہانڈی بم...... پریشر ککر یا ہانڈی میں بارود بھر کر زمین میں دبا دیتے اور وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ کی کہانی تازہ ہو جاتی۔ ایٹم بم اور مضبوط ترین فوج والا پاکستان امریکہ کے آگے لرزتا ڈرتا حالتِ رکوع و سجود میں ایمان بیچتا رہ گیا اور طالبان نے ایک نہیں ۴۸ ممالک کو تابوتوں کے تحفے دے کر اپنے ملک سے رخصت کر دیا۔ مجاہدین کے حصے پاکیزہ ترین مالِ غنیمت آیا۔ پاکستان امریکہ سے چھوڑے گئے اسلحے، ساز و سامان کی بھیک مانگتا رہا۔

ملا عمرؒ کی زیرک، شجاع، باایمان قیادت میں لڑے جانے والے اس معرکے میں کفر کے سارے بت ٹوٹے! سائنس ٹیکنالوجی کے علاوہ اعلیٰ تعلیم کا بت! تھنک ٹینکس: بڑے تربیتی اداروں کا بت! ایک طرف آکسفورڈ کیمرج ہاورڈ کی تعلیم...... دوسری جانب طالبان! دنیا کی وہ واحد مسلم قوم جو مغربی تعلیم کے اثرات سے مکمل طور پر پاک رہی۔ صرف قرآن و سنت پر مبنی تعلیم ان کا سرمایہ تھی۔ اسی سے سیرت و کردار بنے اور ڈھلے تھے۔ اسی سے دنیا میں رہنے بسنے جینے کا سلیقہ سیکھا تھا۔ یہی ان کی تہذیب کی روحِ رواں تھی۔ جسے قریب سے جس نے دیکھا وہ اسلام قبول کرنے پر خود کو دل کی گہرائیوں سے ازخود مجبور پاتا تھا۔ خواہ وہ ایوان ریڈلے (برطانوی صحافی) ہو، امریکی سارجنٹ برگدل ہو جو عبداللہ مجاہد بن گیا۔ وارن وائن سٹائن (یہودی قیدی) اور جیووانی لو پور (اطالوی دہرا یہ قیدی) جو علی الترتیب اسحاق امریکی اور محمد اطالوی ہو گئے۔ امریکی ڈرون حملے میں انہوں نے شہادت پائی۔ اسی طرح آدم یحییٰ غدن (امریکی) جہادِ افغانستان میں برسرِ پیکار لشکر کے سرکردہ افراد میں شمار ہوتے ہوئے ڈرون حملے میں شہادت سے سرفراز ہوئے۔ اسلام کا حسن، پاکیزگی، جمال و جلال قوت و ہیبت کے سارے رنگ ان موت سے نہ ڈرنے والے فاقہ کشوں نے انہیں دکھائے۔ جس کی اپنی ایک زبان تھی! ہم انگریزیاں سنوارتے رہ گئے۔ اکیڈمیوں میں اے اولیول کے معرکے سر کرتے رہ گئے۔ نوجوان نسلوں کو گریڈوں (A گریڈ!) کے ہیضے نے جکڑ لیا۔ ادھر صرف زمینی فتوحات نہ تھیں بلکہ جو قریب آ گیا ان پارس پتھروں نے اسے بھی سونا بنا دیا۔

مغرب کے سپاہی، جرنیل جدید تربیتی اداروں میں دھوم دھام والے کورس کر کے ویسٹ پوائنٹ اور سینڈ ہرسٹ کے مایہ ناز فارغ التحصیل جانے جاتے۔ سینے پر دمکتے تارے۔ مگر پہاڑوں کے بیٹوں نے انہیں دن میں تارے دکھا دیے! ساری تربیت مائع بن کر بہہ نکلی! پیمپر زپہن کر میدانِ جنگ سے بھاگ نکلے!

سفارت کاری نہ صرف امارتِ اسلامیہ افغانستان میں حیران کن حد تک کامیاب اور متاثر کن تھی۔ ملا عمرؒ کے ساتھی اپنے قائد کے انتقال کے بعد اور بھی زیرک ثابت ہوئے۔ ڈھائی سال کسی کو انتقال کی ہوا تک نہ لگی۔ حساس ترین آلاتِ جاسوسی، کن سوئیاں لیتے میڈیا کے کارندے، مسلمانوں کی صفوں میں بوئے جانے والے منافقین سبھی کو شکستِ فاش ہوئی۔ ٹیکنالوجی نے دوبارہ منہ کی کھائی۔ کفریہ اداروں کے کارندوں کی ہمہ نوع تربیتیں اکارت گئیں۔ جرنلزم کی ڈگریاں، سفارت کاری کے داؤ پیچ سکھانے کے تہہ در تہہ ادارے، بے شمار ایوارڈ، سرٹیفکیٹ، شیلڈ یافتہ کارندے منہ تکتے رہ گئے! سارے بت چکنا چور ہو گئے۔ ۵ کھرب ڈالر بہا کر ہر سطح پر ناکامی اس جنگ کا مقدر ٹھہری۔ یعنی بات وہی ہے:

(بقیہ صفحہ ۷ اپر)

3 اکتوبر: صوبہ ننگرہار میں جنگجوؤں کی چوکی پر حملے میں چوکی فتح جب کہ 8 اہلکار ہلاک اور ایک گرفتار ہو گیا۔ چوکی میں موجود اسلحہ بھی غنیمت کر لیا گیا۔

یا بندۂ صحرائی یا مردِ کہستانی

محمود الحسن

دنیا زیروزبر ہوتی رہتی ہے۔ اقوامِ عالم پر اتار چڑھاؤ، عروج وزوال کا آنا جانا سنت الٰہی ہے۔ مگر یہ سب کسی اندھی فطرت کے تحت نہیں ہوتا بلکہ اقوام کی بقا وفنا، عروج وزوال کا براہِ راست تعلّق اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ اخلاقی پیمانوں سے ہوتا ہے۔ جب تک کوئی قوم کم ازکم اخلاقی سطح پہ برقرار رہتی ہے اللہ تعالیٰ اسے مہلت عمل دیے رہتا ہے۔ جب یہ سطح کم ترین حدوں کو بھی پار کر جاتی ہے تو پھر سنت اللہ پوری ہو کر رہتی ہے۔ یا تو عذاب آسمانوں سے نازل ہوتا ہے یا قدموں کے نیچے سے برپا ہوتا ہے۔ کسی قوم کا غلام ہو جانا، ان عذابوں میں سے ایک عذاب ہے۔ پچھلی ایک دو صدیاں امت مسلمہ پہ بہت بھاری گزری ہیں کہ تقریباً سارا عالم اسلام' عالم کفر کا غلام ہو چکا تھا الّا ماشاء اللہ۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ کا دین ہمیشہ غالب ہو کر رہنے کے لیے آیا ہے نہ کہ مغلوب ہونے کے لیے۔ مگر آخری نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی امت نے اپنی بدعملی، بےعملی اور جہاد سے روگردانی کے سبب یہ اَن ہونی بھی رو پذیر کروادی۔

؎ امت پہ تری آ کے عجب وقت پڑا ہے

تاہم یہ بھی اس امت کی ایک خاصیّت رہی کہ یہ کبھی مکمل طور پہ غلامی پہ راضی نہ ہوئی۔ اس کی خاکستر میں یہاں وہاں چنگاریاں سلگتی رہیں، بھڑکتی اور بھڑکاتی رہیں اور بحیثیت مجموعی اپنی اسلامی خودی، اسلامی تشخص اور اپنی اصل بنیادوں پر بحالی کی آرزو ہمیشہ سینوں میں سلگتی رہی۔

غلامی کے اس تاریک دور میں بھی بعض علاقے اپنی آزادی اور اسلامی تشخص کے تحفظ پہ ہمیشہ کمربستہ رہے اور انہوں نے کسی طالع آزما استعمار کو اپنے اوپر سوار نہ ہونے دیا۔ مثلاً افغانستان اس باب میں ایک شاندار تاریخ رکھتا ہے۔

؎ فطرت کے مقاصد کی کرتا ہے نگہبانی
یا بندۂ صحرائی یا مردِ کہستانی

اقبال مرحوم نے امت مسلمہ کی غلامی کا یہ دور دیکھا۔ ان کے گہرے دینی اور تاریخی شعور نے انہیں اپنے شان دار ماضی اور موجودہ شرم ناک حالات کا ٹھیک ٹھیک تجزیہ کرنے کی صلاحیت دی۔ زبورِ عجم میں ان کی ایک مثنوی 'بندگی نامہ' ہے۔ اس میں وہ کہتے ہیں:

؎ مرگ ہا اندر فنونِ بندگی
من چہ گویم از فسونِ بندگی

غلامی کے فنون میں اموات پوشیدہ ہوتی ہیں۔
میں کیا کہوں کہ غلامی کیسا جادو ہے۔

سچ تو یہ ہے کہ آج امت مسلمہ بظاہر آزاد ہے اور پچاس سے زائد خودمختار (بزعمِ خود) ملکوں کی مالک ہے مگر دو سو سالہ غلامی نے ان کے اندر غلامی کو رچا بسا دیا ہے۔ آج ہم دیکھ سکتے ہیں کہ اس امت میں جو بھی علوم وفنون رواج پا رہے ہیں اور خوب ترقی کر رہے ہیں وہ اسلامی تشخص کی عین ضد ہیں اور اسلامی خودی کے قاتل ہیں۔ ان علوم و فنون میں بے مقصدیت ہے، بے منزلی ہے، غالب اقوام کی اندھی نقالی ہے۔ تعلیمی انڈسٹری دیکھ لیجیے! بے مقصد ڈگریاں، مادہ پرستانہ سوچ، مغربی تہذیب کی کارفرمائی کے نتیجے میں فواحش کا سیلاب اور اسلامی تہذیب کی بربادی اس کے نتائج ہیں۔ ہر سال لاکھوں نوجوان' غلامی کی ان فیکٹریوں سے ڈھل ڈھل کر نکل رہے ہیں اور اپنی بے پناہ صلاحیتیں انہی میدانوں میں کھپا رہے ہیں جن میں ان کے آقا انہیں کھپانا چاہتے ہیں مثلاً اشتہار سازی، فلمیں، ڈرامے، میڈیا، آئی ٹی، ٹیکنیکل علوم، کھیل، آسائش، آرائش اور عیاشی کی صنعتیں وغیرہ وغیرہ۔ ان میں سے کون سے علوم وفنون ہیں جو ایک آزاد مسلم امت کے شایانِ شان ہیں؟

؎ کاروانِ شوق بے ذوقِ رحیل
بے یقین و بے سبیل و بے دلیل

غلامی میں قوم کا قافلہ ایک ہجوم بن کے رہ جاتا ہے جس کے دل میں آگے بڑھنے، بلند ہونے، پستی سے نکلنے کا ذوق وشوق مر جاتا ہے۔ ان کو اپنے اوپر اعتماد نہیں رہتا۔ اپنے نظریات، ایمان، عقائد، آدرش سب پر سے ان کا یقین متزلزل ہو جاتا ہے۔ وہ سواء السبیل کھو بیٹھتی ہے، اسے کہیں سے رہ نمائی نہیں ملتی حالت یہ ہو جاتی ہے (ہماری طرح):

؎ چلتا ہوں تھوڑی دور ہر اک راہ رو کے ساتھ
پہچانتا نہیں ہوں ابھی راہ بر کو میں

غلامی کا یہ تحفہ بھی ہم بھگت رہے ہیں کہ یہ امت ابھی تک راہبر اور راہزن میں فرق وامتیاز نہیں کر سکی۔ قریباً ایک صدی ہونے کو آئی ہے کہ طرح طرح کے راہزن اس کی گردنوں پہ سوار اسے لوٹ رہے ہیں اور برباد کر رہے ہیں مگر یہ امت ان کے مکروہ چہرے پہچان کے نہیں دے رہی اور اسی دوران، سید احمد شہید سے لے کر عبد اللہ عزام شہید،

3 اکتوبر: صوبہ خانشین میں مجاہدین کی پیش قدمی میں 3 چوکیاں فتح جب کہ 13 اہل کار ہلاک اور 3 ٹینک تباہ ہو گئے۔

اسامہ بن لادن شہید اور بطلِ جلیل ملا محمد عمر رحمھم اللہ تک کسی حقیقی رہنما کو بھی پہچان کے نہیں دے رہی.....طوبیٰ للغرباء!!!

دراصل زندگی را بقا از مدعا...... زندگی کو بقا تو صرف مقصد و مدعا اور نصب العین سے حاصل ہوتی ہے اور ہماری امت کا یہ حال ہوگیا ہے کہ ہر قوم کا اُگلا ہوا فکری ملغوبہ نگلنے کو تیار رہتی ہے۔ زندگی کے جو جو مقاصد اور نصب العین کافر اقوام نے اپنائے ہیں، یہ بھی انہیں فخر یہ اپنا کر اقوامِ عالم میں عزت کا مقام حاصل کرنا چاہتی ہے۔ ایشین ٹائیگر زبننا ہے، آئی ٹی میں مقام بنانا ہے، سائنسی ترقی کی منزل حاصل کرنا ہے، شہر کو پیرس بنانا ہے! کیا ہی کامیابی ہے کفر کی! امت کے قیمتی وسائل پست، بے حقیقت اور نمائشی مقاصد پر صرف ہورہے ہیں۔ وہ اعلیٰ ترین مقاصد جن کے لیے جان دینا، حیاتِ جاوداں حاصل کرنا ہے، وہ دہشت گردی کی جنگ کے گرد و غبار میں گم ہورہے ہیں۔

؎ از غلامی دل بہ میرد در بدن
از غلامی روح گردد بارِ تن

غلامی کی حالت میں دل اندر سے مرجاتا ہے
اور روح بوجھ بن جاتی ہے۔

محض روح و تن کا رشتہ برقرار رکھنے کے لیے انسان کولھو کا بیل (آج کا انسان) اور زمین پہ رینگنے والا کیڑا بن جاتا ہے۔ انسان کی عزت غیرت اور وقار ہی میں تو اس کی حقیقی زندگی ہے مگر غلام پہ اس کا آقا جو بھی بوجھ لادے قوانین کا، معاشی جکڑ بندیوں کا، معاشرتی پابندیوں کا غلام کی روح' بے غیرتی کے تازیانے کھا کھا کے اتنی کمزور ہوجاتی ہے کہ سر اٹھانے اور اپنی عزت و غیرت کے تحفظ کے قابل نہیں رہتی۔

؎ از غلامی ضعفِ پیری در شباب
از غلامی شیرِ غاب افگندہ تاب

غلامی میں جوان ایسے ضعیف (کمزور) ہوجاتے ہیں جیسے بوڑھے۔
جنگل کے شیر بھی غلامی میں ایسے ہوجاتے ہیں جیسے دانت گرے ہوئے بوڑھے۔

ایک مفسر نے لکھا ہے کہ فرعونوں کی کئی سو سال کی غلامی نے بنی اسرائیل میں ایسی پست ہمتی اور دوں فطرتی پیدا کردی کہ وہ کسی بھی موقع پر مردانہ وار حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ساتھ نہ دے سکی یہاں تک کہ آخر کار اللہ تعالیٰ نے انہیں چالیس سال کے لیے ایک صحرا میں بھٹکنے اور بے سروسامانی کی صحرائی زندگی گزارنے کے لیے چھوڑ دیا۔ اس دوران غلامی میں پلی ہوئی پست ہمت نسل مرکھپ گئی اور نئی نسل جو اسی صحرا میں پیدا ہوئی، کٹھن حالات میں پلی بڑھی، اس آزاد، کھلے اور فطری ماحول نے ان میں عزت و غیرت کے تحفظ کی وہ اعلیٰ صفات پیدا کردیں جو فطرت کے مقاصد کی تکمیل کرتی ہیں۔

؎ از غلامی مردِ حق زنار پوش
از غلامی گوہراش ناارجمند

غلامی میں مردانِ حق زنار پوش ہوجاتے ہیں
اور ان کا جوہر بھی بے منزلت ہوجاتا ہے۔

گزشتہ دو تین صدیوں سے امتِ مسلمہ اسی ذہنی و جسمانی غلامی، بے وقعتی اور ذلت و رسوائی میں سیلاب کے جھاگ اور ہوا کے دوش پہ اڑتے ہوئے تنکوں جیسی ہوچکی تھی مگر اللہ کی مشیت اپنی تدبیر کررہی تھی۔ وہ جہاد جو ایک طویل عرصہ سے سر سیّد احمد خان، مرزا غلام احمد قادیانی، مرزا غلام احمد پرویز اور احمد رضا خان بریلوی کے جہاد کے حرام ہونے کے فتووں کے نتیجے میں معطل ہوا پڑا تھا اور امت میں اجنبی ہوچکا تھا، گزشتہ صدی میں کچھ ابطال کی جدوجہد کے نتیجے میں زندہ ہوا، گرد و غبار کچھ صاف ہوا، چنگاریاں سلگنے لگیں...... یہاں تک کہ جہادِ افغانستان بمقابلہ روس میں اللہ تعالیٰ نے امت میں اس کے بھرپور غلغلہ اور تربیت کا سامان کردیا۔

افغان قوم کی عجب امتیازی شان ہے کہ یہ کبھی غلامی پہ رضامند نہ ہوئی۔ انگریز نے اپنے انتہائی عروج کے زمانے میں جس کے لیے یہ ضرب المثل مشہور ہے کہ برطانوی سلطنت اتنی وسیع تھی کہ اس پر کبھی سورج غروب نہ ہوتا تھا......افغانستان پر ۱۸۳۹ء میں لشکر کشی کی مگر حریت پسند مجاہدین افغانستان کے چنگل میں پھنس گیا جنہوں نے کوہستان میں انگریز اور اس کے مقامی اتحادی کی پوری فوج قتل کردی۔ پھر کابل میں بھی پوری فوج کو قتل کرکے صرف ایک ڈاکٹر ولیم برائیڈن کو زخمی کرکے اس کے گھوڑے پہ ڈال کے چھوڑ دیا تاکہ وہ اپنی مکمل تباہی کی خبر اپنے مرکز کو پہنچا سکے۔

۱۸۳۱ء میں اسی بابرکت علاقے میں سید احمد شہیدؒ اور سید اسماعیل شہیدؒ نے جہاد، قربانیوں اور نفاذِ شریعت کو زندہ کیا۔ اگرچہ کچھ بدنصیب اپنے ہی غداروں کی غداری کی وجہ سے ان کا پورا لشکر شہادت کی سعادت سے ہمکنار ہوگیا تاہم اس تحریک نے دم نہ توڑا بلکہ یہ برصغیر کے قریب اور دور کے علاقوں میں اندر ہی اندر پھیلتی رہی۔ یہاں تک کہ ۱۸۴۸ء میں قبائل کے مجاہدینِ اسلام اور انگریزوں کی تیار کردہ کرائے کی فوج میں براہِ راست تصادم شروع ہوگیا جو ۱۹۷۸ء تک چلتا رہا۔ درمیان میں ایسا وقت بھی آیا کہ جب ۱۸۵۷ء میں یہ بغاوت برصغیر میں پھیل گئی، مجاہدین نے اس موقع پر مغل بادشاہ بہادر شاہ ظفر سے جہاد کی سربراہی کی درخواست کی مگر وہ بدقسمتی سے اس سنہری موقع سے فائدہ نہ اٹھا سکے۔ سر سید احمد خان جیسے غداروں اور ہندوستانی فوج (جس میں بدقسمتی سے بکثرت مسلمان سپاہ بھی شامل تھی) کی مدد سے یہ جہاد کچل دیا گیا۔

۱۸۷۸ء میں ایک مرتبہ پھر برطانیہ نے افغانستان پر حملہ کردیا اور یوں جہادِ افغانستان دوم شروع ہوا مگر ایک سال بعد ہی اسے ذلیل و رسوا ہوکر وہاں سے نکلنا پڑا اور یوں مجاہدین کامیاب رہے۔ ۱۹۱۹ء تا ۱۹۲۰ء ایک مرتبہ پھر مجاہدینِ افغانستان اور حکومتِ

3 اکتوبر: بامیان میں پولیس چوکی پر حملے میں کمانڈر قتل جب کہ 5 فوجی گاڑیاں تباہ ہوگئیں۔

برطانیہ میں تصادم ہوا جس کے نتیجے میں مجاہدین نے اپنے کچھ علاقے کامیابی سے واگزار کروالیے۔

۱۹۷۹ء میں روس نے افغانستان پر حملہ کیا اور دس سال تک اپنی فوج کٹوانے اور مال لٹانے کے بعد ذلیل و رسوا ہو کر نکلنے پہ مجبور ہوا کیونکہ خطے میں موجود دوسرے ممالک کی طرح افغانستان کی بہادر اور غیور قوم نے غلامی کی ذلت قبول کرنے سے انکار کر دیا اور ایک سپر طاقت کے سامنے، اپنے ایمان اور خانہ ساز معمولی ہتھیاروں کے ساتھ ڈٹ گئے۔ یہی وہ جہاد ہے جس میں ڈاکٹر عبداللہ عزامؒ کی شخصیت مجدد جہاد کی حیثیت سے سامنے آئی۔ وہ عرب و عجم سے مسلم نوجوانوں اور کثیر سرمائے کا رخ افغانستان کی طرف موڑنے اور جہاد کو مستحکم بنیادوں پر استوار کرنے والے بن کر سامنے آئے۔

اسی محاذ سے امت کو شیخ اسامہ بن لادنؒ جیسا عبقری عسکری رہنما ملا جس نے اسلامی جہاد کو، کفار کی کھینچی گئی مصنوعی سرحدی لکیروں سے نکال کر دنیا کے کونے کونے میں پھیلا دیا۔ کم و بیش بیس سال تک وہ کفر کی سُپر (بزعمِ خود) طاقتوں کے سینوں پہ مونگ دلتے رہے۔ ان کے تیار کردہ مجاہدین اور جنگی حکمتِ عملی نے دنیا بھر کے متحدہ لشکروں کو ناکوں چنے چبوا دیے اور ذلت کے آنسو رونے پر مجبور کر دیا۔

یہی وہ محاذ ہے جہاں سے ایک اور عبقری عسکری رہنما امت کو ملا جس نے دورِ صحابہؓ اور خلافتِ راشدہ کی یاد تازہ کر دی۔ یعنی عالی قدر امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ! اللہ تعالیٰ ان پر کروڑوں رحمتیں کرے۔

بے دینی کے اس سیاہ دور میں ملا محمد عمرؒ نے اسلامی اخلاق و کردار کی وہ جھلکیاں دکھائیں جو آج اجنبی ہو چکی ہیں۔ شیخ اسامہؒ کو پناہ دی اور ایسی پناہ دی اور اس پناہ اور وعدے کو ایسے نبھایا کہ اپنی بہترین حکومت اور ملک کو کھو دیا مگر پناہ کے وعدے سے دست بردار نہ ہوئے۔ پانچ سال تک امیر المومنین ہوتے ہوئے خلافت راشدہ کی سی سادگی، فقر، دیانت اور اسلامی اصول و قوانین کی پاس داری کی قابل رشک مثال پیش کی۔ طاغوتِ اکبر امریکہ کے حملہ کے بعد جب کوئی چارہ نظر نہ آیا (امتِ مسلمہ کے غدار و مترفین حکمرانوں کی خود غرضی اور غداری کی وجہ سے) تو بوریا نشین امیر المومنین' امیر جہاد بن کر پہاڑوں میں جا نکلے۔ گیارہ سال تک وہ جہاد فی سبیل اللہ میں اپنی جان کھپاتے رہے۔ بالآخر اللہ تعالیٰ نے اپنے تھکے ماندے بندے کو اپنے جوارِ رحمت میں لے لیا۔

اس بطلِ جلیل کی زندگی بھی قابلِ رشک اور سعادت بھری تھی اور اس کی موت بھی دنیا پرستوں، ظاہر پرستوں کی آنکھیں کھولنے کے لیے کافی ہے۔ جس شخص کی ساری جوانی جہاد کے میدانوں اور محاذوں پر لڑتے اور لڑاتے ہوئے گزری اور شہادت جس کی محبوب تمنا رہی، وہ اپنی طبعی عمر گزار کے، طبعی موت سے ہم کنار ہوا۔ گویا کہ موت تو بس اپنے وقت پر ہی آتی ہے!

پھر یہ کہ دنیا جہان میں سپر طاقتوں کی انٹیلی جنس، زمین پر بسنے والوں کی ہر ہر حرکت سے باخبری، یہاں تک کہ چیونٹی تک کو دیکھ لینے کے دعووں کا بھرم کھل کے رہ گیا۔ امارتِ اسلامیہ کے امیر المومنین کی وفات کو ڈھائی سال گزر گئے اور باخبروں کو اس کی خبر نہ ہو سکی

خبر دیتی تھیں جن کو بجلیاں وہ بے خبر نکلے

پس پتہ چلا کہ سپر طاقت بھی سپر طاقت نہیں! رہے نام اللہ کا! اصل اور واحد سپر طاقت، العلیم، الخبیر تو صرف ایک ہی ذاتِ باری تعالیٰ ہے۔

یہ بھی پتہ چلا کہ جب تک اللہ چاہے اپنے بندے سے کام لیتا ہے اور اس کی حفاظت فرماتا ہے۔ جب اس کا کام ختم ہو جاتا ہے تو اس کی موت کے اسباب بھی وہی پیدا کرتا ہے۔

یہ بھی پتا چلا کہ اللہ تعالیٰ کا کام بندوں پر انحصار نہیں کرتا۔ کوئی بڑے سے بڑا، عبقری سے عبقری بندہ بھی ناگزیر نہیں۔ کسی فرد کے جانے سے اللہ تعالیٰ کا کام رک نہیں جاتا۔ اسلام افراد کا محتاج نہیں، افراد اسلام کے محتاج ہیں۔

یہ بھی پتہ چلا کہ اللہ کے فضل و احسان سے مجاہدین کا نظم مضبوط بنیادوں پر استوار ہے۔ ڈھائی سال تک اپنے امیر کی وفات کے باوجود کام اسی انداز اور اسی رفتار سے چلتا رہا۔ پالیسیوں اور کارروائیوں میں وہی یکسانیت رہی اور تسلسل بھی رہا۔ کسی کو تبدیلی کا احساس تک نہ ہوا۔ جانے والے کے لیے یہ احساس بھی کتنا تسکین بخش رہا ہوگا۔

اللہ تعالیٰ ملا محمد عمر مجاہدؒ کی شان دار خدمات کو شرفِ قبولیت بخشے اور انہیں اپنے شہید ساتھیوں سے ملا دے اور اللہ کریم ہمیں ان کا نعم البدل عطا فرمائے، آمین۔ إنّا للّٰہ وإنّا إلیہ راجعون۔

اللّٰھم اجرنا فی مصیبتنا واخلف لنا خیراً منھا، آمین۔

☆☆☆☆☆

یہ نظامِ دھر اب تبدیل ہونا چاہیے
اس کی اب توحید پر تشکیل ہونا چاہیے
یہ ہے ناقص اس کی اب تکمیل ہونا چاہیے
'جاھدوا فی اللّٰہ' کی تعمیل ہونا چاہیے
مسلمِ خوابیدہ اٹھ ہنگامہ آرا تُو بھی ہو
ماند سب ہوں، مہر بن کر آشکارا تُو بھی ہو

حضرت خواجہ عزیز الحسن مجذوب رحمہ اللہ

14 اکتوبر: صوبہ سرپل و فاریاب میں مجاہدین کے حملوں میں 4 اہل کار ہلاک جب کہ 8 زخمی ہو گئے۔

شاہیں کا جگر

حمزہ عبدالرحمان

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بحکمِ رب تعالیٰ ہجرت فرمائی۔ مدینہ تشریف لاتے ہی مسجد بنائی جو صرف ایک معبد نہ تھی بلکہ اسلامی نظامِ تمدن و ریاست کا سرچشمہ اور مرکز تھی جس کے اینٹ گارے روئے زمین کے مقدس ترین ہاتھوں نے یوں ڈھوئے، لگائے تھے کہ مقصدِ حیات کی رَجز مبارک لبوں پر جاری تھی لا عیش إلا عیش الآخرة اللّٰھم ارحم الأنصار والمھاجرة۔ یعنی اسلامی نظامِ حکومت کا دربار، مشورے کا ایوان تعمیر ہو رہا ہے جس کی روح یہ ہے کہ آخرت کی ابدی زندگی ہی زندگی ہے (اور وہ نہ ہو تو پھر زندگی ہیچ ہے) اے اللہ تو انصار اور مہاجرین پر رحم فرما۔

اسلام کی کہانی میں ہجرت و جہاد جزوِ لاینفک ہے۔ یہاں حکومت کی بنیاد میں دنیا، حرص و ہوس، حبِ جاہ، حبِ مال، دجل فریب، جھوٹے نعرے وعدے دعویٰ نہیں۔ بنیاد میں عقیدۂ آخرت ڈالا گیا ہے۔ دنیا میں ہوں دنیا کا طلب گار نہیں ہوں! لمحہ بھر بھی آخرت سے غافل ہونے کا نہیں۔ جو دم غافل سو دم کافر! اور یک جان دو قالب اس راستے کے راہی نسل رنگ زبان قومیت سے ماورا' انصار و مہاجرین۔

دونوں گروہوں کے لیے اللہ سے رحم کی دعا! ان دعاؤں پر مدینہ کی مسجد تعمیر ہوئی جس میں بالآخر ایران و روم کی فتوحات کے خزانے لا کر ڈھیر کیے جانے تھے۔ جب دنیا سے منہ پھیر کر زمین و آسمان کے بنانے والے کی طرف رخ کر لیا جاتا ہے تو دنیا ہیچ ہو کر قدموں میں آ کر لوٹتی ہے۔

إِنِّي وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ حَنِيفًا وَمَا أَنَاْ مِنَ الْمُشْرِكِينَ (الانعام: ۷۹)

اور پھر یہ صرف منہ پھیر کر یکسوئی حاصل کر لینا ہی کافی نہیں ہے بلکہ اس پر ڈٹ جانا، جم جانا اس فرمان کے مطابق ہے کہ

فَأَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّينِ حَنِيفًا (الروم: ۳۰)

''پس یکسو ہو کر اپنا رخ اس دین کی سمت جما دو''

اور یہ کہ:

الدِّينُ الْقَيِّمُ وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لاَ يَعْلَمُونَ (یوسف: ۴۰)

''یہی بالکل راست اور درست دین ہے مگر اکثر لوگ جانتے نہیں ہیں''۔

مقصود رخ کی درستی ہے جس کی ابتدا نماز اور صفوں کی درستی سے ہوتی ہے پھر یہی صف در صف کانھم بنیانٌ مرصوص سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن کر اللہ کی راہ میں لڑنے میدان ہائے جہاد میں جا اترتے ہیں۔ کائنات میں صفوں کے مناظر از عرش تا فرش بندھتے ہیں۔

وَإِنَّا لَنَحْنُ الصَّافُّونَ○وَإِنَّا لَنَحْنُ الْمُسَبِّحُونَ (الصافات: ۱۶۵۔۱۶۶)

صف بستہ، تسبیح گزار فرشتے، زمین و آسمان باہم مربوط! زمین کی صفیں، اپنا اختیار اللہ کو سونپ کر اس کے غلبہ و اقتدار کے لیے (الدین) اس کے بخشے ہوئے نظامِ زندگی کو قائم کرنے کے لیے سر دھڑ کی بازی لگاتی ہیں، عرش والے (فرشتے) ان کے لیے دعاؤں کے پل باندھ دیتے ہیں (المومن)۔

ان دعاؤں کا جواب آتا ہے بدر، احد تا افغانستان!

إِنَّهُمْ لَهُمُ الْمَنصُورُونَ○وَإِنَّ جُندَنَا لَهُمُ الْغَالِبُونَ○فَتَوَلَّ عَنْهُمْ حَتَّى حِينٍ (الصافات: ۱۷۲۔۱۷۴)

''یقیناً ان کی مدد ضرور کی جائے گی اور یقیناً ہمارے ہی لشکر (یہ اللہ کے لشکر ہیں!) ضرور غالب ہو کر رہیں گے۔ پس انہیں ان کے حال پر چھوڑ دو کچھ مدت کے لیے''۔

جُندٌ مَّا هُنَالِكَ مَهْزُومٌ مِّنَ الْأَحْزَابِ (ص: ۱۱)

''یہ بھی تو ایک لشکر ہے چھوٹا سا جو اسی جگہ شکست کھا جائے گا (جس طرح) دوسرے اسی قسم کے لشکروں نے شکست کھائی تھی''۔

مکہ میں کی گئی یہ ساری پیشین گوئیاں، سارے وعدے کل بھی پورے ہوئے، آج بھی ہو رہے ہیں! بات وہی ہے:

فتولّ عنھم حتٰی حین......کچھ مدت کا صبر! أمھلھم رویداً ......ڈھیل دو ان کو ذرا کی ذرا! دبے پاؤں پانسے پلٹے تھے۔ دس سال کے اندر اندر مکہ تا مدینہ یوم الفرقان (بدر) تا فتح مکہ۔ روس بمقابلہ افغانستان، امریکہ نیٹو بمقابلہ افغانستان۔ نقشہ بدل گیا! تاریخ جغرافیہ بدل گیا!

اسْتِكْبَاراً فِي الْأَرْضِ وَمَكْرَ السَّيِّئِ وَلَا يَحِيقُ الْمَكْرُ السَّيِّئُ إِلَّا بِأَهْلِهِ فَهَلْ يَنظُرُونَ إِلَّا سُنَّتَ الْأَوَّلِينَ فَلَن تَجِدَ لِسُنَّتِ اللَّهِ تَبْدِيلاً وَلَن تَجِدَ لِسُنَّتِ اللَّهِ تَحْوِيلاً (الفاطر: ۴۳)

''یہ زمین میں اور زیادہ سرکشی کرنے لگے اور بری بری چالیں چلنے لگے

4 اکتوبر: صوبہ ہلمند مجاہدین کے حملے میں 5 پولیس و فوجی اہل کار ہلاک ہو گئے۔

حالانکہ بری چالیں اپنے چلنے والوں ہی کو لے بیٹھتی ہیں...... کیا یہ لوگ اس انتظار میں ہیں کہ ان کے ساتھ اللہ کا وہی طریقہ برتا جائے جو پچھلی قوموں کے ساتھ رہا ہے؟''

فَلَن تَجِدَ لِسُنَّتِ اللَّهِ تَبْدِيلاً وَلَن تَجِدَ لِسُنَّتِ اللَّهِ تَحْوِيلاً

سنت آج بھی وہی ہے اللہ تعالیٰ کی!

اللہ تعالیٰ کی کبریائی زمین پر قائم کرنے کا جو عمل مسجد نبوی سے شروع ہوا تھا نماز کی صفوں کا امام صلی اللہ علیہ وسلم ہی صفوفِ جہاد کا بھی امام تھا...... کہانی نماز سے شروع ہو کر نماز پر ختم نہیں ہو جاتی، اسی کا تسلسل جہاد فی سبیل اللہ ہے۔

پوری زمین مسلمان کے لیے مسجد بنادی گئی۔ وہ کہیں بھی نماز پڑھ سکتا ہے! اسے عملاً مسجد جہاد سے بنایا جاتا ہے۔ برائی کو زمین سے ہٹانے کا عمل ہاتھ کی قوت سے ہوا۔ **خذوا حذرکم** کی تاکید اور **اعدّوا لھم ما استطعتم من قوّۃ**...... حسبِ استطاعت قوت کی فراہمی کے حکم پر عمل میدانِ بدر تا قندھار، کابل، جلال آباد ایک ہی نتیجہ لے کر آیا۔

وَأَلْقِ مَا فِي يَمِينِكَ تَلْقَفْ مَا صَنَعُوا إِنَّمَا صَنَعُوا كَيْدُ سَاحِرٍ وَلَا يُفْلِحُ السَّاحِرُ حَيْثُ أَتَى (طٰه: ٦٩)

''جو تیرے ہاتھ میں ہے وہ پھینک دے ابھی ان کی ساری بناوٹی چیزوں کو نگلے جاتا ہے۔ یہ جو کچھ بنا کر لائے ہیں یہ تو جادوگر کا فریب ہے اور جادوگر کبھی کامیاب نہیں ہو سکتا خواہ وہ کسی شان سے آئے''۔

مثلِ کلیمؑ ہو اگر معرکہ آرا کوئی
اب بھی درختِ طور سے آتی ہے بانگ لاتخف

لاتخف سننے کی استطاعت صرف ان میں ہوتی ہے جن کے کان دنیاوی موسیقی اور رطب و یابس سے آلودہ نہ ہوں۔ قرآن پر گوش بر آواز رہنے والوں کو کلیم اللّٰہی میں سے حصّہ ملتا ہے! پھر جو میسر ہے ڈال دو۔ ساری سائنس، ٹکنالوجی کا جادو ہانڈی بم نگل جائے گا! نظر کا دھوکہ ہے! سو جیسے شیطان تکبیر کی آواز پر گوز مارتا بھاگ لیتا ہے ویسے ہی کفر کے لشکر نکل بھاگے۔

یہ عظمتِ باطل دھوکہ ہے
یہ سطوتِ کافر کچھ بھی نہیں
مٹی کے کھلونے ہیں سارے
یہ کفر کے لشکر کچھ بھی نہیں

جہادِ افغانستان بمقابلہ روس کے اختتام پر ملّا عمرؒ کے مبارک ہاتھوں سے جو داستان تحریر ہوئی وہ ۱۹۲۴ء کا تسلسل ہے۔ خلافتِ عثمانیہ رقبہ، آبادی اور ذرائع وسائل کے اعتبار سے دنیا کی عظیم الشان سلطنت تھی۔ یہ ایشیا، افریقہ اور یورپ کے وسیع رقبے پر قائم تھی۔ یہود و نصاریٰ کی ریشہ دوانیوں سے عربوں میں عصبیت کی آگ بھڑکا کر اندر سے اسے کھوکھلا کیا گیا۔ کٹر عیسائی برطانوی کردار کرنل لارنس (لارنس آف عریبیہ) نے عربوں کو ترکی اور خلیفۃ المسلمین کے خلاف بھڑکایا۔ ۱۹۱۸ء میں جنگِ عظیم کے خاتمے پر جرمنی اور حلیف ترکی کی شکست کے بعد برطانیہ نے اس سلطنت کو اپنے حلیفوں میں تقسیم کر دیا۔ اپنے پروردہ مصطفیٰ کمال اتاترک کے ذریعے ۳ مارچ ۱۹۲۴ء کو خلافت کو منسوخ کر دیا گیا۔ اسلامی قانون کی جگہ رومن قانون اور جمہوریت تمام نوآبادیات (مسلمان زیرِ نگیں ممالک) کا نظامِ قانون اور سیاست ٹھہرا۔

جمہوریت کو آج تک جو نجات دہندہ باور کروایا اس پر پانی کی طرح پیسہ بہایا تآنکہ احیائے دین کی جماعتیں بھی جمہوریت پرست ہو گئیں۔ خلافت کا نام لینا گویا حرام کر دیا گیا...... حجام کو خلیفہ کہلوایا تاکہ خلیفۃ الرسول (صلی اللہ علیہ وسلم) سیدنا ابوبکر صدیقؓ سے شروع ہونے والا مسلمان امرا کا یہ لقب حقیر ہو جائے۔ برصغیر میں تو مزید صوبیدار، جمعدار، خانساماں جو مسلمان حکومتوں رفوجوں کے بڑے بڑے عہدے تھے، وہ کم ترین کر دیے گئے...... صوبے دار، جمع دار، خانِ ساماں فی نفسہٖ مناصب کا خود تعارف ہیں۔ عمامۂ پیروں، ڈرائیوروں، اسمبلی کے اور دفاتر کے چپڑاسیوں کو پہنا دیا۔ یہ ایسے ہی ہے کہ ہم نائی کو ''مسٹر پریزیڈنٹ'' کہیں...... جھاڑو دیتے خاکروب کو ''بریگیڈئیر'' کا لقب دیں...... باورچی ''جنرل صاحب'' قرار پائیں...... مسلمانوں کو غلامی راس آ گئی......'
'گوشے میں قفس کے مجھے آرام بہت ہے'' کہہ کر ہم نے سب ہی کچھ قبول کیا، رائج کیا! بالخصوص جمہوریت کے تو بہت بڑے چیمپئن بن گئے۔ یہ الگ بات ہے کہ مسلمان ممالک کی کمی کمین جمہوریت کو مصر میں السیسی جیسے ڈاکو، لٹیرے لے اڑے۔ کرزئی، زرداری، نورالمالکی، شریفوں پر راضی ہو رہے۔

ترکی نے جو نمونہ قائم کیا سقوطِ خلافت پر؛ اس نے اسلام کو وہاں بیخ و بن سے اکھاڑ ڈالا۔ اُدھر لارڈ کرزن نے ۱۹۲۴ء میں خلافت توڑ کر پارلیمنٹ میں خطاب کرتے ہوئے کہا ''ہمیں اسلامی اتحاد کا ذریعہ بننے والے ہر سبب کا سدّباب کرنا ہوگا۔ اب ہم خلافت توڑنے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔ ہمیں اب یقینی بنانا ہوگا کہ مسلمان دوبارہ کبھی متحد ہونے کے لیے نہ اٹھ سکیں۔ خواہ وہ ثقافتی سطح پر ہو یا فکری نظریاتی سطح پر''۔

ہم نے عملاً دیکھ لیا کہ خود وہ یورپین یونین میں ایک متحد قوم، ایک فوج، ایک کرنسی، بلا روک ٹوک سفر، سرحدی حد بندیاں ختم...... ایک ہو کافر، کفر کی پاسبانی کے لیے! اور مسلمان چھوٹے چھوٹے راجواڑوں میں منقسم، بہ دست و گریباں!

یہ اللہ تعالیٰ کی مشیت تھی کہ احیائے خلافت کے لیے اللہ نے سرزمینِ خراسان کا انتخاب فرمایا۔ جہادِ افغانستان سے امارتِ اسلامیہ افغانستان نے جنم لیا۔

4 اکتوبر: صوبہ کابل میں فوجی کانوائے پر حملے میں 17 گاڑیاں تباہ جب کہ 35 اہل کار ہلاک وزخمی ہوگئے۔

شریعتِ اسلامی اس مبارک سرزمین کا مقدر ٹھہری۔ اللہ تعالیٰ کی مشیت دیکھنے والی نگاہیں ان دو ہمسایہ ممالک میں ناکافی تھیں لہٰذا اعصاب پر امریکہ اور آئی ایس آئی دنیاوی قوتیں چھائی رہیں۔

عوام الناس میں پروپیگنڈا یہی رہا کہ مجاہدین کی مدد سی آئی اے اور آئی ایس آئی نے کی۔ طالبان کی کامیابی کے پیچھے بے نظیر حکومت تھی! جہادِ افغانستان بمقابلہ امریکہ نے یہ الزامات دھونے کا خوب خوب سامان کیا۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ اللہ کی عطا اور براہِ راست لمحہ لمحہ پشت پناہی تھی جس نے ملا عمرؒ کو بدترین حالات میں مظلومین کی مدد کے لیے مومنانہ غیرت کے ساتھ اٹھایا۔ چہار جانب پھیلی بدامنی، جنگ و جدل، نہ جان محفوظ نہ مال۔ اگر وقت کے چیلنج کو ملا عمرؒ نہ پہچانتے، گھر مسجد میں سر نیہوڑائے دینی علم کے حصول یا تسبیح و مناجات میں گم رہتے، تہجد میں رو رو کر دعائیں کرتے رہتے تو افغانستان کی تقدیر نہ بدلتی۔

خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی
نہ ہو جس کو خیال آپ اپنی حالت کے بدلنے کا

ملا عمرؒ نے صرف ایک دورِ حکومت تک احیائے اسلام کا کارنامہ انجام نہیں دیا بلکہ دنیا کی تاریخ بدل ڈالی ..... نہتی اور پسماندہ قوم کی سرزمین پر دنیا کی ساری فرعون صورت، فرعون سیرت طاقتوں کو شکستِ فاش دے کر امام عزیمتؒ نے عزیمت کی غیر معمولی، بے مثل شان دکھائی ہے یعنی کبوتر کے تنِ نازک میں شاہیں کا جگر پیدا کے مناظر دنیا نے حیرت کی آنکھ سے دیکھے!

☆☆☆☆☆

بقیہ: تختہ الٹ جائے جس سے

سبب کچھ اور ہے تو جس کو خود سمجھتا ہے
زوال بندۂ مومن کو بیزری سے نہیں

موبائل اور آلاتِ سمعی و بصری کی جگہ انسانی فطری طریقے استعمال کیے۔ جاسوسی ادارے کان لگا لگا کر بہرے ہو گئے۔ اُدھر ایک ہولناک سناٹا تھا۔ ہوا کے دوش پر سوار کوئی پیغام نہ آتا تھا نہ جاتا تھا۔ جنگ لڑی جارہی تھی۔ سپہ سالار کی نہ کوئی گھن گرج نہ آواز۔ سپاہ نے ہر جا اپنی ذمہ داری تہہ در تہہ اطاعت میں بندھ کر از خود ادا کی۔ اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول و اولی الأمر منکم۔ ایک طرف تصاویر اور ویڈیوز کے دوش پر اوباما، امریکی نیٹو جنرل ہر وقت سوار اپنی سپاہ کی پیٹھ ٹھونکتے۔ دوسری جانب کوئی تصویر نہ خود ملا عمر کی نہ ان کے جرنیلوں کی! نشر و اشاعت اور متحرک تصاویر کے مقابل ایک قرآن جو ہر جیب، دل دماغ حافظوں میں موجود تھا کافی ہوا۔ ہدایات سپریم جرنیل إنّا جندنا۔ یہ ہمارا لشکر ہے کہنے والا رب خود دے رہا تھا موقع بہ موقع۔ کہیں سورۃ الانفال، کہیں سورۃ محمد اور کہیں سورۃ آل عمران۔ الاحزاب تو گویا مجسم ۲۰۰۱ء کی مسلط کردہ عالمی جنگ کا عنوان تھی۔ سو مروجہ جنگوں کے سارے بت چکنا چور ہو گئے۔ ۲۱ ویں صدی میں یہ جنگ آج بھی زید بن حارثہ، سعد بن ابی وقاص، خالد بن ولید، عمرو ابن العاص رضی اللہ عنھم سے روشنی لے کر قدم بہ قدم جیتی گئی۔ فَبُھِتَ الذی کفر کفر ایک مرتبہ پھر مبہوت کھڑا ہے! میڈیا اس سوال کو نہ اٹھاتا ہے نہ کسی دانش ور کے پٹارے میں اس سوال کا جواب موجود ہے کہ افغانستان میں سائنس، ٹیکنالوجی، اعلیٰ تعلیم، عسکریت، سیاست، میڈیا سب کو شکست کس نے دی؟ روس کی شکست پر تو (جھوٹا) پراپیگنڈہ کر کر کے کان کھا لیے گئے تھے کہ سی آئی اے اور آئی ایس آئی نے جنگ جیتی تھی! اب تو بہ نفسِ نفیس یہ ناقابلِ شکست قوتیں اور دیگر پوری دنیا کی طاقتیں یکجا تھیں۔ اب ملا عمر کی سپاہ کی فتوحات کے پیچھے ہاتھ کس کا تھا؟ جواب تاریخ کے صفحات میں ثبت ہے۔ اللّٰہُ مولانا ولا مولیٰ لکم۔ ملا عمرؒ اور ان کا ایک بھی سپاہی رائیگاں نہ گیا۔

قتلانا فی الجنة وقتلاکم فی النار۔

یا رب لک الحمد کما ینبغی لجلال وجھک وعظیم سلطانک

☆☆☆☆☆

گوانتانا موبے کے عقوبت خانے سے شاکر عامر بھائی کو ۱۴ سال بعد رہا کر دیا گیا، الحمد للہ رب العالمین۔ ابھی ہماری بہن عافیہ، بہن روشن آراء چوہدری، اور دنیا بھر اور پاکستانی طاغوتیوں کی جیلوں میں قید ہمارے ہزاروں محبوب مسلمان بھائی اور بہت سی بہنوں کی رہائی باقی ہے..... غموں پر لکھا جائے تو سیاہی کے بجائے لہو زینتِ قرطاس بنے، مگر کمرہ امتحان ہے دنیا! ایک مردہ دل غافل ہیں، جن کی زندگی کا مقصد ہی بے مقصدیت میں عروج ہے، اور ایک اہل ایمان ہیں، ہلائے جاتے ہیں، آزمائے جاتے ہیں، مگر رب کی رضا کے حصول کی دھن سوار ہے، بڑھتے چلے جاتے ہیں، رکاوٹ رکاوٹ نہیں رہتی ان کے عزم کے آگے، رب سے عہد کرتے ہیں تو نبھاتے ہیں، یا پھر نبھاتے نبھاتے خوں میں نہا جاتے ہیں...... ان کا عمل، ان کا قلم، ان کی زبان کسی خوف سے باطل کو حق کے ساتھ گڈمڈ کر کے پیش نہیں کرتی، انہی کے لیے ابدی جنتوں کی بشارتیں ہیں، جس کا تصور ہی مصائب کی انتہا میں قلوب کے لیے بے پایاں مسرت کا سامان کرتا ہے! دکھی دل والو!!! ان شاء اللہ یہ دکھ عارضی ہیں، ان شاء اللہ اس کے بدلے سکھ دائمی، اور رضائے الٰہی کی سند کے ساتھ!!! اور قافلہ حق کے شہہ سوارو!!! ولا تھنوا ولا تحزنوا، تم ہی فتح یاب ہو گے، بس قدم رکنے نہ دینا، سر جھکنے نہ دینا، یہ مالکِ دو جہاں کا وعدہ ہے۔

5 اکتوبر: صوبہ کابل فوجی کاروان پر حملے میں 4 گاڑیاں تباہ جب کہ 8 اہل کار ہلاک ہو گئے۔

اسلامی موسم بہار!

شیخ ایمن الظواہری دامت برکاتہم العالیہ

امیر جماعت القاعدۃ الجہاد شیخ ایمن الظواہری دامت برکاتہم العالیہ نے کچھ ماہ قبل ''الربیع الاسلامی'' [اسلامی موسم بہار] کے عنوان سے دنیا بھر میں مجاہدین کو ملنے والی فتوحات، عالمی کفر کی ذلت اور اُس کے ایجنٹوں کی خواری پر ایک طویل سلسلہ گفتگو ریکارڈ کروایا......اس سلسلہ گفتگو کی دو اقساط ادارہ 'السحاب' منظر عام پر لا چکا ہے اور وقتاً فوقتاً باقی اقساط بھی پیش کی جائیں گی۔ شیخ ایمن الظواہری دامت برکاتہم العالیہ نے جس وقت اس سلسلہ گفتگو کا آغاز فرمایا اُس وقت حضرت امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ کے انتقال سے متعلق خبر کو عام نہیں کیا گیا تھا......[ادارہ]

بسم الله والحمدلله والصلوٰة والسلام علی رسول الله وآله وصحبه ومن والاه

پوری دنیا کے مسلمان بھائیو! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میری خواہش ہے کہ ''الربیع الاسلامی'' نامی سلسلہ اللہ تعالیٰ کی توفیق سے آپ لوگوں کے سامنے شروع کیا جائے۔ جب کہ اس وقت وزیرستان سے مغرب اسلامی تک مسلمان عوام صلیبی حملوں سے دوچار ہیں، مرتد تنظیموں اور ان کے سرکردہ ذمہ داروں نے عرب اقوام کو دبوچا ہوا ہے اور شریعت اسلامی کی حاکمیت کے لیے کوشاں جماعتیں قوم پرست اور سیکولر مذاہب کے سامنے دبی ہوئی محسوس ہوتی ہیں۔ اس سب کے باوجود مجھے پوری امید ہے کہ اسلامی موسم بہار طلوع ہونے کو ہے۔ لیکن یہ سلسلہ شروع کرنے سے پہلے میرے ذہن میں چند باتیں ہیں جن کا تذکرہ ضروری ہے:

امر اول: اسرائیل کا مسجد اقصیٰ کو صومعہ [یہودی عبادت گاہ] بنانے کی مسلسل کوششیں کرنا ایک ایسا جرم ہے جس نے اللہ کے اذن سے امت مسلمہ کی طاقت کو جلا بخشی ہے اور اس نے یہ ثابت کر دیا کہ بات چیت کے تمام تر طریقے، بین الاقوامی ''برادری'' سے مفاہمت اور خائن سیکولروں سے موافقت کے تمام حربے بری طرح ناکام ہو چکے ہیں۔ اور انہی نتائج سے مجاہدین نے بارہا امت کو خبردار کیا۔ کیونکہ یہ تمام طریقے عقیدہ اسلامی اور شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے متصادم تو ہیں ہی، دنیا وآخرت کے خسارہ کا باعث بھی ہیں۔ یہ جرم ہمیں مجبور کرتا ہے کہ ہم اپنی صفوں میں وحدت پیدا کریں اور ان اختلافات، تضادات اور فضولیات کو پس پشت ڈال کر آگے بڑھتے جائیں، یہ ایسی باتیں ہیں کہ جن کو کچھ لوگ بغیر کسی دلیل کے قبول کرتے اور ان کا ابلاغ کرتے ہیں حالانکہ اکثر اوقات تو یہ سب باتیں دلائل قطعیہ کے صریح متصادم ہوتی ہیں۔ یہ ہمارا فرض ہے کہ ان فضولیات اور اختلافات سے کنارہ کشی کرتے ہوئے اپنی پیش قدمی جاری رکھیں۔ صفویوں، نصیریوں اور سیکولروں کے حلیف صلیبی صہیونی دشمن کے مقابلہ میں ہم اپنی صفوں کو متحد کریں۔ یہاں ارضِ مبارک شام کے جہاد کی اہمیّت بھی مزید واضح ہو جاتی ہے کیونکہ شام میں نصرت بیت المقدس کی فتح کا پیش خیمہ ہے، ان شاء اللہ۔ اس لیے ہمیں داخلی وسیاسی جھگڑوں اور فتنوں سے کوسوں دور رہنا اور اس سے بچنا بہت ضروری ہے۔ اسی سلسلہ میں قضیۂ فلسطین اور اسرائیل کے خلاف امت کے جہاد پر علیحدہ سے ایک مجلس میں بات کروں گا۔

امر ثانی: شیخ مختار ابوزبیر رحمہ اللہ کی تعزیت؛ امت مسلمہ، مشرق ومغرب کے مجاہدین اور جنوب مشرقی اسلامی سرحد میں بسنے والے عوام کو بالعموم اور مشرقی افریقہ کے مسلمانوں کو بالخصوص' سرزمین ہجرت کے باسیوں کو، اسلام کے شیر دل سپاہیوں کو، اپنے محبُوب و وفادار مجاہدین کو عالم باعمل، مہاجر ومرابط وسچّائی کے پیکر وفادار محبُوب بھائی [نحسبہ کذالک واللہ حسیبہ] فضیلۃ الشیخ امیر وقائد مختار ابوزبیر رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ کی شہادت کی خوش خبری دیتا ہوں۔ اللہ پاک ان کو انبیاء وصدیقین اور شہداء کی معیت میں فردوس اعلیٰ میں جگہ عطا فرمائیں۔ وحسن اولئک رفیقا۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ بغیر کسی رسوائی وذلت اور اپنے مقاصد میں تبدیلی کیے بغیر مجھے بھی ان کی معیت میں فردوس اعلیٰ میں اکٹھا فرمائے۔ ابو زبیر آپ پر اللہ پاک کی رحمت ہو، ہم نے آپ کو بہترین رفیق ومعین اور نہایت سچّا و وفادار بھائی پایا ہے۔

اُنہوں نے رمضان المبارک ۱۴۳۴ھ کو مجھے ایک خط ارسال فرمایا، جس میں لکھا کہ:

> ''دولہ میں موجود بھائیوں کا منہج حقیقی سے پھر جانے کے معاملہ کے بارے ہم اللہ پاک ہی سوال کرتے ہیں کہ وہ ان کے ساتھ نرمی کریں اور انہیں دوبارہ حق کی طرف لوٹائیں۔ ان جیسوں سے اپنے مخالفین کے لیے طرح طرح کے من گھڑت جواز نکالنا متوقع نہیں تھا، بالخصوص جب ہم دن ورات خلافت اسلامیہ کو پھر سے لوٹانے کے دعوے دار ہوں، ایسی خلافت جو مشرق ومغرب کے مسلمانوں کو اکٹھا کر دے۔ میں اپنے شیخ سے امید کرتا ہوں کہ آپ اس پر صبر کریں گے اور انہیں معاف کر دیں گے۔ اس کو ہم سب کا قصور سمجھیں گے اور اصلاح وتدارک کی کوشش کریں گے''۔

میں نے ان کو جمادی الاولیٰ ۱۴۳۵ھ کو جواب ارسال کیا، جس میں لکھا کہ:

> ''شام میں جاری حالات، وہاں اندھے فتنہ کے اٹھنے، شرعی محرمات کو ہلکا جاننے، محکم ومؤکد امور یعنی دولہ کا قاعدۃ الجہاد کی بیعت سے انکار اور اس

معاملہ میں دھوکہ دہی کرنے اور مخالف کی بے جا تکفیر کو حلال جاننے پر آپ لوگوں کے غم و رنج سے میں بخوبی واقف ہوں۔ یہاں تک کہ مجھے ایک فورم پر بندۂ فقیر کی تکفیر سے متعلّق کیا گیا مناظراتی سلسلہ موصول ہوا۔ یہ سلسلہ کیونکر درست ہوسکتا ہے اور یہ ان کا فتنہ کی طرف بہت زیادہ مائل ہونے کو بھی آشکارا کرتا ہے۔ جو شخص بندۂ فقیر کی تکفیر اور شیخ ابو خالد سوری رحمہ اللہ کو گالی دینے سے نہ چوکتا ہو تو وہ اپنے تمام ناقدین اور اپنے منصوبوں کی مخالفت کرنے والوں کی تکفیر و تفجیر میں ہرگز احتیاط نہیں کرے گا۔ میں آپ لوگوں سے پوری امید کرتا ہوں کہ آپ تمام بھائیوں کو نصیحت کریں گے کہ وہ اس فتنہ کو مزید بھڑکانے میں بالکل شرکت نہیں کریں۔ جس میں خیر کی بات کہنے کی استطاعت نہیں تو اس کو خاموشی اختیار کرلینی چاہیے۔ دولہ، جبهة النصره اور دیگر بھائیوں تک یہ بات پہنچائیں کہ وحدت رحمت ہے اور باہم پھوٹ عذاب ہے۔ میں نے شیخ فاتح جولانی کو بھی خط ارسال کیا تھا کہ وہ مجاہدین کے خلاف کسی قسم کی دشمنی کا حصّہ مت بنیں اور میں نے ان کو امر کیا کہ مسلمانوں اور مجاہدین کے خلاف دشمنی میں شرکت کرنے سے گریز کریں۔ جیسا کہ میں نے ایک پیغام میں دولہ کو عراق فوراً واپس ہونے اور وحدت صفوف کی طرف رجوع کا مطالبہ کیا۔ گو کہ انہوں نے میرے اس امر٬ جو کہ محض خونِ مسلم کے بڑھتے سیلاب کو روکنے کی کوشش میں تھا٬ کو بھی ظلم گردانا''۔

اے ابو زبیر! آپ پر اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی رحمت ہو اور ہمیں آپ کا بہترین نعم البدل عطا فرمائیں۔ ہمارے لیے انتہائی عزت وتکریم کی بات ہے کہ آپ نے صلیبیوں کے مقابلے میں بغیر پیٹھ پھیرے شہادت کو گلے لگایا۔ ہم اللہ ہی سوال کرتے ہیں کہ وہ آپ کی اور آپ کے بھائیوں کی شہادت کو قبول فرمائے، آپ کے گناہوں کو معاف کرے اور اعلیٰ علیین میں آپ لوگوں کے درجات بلند فرمائے۔ ہم تو وہی کہتے ہیں جس سے ہمارا رب راضی ہوجائے اور وہی ہم پر سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔

جنوب مشرقی اسلامی سرحدات کا اپنے سینوں اور گردنوں کے ذریعے دفاع کرنے والے میرے مشرقی افریقہ کے باسی اسلام کے شیر، محبُوب و وفادار اور سچّائی کے پیکر بھائیو! جہاد کے راستے پر ثابت قدم رہو کیونکہ یہی نصرت کے اترنے کا قیمتی اثاثہ ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اسی کے متعلّق فرمایا:

أَمْ حَسِبْتُمْ أَن تَدْخُلُواْ الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَأْتِكُم مَّثَلُ الَّذِينَ خَلَوْاْ مِن قَبْلِكُم مَّسَّتْهُمُ الْبَأْسَاء وَالضَّرَّاء وَزُلْزِلُواْ حَتَّى يَقُولَ الرَّسُولُ وَالَّذِينَ آمَنُواْ مَعَهُ مَتَى نَصْرُ اللّهِ أَلا إِنَّ نَصْرَ اللّهِ قَرِيبٌ (البقرۃ: ۲۱۴)

'' کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ (یونہی) بہشت میں داخل ہوجاؤ گے اور ابھی تم کو پہلے لوگوں کی سی (مشکلیں) تو پیش آئی ہی نہیں۔ ان کو (بڑی بڑی) سختیاں اور تکلیفیں پہنچیں اور وہ (صعوبتوں میں) ہلا ہلا دیے گئے یہاں تک کہ پیغمبر اور مومن لوگ جو ان کے ساتھ تھے سب پکار اٹھے کہ کب خدا کی مدد آئے گی؟ دیکھو خدا کی مدد (عن) قریب (آیا چاہتی) ہے''۔

میں تمام تر اختیارات اور امارت کی ذمہ داری معزز بھائی شیخ ابو عبیدہ احمد عمر کے سپرد کرتا ہوں۔ میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے ہی سوال کرتا ہوں وہ ان کو اس دعوت و جہاد کی امانت کا بوجھ اٹھانے کی توفیق عطا فرمائیں۔ میں ان سے مطالبہ کرتا ہوں کہ وہ اپنی تمام تر استطاعت کو خرچ کرڈالیں تاکہ مشرقی افریقہ میں بغیر کسی نزاع کے شریعت کی حاکمیت وسیادت قائم ہو۔ میں مشرقی و وسطی افریقہ کے مسلمانوں کی حرمت اور عزت و تکریم کی سختی سے تاکید کروں گا اور اپنے پڑوسی مسلمانوں کی حرمت، عزت وتکریم اور ان کو امن وسلامتی مہیا کرنے کے معاملہ میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے خوب ڈریں۔ دن ورات صلہ رحمی سے کام لیں۔ اپنی عزیز ترین اور نفیس ارواح و جانوں کو مسلمانوں کی حفاظت اور ان کے دفاع میں کھپادیں۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ آپ کے حقیقی مددگار اور قوت دینے والے ہیں اور محض اپنے فضل وکرم سے آپ کی مدد کرنے والے ہیں۔ میں ان سے یہ بھی مطالبہ کرتا ہوں کہ وہ شرعی قضا کے مقام و دبدبہ کو مضبوط کریں اور سب پر اس کے غالب ہونے کو پختہ کریں، فقیر سے پہلے امیر اور مامور سے پہلے امیر پر۔ مجاہد بھائیوں کے ساتھ نرم برتاو رکھیں اور ان کی حاجات وضروریات کی تکمیل اور انہیں اور ان کے خاندانوں کو اچھی زندگی فراہم کرنے کی سعی کریں۔ میں انہیں شہدا کی بیواوں اور یتیموں نیز اسیروں کے اہل و عیال کی رعایت رکھنے کی وصیّت کرتا ہوں اور اس بات کا پرزور مطالبہ کرتا ہوں۔ انہیں پہلی فرصت میں بلاتعطل آپ کی طرف سے عزت، نرمی و عاطفت اور اہتمام میسر رہے۔ میں تعلیم وتعلم کے مراکز کے حوالے سے بھی بہترین وصیّت کرتا ہوں۔ کیونکہ یہ جہاد کے مضبوط قلعے اور شیروں کی کچھاڑیں ہیں لہٰذا اس معاملہ میں کسی قسم کی معاونت اور وسائل میں بخل نہ کریں۔ میں ان کو اپنے محترم علما اور داعیین کرام سے متعلّق وصیّت کرتا ہوں کہ وہ ان کے ساتھ سہولت والا معاملہ رکھیں، ان کی ضروریات کو پورا کریں، ان سے تنگی کو دور کریں اور انہیں دعوت و بیان کے احترام میں فارغ البال بنانے میں معاونت کریں۔ میں ان کو شوریٰ کے بارے میں وصیّت کرتا ہوں کہ وہ اپنے عمل میں ایک بنیاد، ایک باوقار نمایاں جہت اور رخ بنیں۔ بردباری، صبر اور درگزری کو حرزِ جاں بنائیں کیونکہ یہ کسی ذمہ دار کے اپنی ذمہ داری اور کسی امیر کے اپنی امارت پر بہترین مددگار ہیں۔ آخیر میں، میں مسلمانانِ صومال کو خیرخواہانہ وصیّت کرتا ہوں کہ وہ اپنے کمزور پر رحم، محتاجوں کی مدد اور

5 اکتوبر: صوبہ لغمان فوجی اہل کاروں پر حملے کے نتیجے میں 4 اہل کار ہلاک جب کہ اسلحہ غنیمت کرلیا گیا۔

ان کی ضرورتیں پوری کریں۔ مجھے معلوم ہے کہ یہ بھاری ذمہ داری اور بڑا بوجھ ہے۔لیکن اہل صدق، وفادار اور دانا لوگوں سے معاونت لیتے رہیں۔ پھر ان سب باتوں سے پہلے اپنے رب کے روبرو ایسی گھڑی وقف کیے رکھیں جو آپ کے غم کو ختم کر ڈالے، آپ کی تنگ دستی کو دور کر دے، اللہ کی مدد کو اپنی طرف کھینچ لے اور آپ کی دعاوں کی قبولیت میں کشش پیدا کر دے۔ آپ کو حق سبحانہ وتعالیٰ کے اس قول سے خوش خبری لینی چاہیے:

وَلَقَدْ نَادَانَا نُوحٌ فَلَنِعْمَ الْمُجِيبُونَ (الصافات: ۷۵)

''اور ہم کو نوح نے پکارا سو (دیکھ لو کہ) ہم (دعا کو کیسے) اچھے قبول کرنے والے ہیں''۔

میں انہیں یہ یاد دہانی کراتا ہوں کہ میں خود، آپ، جماعت قاعدۃ الجہاد کے تمام فاضل ذمہ داران اور امرا حضرات بھی اپنے امیر محترم امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد حفظہ اللہ کے لشکروں کے علاوہ اور کچھ نہیں ہیں۔ ہم ان کی اطاعت کرتے ہیں جب تک وہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رہ نما بنائے رکھیں، ہم ذرہ برابر ان کی نافرمانی نہیں کریں گے، نہ ہی کسی قسم کی عہد شکنی کریں گے اور نہ ہی بیعت توڑیں گے۔ اللہ تعالیٰ مجھے، آپ کو اور تمام مسلمانوں کو امیر المومنین کی اطاعت کی توفیق بخشیں۔

امر ثالث: اس سلسلہ کو شروع کرنے سے پہلے لیبیا میں موجود جماعت انصار الشریعہ کے مجاہد بھائیوں سے ان کے امیر شیخ محمد زہاوی رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ کی شہادت پر تعزیت کرنا چاہوں گا۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے سوال کرتا ہوں کہ ان کو پہنچنے والے غم کا بہترین نعم البدل عطا فرمائیں اور ان بھائیوں کو ان کی اطاعت اور اپنے جہاد کے راستے پر مسلسل گامزن رہنے کی توفیق دیں، یہاں تک کہ اللہ پاک کا دین سربلند ہوجائے اور کلمہ کفر سرنگوں ہوجائے اور لیبیا کی مبارک سرزمین پر شریعت کی سیادت بطور حاکم وقائد قائم ہوجائے نہ کہ محکوم!

امر رابع: اس سلسلہ کو شروع کرنے سے قبل یہ بات کہنا چاہوں گا کہ میں اپنے دونوں بھائیوں تنظیم قاعدۃ الجہاد جزیرۃ العرب کے امیر اور قاعدۃ الجہاد کے نائب امیر شیخ ابو ناصر وحیشی اور تنظیم قاعدۃ الجہاد مغرب اسلامی کے امیر شیخ ابو مصعب عبد الودود کا عراق وشام کے میدان میں باہمی جنگ کو روکنے کے حوالے سے عظیم الشان دعوتی بیان پر شکر گزار ہوں۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ان کو مسلمانوں کے خون کی حفاظت اور صلیبی، صفوی اور سیکولر دشمنوں کے خلاف وحدتِ صفوف کی مبارک ومقبول سعی پر بہترین جزا عطا فرمائے۔ لیکن انتہائی افسوس کہ ان دونوں حضرات کی وحدت صفوف کی دعوت کا بدلہ بغدادی اور اس کے پیروکاروں نے یہ دیا کہ الجزائر ویمن میں مجاہدین کی صفوں میں پھوٹ اور بیعت کو توڑ دینے اور ایک بیعت سے دوسری بیعت کو قبول کرنے کی طرف خوب زور شور سے بلایا۔ جیسا کہ اس سے قبل بغدادی اور اس کے دیگر ساتھیوں نے خود بھی بیعت کو توڑا، یہ گویا ایسے ہی ہے کہ کپڑوں کو اتار دیا جائے اور عزت وآبرو کی خرید وفروخت کی جائے۔ دونوں معزز شیوخ نے اس فتنہ کو شام ہی میں بجھانا چاہا جب کہ بغدادی اور اس کے ساتھیوں نے اس فتنہ کو شام سے باہر تمام خطوں میں منتقل کرنے کی پوری کوشش کی۔

اسی طرح تنظیم قاعدۃ الجہاد جزیرۃ العرب میں اپنے محترم وکریم بھائی شیخ حارث بن غازی نظاری رحمہ اللہ کے ان کلمات پر بھی شکریہ ادا کرتا ہوں جو انہوں نے 'بیان بشان ما ورد فی کلمۃ الشیخ ابی بکر بغدادی' کے عنوان سے بغدادی کے بیان 'ولو کرہ الکافرون' کے جواب میں جاری کیا۔ میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے التجا کرتا ہوں کہ فضیلۃ الشیخ عالم باعمل مجاہد (کما نحسبہ) حارث نظاریؒ کو اپنی رحمت ورضا سے ڈھانپ لیں۔ علمائے کرام اور باعمل طلبہ دین کے لیے اک مثال بن گئے جو میادین میں شہید ہوتے ہیں، شہدا کے خون کے ساتھ علمائے کرام کے خون کو ملا ڈالتے ہیں اور مسلم بستیوں پر صلیبی، رافضی اور سیکولر' عدو صائل کے خلاف فرض عین جہاد سے پیچھے رہنے والے تمام لوگوں پر حجت قائم کرتے ہیں۔ میں اللہ پاک ہی سے سوال کرتا ہوں ہمیں اور مسلمان امت کو ان کا بہترین نعم البدل اور ان کے اہل وعیال اور بھائیوں کو صبر جمیل وتسلی عطا فرمائیں۔ حق پر ثابت قدم رہتے ہوئے ہمیں ان کے ساتھ اکٹھا فرمائے۔

> ہم نے ابوبکر بغدادی اور اس کے ساتھیوں کی جانب سے پہنچنے والی اذیت پر بہت صبر کیا اور اس بات کو ترجیح دی کہ لوگوں کو جتنی ہم سے امید ہے اس سے بھی کم باتوں کا جواب دیا جائے تا کہ ہم فتنہ کی آگ کو مکمل طور پر ٹھنڈا کر دیں اور اہل خیر کے واسطے مجاہدین کے درمیان صلح کروانے کی گنجائش پیدا کر سکیں۔ لیکن ابوبکر بغدادی اور اس کے ساتھیوں نے ہمارے لیے کسی قسم کی کوئی گنجائش نہیں چھوڑی اور تمام مجاہدین سے مطالبہ کیا کہ وہ اپنی مضبوط ومستحکم بیعت کو توڑ کر ان کی مزعومہ خلافت کی بیعت کریں۔ بلکہ معاملہ یہاں تک پہنچ گیا کہ انہوں نے اپنے آپ کو بغیر کسی مشورہ کے مسلمانوں کی ولایت کے لیے منتخب کر دیا اور اس سلسلہ میں انہوں نے مسلمانوں کی مشکلات ومصائب کا بالکل لحاظ نہیں رکھا۔ ان کا مقصد مختلف لوگوں کی بیعتوں کو جمع کرنا اور مجاہدین کی صفوں میں پھوٹ ڈالنے کے سوا کچھ نہیں ہے۔

میں اس فتنہ کی بابت گفتگو کی طرف واپس لوٹتا ہو جس کے پھیلانے کی کوشش بغدادی اور اس کے ساتھیوں نے مجاہدین کی صفوں کے اندر کر رکھی ہے تا کہ دیگر مجاہدین بھی اس کی اور اس کے ساتھیوں کی طرح بیعت کو توڑ ڈالیں۔ عراق وشام پر حالیہ صلیبی

6 اکتوبر: صوبہ کابل فوجی کاروان پر حملے میں 11 گاڑیاں تباہ جب کہ 15 اہل کار ہلاک ہوگئے۔

جارحیت سے کچھ دیر قبل میں نے اسی سلسلہ کے ضمن میں مجالس کے اندر بارہا مرتبہ گفتگو کی تھی، جس میں شرعی، تاریخی وواقعاتی باحوالہ مضبوط تفصیلی دلائل پیش کیے تھے اور عراق و شام میں پیدا ہونے والے حادثات پر مراسلت بھی کی۔ یوں یہ حادثات ابوبکر بغدادی کی مزعومہ خلافت کے اعلان پر منتج ہوئے۔ پھر انہوں نے تمام جہادی مجموعات سے باقاعدہ طور پر مطالبہ کیا کہ وہ سب اپنی بیعت توڑ دیں اور جلد از جلد خلیفہ کی بیعت اور اس کا تقرر کریں۔ میں ان مجالس کے ایک بڑے حصّہ کو پایہ تکمیل تک پہنچا چکا ہوں اور اس کو پورا کرنے میں جلدی بھی کی۔ لیکن جب صلیبی حملہ ہو چکا تو میں نے یہ طے کرلیا کہ تمام تفصیلات ترک کر کے وحدت صفوف، باہمی اختلافات کو دور کرنے اور اس جارحیت کے مدمقابل مجاہدین کی صفوں کو متحد کرنے پر پوری توجہ مرکوز کردوں۔ افسوس کہ اس دوران ابوبکر بغدادی کے 'ولو کرہ الکافرون' کے عنوان سے کلمات منظرِ عام پر آئے جس میں اس نے پرانی روش کو برقرار رکھا۔ اس روش پر بغدادی اور اس کے ساتھی پہلے ہی سے بہت زیادہ اصرار کرتے تھے۔ جب کہ عراق و شام کی صورت حال کو دیکھتے ہوئے میری یہی رائے تھی کہ صلیبی جارحیت کے خلاف مجاہدین کی صفوں میں اتحاد کو قائم کیا جائے اور میں امید کرتا ہوں کہ اہل تقویٰ اور صاحبِ عقل لوگ بات کو سمجھ سکیں گے اور مجھے پُر خطر تفاصیل میں گھسنے پر مجبور نہیں کریں گے۔ تمام بھائی اپنی صفوں میں وحدت کو قائم کریں اور ایسے اجتہادات سے خود کو دور رکھیں جس میں دیگر تمام بھائیوں کی مخالفت ہو۔ میں نے جماعت قاعدۃ الجہاد کی تمام فروعات میں موجود اپنے تمام بھائیوں کو یہ پیغام ارسال کیا کہ وہ مجاہدین کے مابین شام میں جاری جنگ کے متعلّق ایسی بات جس سے یہ جنگ تھم جائے کہنے کے حریص ہوں اور اس فتنہ کی روک تھام کے لیے پوری ممکنہ کوشش کریں۔ جیسا کہ میں نے یہ معاملہ اپنے معزز بھائی نائب امیر جماعت فضیلۃ الشیخ ابوبصیر ناصر وحیشی کے سپرد کیا، وہ مجاہدین کے مابین شام میں جاری جنگ کو روکنے کی تمام تر کوششیں خرچ کر ڈالیں۔

ہم نے ابوبکر بغدادی اور اس کے ساتھیوں کی جانب سے پہنچنے والی اذیت پر بہت صبر کیا اور اس بات کو ترجیح دی کہ لوگوں کو جتنی ہم سے امید ہے اس سے بھی کم باتوں کا جواب دیا جائے تاکہ ہم فتنہ کی آگ کو مکمل طور پر ٹھنڈا کردیں اور اہل خیر کے واسطے مجاہدین کے درمیان صلح کروانے کی گنجائش پیدا کرسکیں۔ لیکن ابوبکر بغدادی اور اس کے ساتھیوں نے ہمارے لیے کسی قسم کی کوئی گنجائش نہیں چھوڑی اور تمام مجاہدین سے مطالبہ کیا کہ وہ اپنی مضبوط و مستحکم بیعت کو توڑ کر ان کی مزعومہ خلافت کی بیعت کریں۔ بلکہ معاملہ یہاں تک پہنچ گیا کہ انہوں نے اپنے آپ کو بغیر کسی مشورہ کے مسلمانوں کی ولایت کے لیے منتخب کردیا اور اس سلسلہ میں انہوں نے مسلمانوں کی مشکلات و مصائب کا بالکل لحاظ نہیں رکھا۔ ان کا مقصد مختلف لوگوں کی بیعتوں کو جمع کرنا اور مجاہدین کی صفوں میں پھوٹ ڈالنے کے سوا کچھ نہیں ہے۔

اس وقت ہمارے صومالی بھائی شدید ترین صلیبی جارحیت سے دوچار ہیں اور اس جارحیت میں صلیبیوں کے حلیف مجاہدین کے مدمقابل مقامی وملکی دشمن بھی ہیں۔ دوسری طرف صومالی بھائیوں کو قائد ومجاہد شیخ مختار ابوزبیر رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ کی شہادت کی آزمائش کا بھی سامنا ہے۔ دولہ نے ان حالات میں حرکت الشباب کے بھائیوں سے مطالبہ کیا کہ وہ اپنی امارت میں پھوٹ ڈالیں اور مسلمانوں کے مشورہ کے بغیر منتخب کردہ ان کے خلیفہ کی بیعت کریں۔

اس وقت مغرب اسلامی میں موجود ہمارے بھائی فرانسیسی وامریکی صلیبی حملہ کا شکار ہیں۔ یہ دونوں طاقتیں آپسی تعاون کے لیے چاق وچوبند رہتی ہیں اور انہوں نے مجاہدین کے خلاف جنگ کرنے کے نت نئے قوانین ایجاد کیے ہیں۔ اس کے باوجود انہوں نے مغرب اسلامی کے مجاہدین سے مطالبہ کیا کہ وہ اپنی امارت میں پھوٹ ڈالیں اور مسلمانوں کے مشورہ کے بغیر منتخب کردہ خلیفہ کی بیعت کریں۔

اس وقت جزیرۃ العرب میں موجود ہمارے بھائیوں کو صفوی اور سیکولر سخت ترین صلیبی جارحیت کا سامنا ہے۔ دولہ نے جزیرۃ العرب کے قاعدۃ الجہاد کے لشکر سے مطالبہ کررکھا ہے کہ یہ بھی اپنی امارت میں پھوٹ ڈالیں اور مسلمانوں کے مشورہ کے بغیر منتخب کردہ خلیفہ کی بیعت کریں۔ بلکہ معاملہ یہاں تک پہنچ گیا کہ ابوبکر بغدادی نے اپنے بیان میں صراحتاً کہا کہ حوثیوں کا تعاقب اور ان کا سامنا کرنے والا کوئی نہیں ہے۔

اس وقت غزہ کو اسرائیلی میزائیلوں سے مکمل جلا دیا گیا ہے لیکن ابوبکر بغدادی کی زبان سے ایک بھی کلمہ ان کی تائید میں نہیں نکلا۔ اس کی توجہ صرف اس بات پر ہے کہ تمام مجاہدین ان کی بیعت کریں جس میں اس نے خود کو بغیر کسی مشورہ کے خلیفہ مقرر کررکھا ہے۔

اس وقت خائن پاکستانی فوج نے امریکی جاسوسی طیاروں کی مدد سے وزیرستان کو جلا ڈالا۔ ابوبکر بغدادی کا عامۃ المسلمین سے مشورہ لیے بغیر خود کو خلیفہ مقرر کرنے سے تقریباً بیس یوم پہلے اس حملہ کا باقاعدہ طور پر اعلان کردیا گیا تھا۔ اُس وقت بغدادی نے خود کو اس بات کا بالکل بھی مکلّف نہ سمجھا کہ اپنی زبان سے وزیرستان کے متعلّق ایک جملہ ادا کرے۔ اس کی یہی کوشش رہی کہ وہاں قاعدۃ الجہاد کے لشکر میں کسی طرح پھوٹ ڈالی جائے تاکہ یہ سب اس خلیفہ کی بیعت کریں جس کو مسلمانوں سے مشورہ لیے بغیر منتخب کیا۔

(جاری ہے)

☆☆☆☆☆

6 اکتوبر: صوبہ بدخشاں مجاہدین کے حملوں میں کمانڈر سمیت 11 اہل کار ہلاک ہوگئے۔

پیمانِ وفا

مولانا عاصم عمر حفظہ اللہ

الحمدللّٰہ وحدہ والصلوٰۃ والسلام علی من لا نبی بعدہ، اما بعد

فاعوذباللّٰہ من الشیطان الرجیم

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ Oوَيَبْقَى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ

تمام تعریفیں کائنات کے بادشاہ کے لیے ہیں، جو ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا! اس کی بادشاہت کو نہ زوال ہے نہ فنا ہے! وہی خالق ہے اور وہی حاکم ہے! نہ اس کی خالقیت میں کوئی شریک نہ اس کی حاکمیت میں کوئی شریک! وہی حیی و قیوم اور وہی باقی رہنے والا ہے! بے شک دنیا اور جو کچھ دنیا میں ہے سب فنا ہو جانے والا ہے!

اللہ تعالیٰ اپنے دین کی سربلندی کے لیے ہر دور میں اپنے محبُوب بندوں کا انتخاب فرماتا ہے اور آسمانوں میں ان کی مقبولیت کا اعلان کر دیتا ہے..... تاکہ روئے زمین پر بسنے والے اہلِ خیر' ان سے محبت کرنے لگیں اور ان کے مشن میں ان کے ساتھ شامل ہو جائیں! خلافت اسلامیہ ٹوٹنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے پھر سے خلافت کے احیا کے لیے سرزمین افغان سے امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد کا انتخاب فرمایا! جنھوں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی شریعت کو مساجد و مدارس کے ساتھ ساتھ عدالتوں اور ایوانوں میں بھی نافذ کیا اور عالم اسلام کو یہ سمجھا دیا کہ اس 'جدید دور' میں بھی یہی چودہ سو سال پہلے والا دین' بطورِ دین اور نظام کے دنیا کی قیادت کر سکتا ہے!

امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ جو تمام طاغوتی قوتوں کے سامنے سینہ تان کر کھڑے رہے اور متحدہ کفریہ لشکر کو ذلت آمیز شکست سے دوچار کیا..... جنھوں نے دنیا کو اپنی غیرت ایمانی سے یہ سمجھایا کہ پتھروں کے دور میں پہنچانا امریکہ کے ہاتھ میں نہیں بلکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا رب ہی اس بات کے لائق ہے کہ وہ چاہے تو کمزوروں کے ہاتھوں آج بھی ظالموں اور سرکشوں کو ذلیل ورسوا کروا دے! ملا محمد عمر مجاہدؒ جس نے ایک مومن کی عزت اور جان کی اہمیّت' نام نہاد مسلم حکمرانوں کو سمجھائی کہ ایک مسلمان کی عزت و جان کے لیے اقتدار کو، اپنی پوری قوم کے ساتھ قربان کیا جا سکتا ہے! اللہ تعالیٰ امیر المومنین رحمہ اللہ کو تمام امت کی طرف سے بہترین جزا عطا فرمائے اور اُن کو فردوسِ اعلیٰ میں انبیاء، صدیقین، شہدا اور صالحین کے ساتھ جمع فرمائے' جنھوں نے مسلمانوں کو عزت سے جینے اور مرنے کے قرینے سکھلائے..... قوت واستطاعت کو عذر بنا کر جہاد سے پیچھے بیٹھے رہنے والوں کو قوت و استطاعت کے فقہی معانی سمجھائے کہ قوت واستطاعت کیا ہوا کرتی ہے! امیر المومنینؒ اور آپ کے جاں نثاروں نے اس وقت امریکہ اور عالمی اتحاد کے خلاف جہاد کا اعلان کیا جب کفریہ اتحاد ہر طرح کی قوت سے لیس تھا اور اللہ تعالیٰ پر توکل کرنے والے طالبان اس حال میں اس کے خلاف میدان میں نکلے تھے کہ ہر ایک کے پاس کلاشن کوف تک نہ ہوتی تھی! اس کے باوجود امیر المومنین رحمہ اللہ نے اپنے رب کی مدد سے فرعونِ وقت امریکہ اور اس کے اتحادیوں کو ذلت آمیز شکست سے دوچار کیا...... یہ وہ امریکہ ہے جس کی ایک دھمکی سے ایٹمی طاقت رکھنے والی فوجوں کے جرنیل' اللہ کے دین کو چھوڑ کر امریکہ اور اقوام متحدہ کے دین میں داخل ہوئے اور اُسی کو اپنا معبُود بنا بیٹھے! یہ اس مردِ افغاں کی جہادی ضربیں تھیں کہ جس نے امریکہ اور اتحادی افواج کو جدید ٹیکنالوجی کے اس دور میں دھول چاٹنے پر مجبُور کیا، نہ اس کے سٹیلائٹ کام آئے نہ ڈرون طیارے اپنے فوجیوں کو مردار ہونے سے بچا سکے! افغانستان میں امریکہ اور اس کے اتحادیوں کی ذلت آمیز شکست اُن حکمرانوں کے لیے عبرت کا نشان ہے جو امریکہ کے اشارے پر اللہ کی شریعت کے خلاف جنگ کر رہے ہیں!

یہ امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہدؒ ہی تھے جنھوں نے شیرِ میسور ٹیپو سلطان شہید کے تاریخی جملے کو عملی معانی پہناتے ہوئے امریکہ کی غلامی کی بجائے جان ہتھیلی پر رکھی اور سر سے کفن باندھ کر امریکہ سے اعلان جنگ کیا اور ۱۲ سال تک میدان میں قیادت کرتے رہے! لیکن جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فیصلہ فرما دیا کہ کل نفس ذائقہ الموت اور فرمایا كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ Oوَيَبْقَى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ کہ ہر ایک کو موت کا مزہ چکھنا ہے، اس دنیا سے ہر ایک کو چلے جانا ہے اور دنیا کی ہر شے کو ختم ہو جانا ہے، باقی رہنے والی ذات تو اللہ ہی کی ہے! وہ لوگ بھی اس دنیا سے چلے جاتے ہیں جو ساری عمر موت سے بھاگتے رہتے ہیں اور اس موت کے خوف سے غیر اللہ کی غلامی قبول کرتے ہیں، اللہ کے دین کو چھوڑتے رہتے ہیں...... اور وہ بھی اپنے مقررہ دن ہی جاتے ہیں جو ساری عمر موت کے پیچھے بھاگتے رہتے ہیں! موت اُن کو بھی نہیں چھوڑتی جو عبداللہ بن اُبی کے نقش قدم پر چلتے ہوئے میر جعفر اور میر صادق بن کر جیتے ہیں...... اور موت اُن کو بھی وقت سے پہلے نہیں آتی جو خالد بن ولید رضی اللہ عنہ، سلطان صلاح الدین ایوبی، سلطان بایزید یلدرم، ٹیپو سلطان شہید، اسامہ بن لادن شہید اور ملا عمر بن کر ساری عمر موت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر زندگی گزارتے ہیں! یہ الگ بات ہے کہ دونوں فریقوں کے جینے کے انداز بھی جدا اور اپنے رب سے ملاقات کے قرینے بھی نرالے! چنانچہ سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ ساری عمر میدان کارزار میں موت کے پیچھے بھاگتے رہے لیکن موت

7 اکتوبر: صوبہ بغلان مجاہدین کی پیش قدمی کے نتیجہ میں 2 وادیاں، 25 گاؤں اور 4 فوجی مراکز فتح ہو گئے۔

جہاں لکھی تھی وہی آئی......اسی طرح امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ بھی طالب علمی کے دور سے میدان جہاد میں شریک ہوئے، بارہا موت سے سامنا ہوا لیکن موت بالآخر منہ موڑنے پر مجبور ہوئی کہ اللہ تعالیٰ جہاد سے پیچھے رہنے والوں کو یہ سمجھانا چاہتا ہے کہ جہاد میں جانے سے موت وقت سے پہلے نہیں آجایا کرتی! سو اللہ نے بھی اپنے اس مرد مجاہد کو بھی جیسے چاہا اپنے پاس بُلا لیا بے شک وہ اپنے معاملات میں غالب ہے!

امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہدؒ جنہوں نے اپنے عمل سے عالم عرب وعجم کو اپنا گرویدہ بنایا، علما وطلبہ، عوام وخواص جن کو خوب محبت سے 'امیر المومنین' تسلیم کیا کرتے تھے اور یہ کہنا مبالغہ نہ ہوگا کہ خلافت ٹوٹنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے امیر المومنین کے ہاتھ پر عالم اسلام کی عالمی اور مقامی جہادی جماعتوں کو جمع فرمایا، جن میں عرب وعجم، یورپ وافریقہ، مشرق و مغرب سبھی شامل تھے......امیر المومنین 'علما کے سر کے تاج، عالم عرب وعجم کے دل کی دھڑکن ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ بھی ہم سے رخصت ہوئے......تاہم وہ دین باقی ہے جس کی خاطر اُنہوں نے یہ راستہ اختیار کیا! جس کے لیے اپنے گھر بار اور پوری قوم کو قربان کیا، وہ شریعت ابھی بھی باقی ہے! اور یہ قیامت تک باقی رہے اور اس کی حفاظت کے لیے امیر المومنین کے جاں نثار ہر محاذ پر داخلی وخارجی دونوں دشمنوں سے قتال کرتے رہیں گے! یہاں تک کہ اس روئے زمین سے کفر کا غلبہ توڑ کر سارا کا سارا نظام اللہ تعالیٰ کا نافذ کر دیا جائے!

اس موقع پر ہم جماعت قاعدۃ الجہاد برصغیر کی جانب سے امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ کی وفات پر امارت اسلامیہ افغانستان اور امیر المومنین کے اہل خانہ کے ساتھ تعزیت کرتے ہیں! اللہ تعالیٰ امیر المومنین کو فردوسِ اعلیٰ میں جگہ عطا فرمائے، ان کے اہل خانہ کو صبر جمیل عطا فرمائے، اور امیر المومنین کے جاں نشین ملا اختر محمد منصور ایدہ اللہ بنصرہ کو امارت اسلامیہ کو اسی شان وشوکت سے قائم کرنے کی توفیق عطا فرمائے، جو مخلصین کی آنکھوں کی ٹھنڈک اور کافرین، مرتدین اور منافقین کی تباہی کا سامان ہو......

نیز ہم القاعدہ برصغیرؒ شیخ ایمن الظواہری حفظہ اللہ کی اقتدا میں امیر محترم ملا اختر محمد منصور ایدہ اللہ کے ہاتھ پر بیعت کا اعلان کرتے ہیں کہ جس طرح ہمارا ہر مجاہد امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ کا وفادار رہا، اسی طرح آپ کا بھی وفادار رہے گا......جب تک کہ آپ شریعت کو نافذ کرنے اور اللہ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت میں اپنے پیش رو کے نقش قدم پر چلتے رہیں گے، باذن اللہ! آپ ہمیں اور ہمارے ہر مجاہد کو نیکی کے کاموں میں اپنے نیام کی ایک تلوار اور اپنے ترکش کا ایک تیر پائیں گے جو دشمنانِ اسلام کے سینے میں اُترنے کے لیے آپ کے حکم کا منتظر ہے! اللہ تعالیٰ آپ کو تمام سازشوں سے محفوظ فرمائے......خصوصاً داخلی سازشوں سے کہ اسلام اور جہاد کا لبادہ اوڑھ کر سازش کرنے والے سی آئی اے اور طاغوتی خفیہ ایجنسیوں سے زیادہ مضر اور مہلک ہیں! اللہ تعالیٰ آپ کو راہِ حق میں استقامت عطا فرمائے اور ہر ہر قدم پر آپ کی رہ نمائی فرمائے، آپ کو اس دکھی امت کے غموں کا مداوا بنائے اور اسلام کو اُسی منہج پر نافذ کرنے والا بنائے جو اہل سنت والجماعت کا منہج ہے! اللہ تعالیٰ ہمیں اور آپ کو امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد، شیخ اسامہ شہید رحمہما اللہ کے ساتھ فردوسِ اعلیٰ میں جمع فرمائے، آمین!

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

وآخر دعوانا ان الحمدللہ رب العالمین

☆☆☆☆☆

یہ بات ۲۰۰۱ء سے پہلے کی ہے۔ عبداللہ (فرضی نام) گھر آیا اور اپنی اہلیہ سے کہنے لگا: ''سردی کا موسم شروع ہونے والا ہے، چلو چل کر لنڈا بازار سے گرم کپڑے لے آتے ہیں''۔ محترمہ حیران رہ گئی اور کہا: ''اب ہماری یہی حیثیت رہ گئی ہے کہ لنڈے کے کپڑے پہنیں؟'' شوہر نے پرسکون لہجے میں جواب دیا: ''تم کیا اور تمہاری حیثیت کیا؟ تمہارے والد اور اُن کی حیثیت کیا؟ تمہارے شوہر اور اُس کی شوہر حیثیت کیا، تمہارے شوہر کے باپ اور اُس کی حیثیت کیا؟''......پھر تھوڑا توقف کیا اور آج پیش آنے والا ماجرا سنایا۔ آج عبداللہ کو اس کے ایک عرب مجاہد دوست نے کہا: ''ذرا میرے ساتھ لنڈا بازار چلو تاکہ میں اپنی اہلیہ کے لیے کچھ گرم کپڑے خریدلوں''۔ عبداللہ حیران رہ گیا، بہرحال وہ اپنے دوست کے ساتھ ہولیا اور ایک سوئٹر ۶۵ روپے کا خرید لیا۔ عبداللہ کی اہلیہ، اُس عرب دوست اور اُس کی بیوی کا واقعہ سن کر رونے لگی۔ اسی وقت محترمہ اپنے میاں کے ساتھ مارکیٹ گئی اور اپنی جمع پونجی سے کچھ زنانہ سوٹ خرید کر اُن عرب بھائی کے گھر جاکے اُن کی اہلیہ کو دیے۔ عربی خاتون نے کہا: ''اک عرصے بعد نئے کپڑے ملے ہیں''۔

کسی کو معلوم ہے یہ عرب کون تھے اور اس کی اہلیہ کون تھی؟ جن کے لیے عبداللہ نے اپنی اہلیہ کو اُس کی حیثیت یاد دلا دی؟ یہ ابوالفرج اللیبی فک اللہ اسرہ تھے جنہیں پاکستانی خفیہ اداروں نے پکڑ کے امریکہ کے حوالے کیا اور اس وقت وہ گوانتانامو بے میں اسیر ہیں (دورانِ حراست ابوالفرج پہ اتنا تشدد کیا گیا کہ ان کی سماعت کی صلاحیت ختم ہوچکی ہے، اللّٰھم فک کل اسیر) اور اُن کی اہلیہ......ایک بڑے متمول عرب جہادی قائد کی بیٹی ہیں۔ اندازہ کیجیے انتہائی دولت مند مجاہد کی بیٹی کس قسم کی زندگی گزار رہی تھی۔ سچ کہا دین تو قربانی ہی سے آتا ہے۔

یہ مستند واقعہ ہے جو سینہ بسینہ چلا رہا آرہا ہے۔ لکھا اس لیے دیا گیا ہے کہ ہم سب اپنا جائزہ لیں۔ کہ قرونِ اولیٰ کے واقعات ہم پہ کم ہی اثر کرتے ہیں کہ پرانے وقتوں کی باتیں ہیں۔ اور لکھنے کی دوسری وجہ یہ ہے کہ وقت کے دھارے میں یہ کہیں گم نہ ہوجائے۔ لہٰذا اسراف سے پرہیز کیجیے! اپنا پیٹ کاٹ کے مجاہدین کی مدد کیجیے! آج بھی مجاہدین پہ ایسا وقت گزر رہا ہے کہ افطار درختوں کے پتوں سے کرتے ہیں!

7 اکتوبر: صوبہ غزنی میں مجاہدین کے حملے میں ایک چوکی فتح جب کہ لڑائی میں 10 اہل کار ہلاک وزخمی ہوئے۔

قافلہ شہدا کا پیغام، اپنی محبوب امت کے نام

استاد اسامہ محمود حفظہ اللہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلاۃ والسلام علی امام المجاھدین محمد وآلہ وصحبہ اجمعین

میرے محبوب مسلمان بھائیو!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اللہ رب العزت کا فرمان ہے :

يُرِيْدُوْنَ لِيُطْفِــــُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ(الصف: ۸)

’’(یہ لوگ) چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور کو اپنے منہ سے (پھونک مار کر) بجھا دیں اور اللہ (فیصلہ کر چکا ہے کہ) اپنے نور کو (کامل طور پر) پھیلا کر رہے گا گو کافروں کو برا ہی (کیوں نہ) لگے‘‘۔

حق و باطل کے درمیان معرکے کے ہراول دستے کے ایک عظیم شہسوار، بطل امت اور القاعدہ جزیرۃ العرب کے امیر شیخ ابو بصیر رحمہ اللہ بھی یمن میں امریکی ڈرون حملے کے نتیجے میں شہید ہوئے، انا للہ وانا الیہ راجعون۔ شیخ کی شہادت سے کچھ ہی عرصہ پہلے یمن ہی کے ہمارے دیگر محبوب مشائخ، شیخ حارث النظاری، شیخ ابراہیم الربیش اور شیخ نصر آنسی بھی امریکی حملوں میں شہید ہو گئے ہیں، رحمہم اللہ رحمۃ واسعۃ۔ ان کی شہادت پر ہم اپنے مجاہد بھائیوں اور اپنی امت سے بروقت تعزیت نہیں کر سکے جس پر ہم معذرت خواہ ہیں۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ شاہد ہے کہ یمن کے اپنے ان قائدین سے ہماری انتہائی گہری دلی محبت ہے، وہ محبت جو زمان ومکاں اور موت وحیات کی قید سے آزاد ہے، اللہ کی خاطر یہ محبت ایک مومن کے لیے نہایت قیمتی اثاثوں میں سے ہوتی ہے۔ وہ اثاثہ جس کی برکت سے ایمان کی حلاوت اور اللہ کی دائمی محبت نصیب ہوتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

الْمُتَحَابُّونَ فِي اللّٰهِ فِي ظِلِّ عَرْشِهِ يَوْمَ لاَ ظِلَّ إِلاَّ ظِلُّهُ

’’اللہ کے لیے باہم محبت کرنے والے اس کے عرش کے سائے تلے ہوں گے جس دن کہ اللہ کے سائے کے علاوہ کوئی اور سایہ نہیں ہوگا‘‘۔

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

الْمَرْءُ مَعَ مَنْ أَحَبَّ

’’انسان جس سے محبت کرتا ہے قیامت کے دن اسی کے ساتھ ہوگا‘‘۔

اللہ تعالیٰ ہمیں ان احادیث کا مصداق بنائے، ہمیں ان قائدین وشہدا سے نسبت کا حق ادا کرنے والا بنائے اور ہمیں اپنے ان محبوب قائدین کے ساتھ اپنے عرش کے سائے تلے انبیا، صدیقین، شہدا اور صالحین کی معیت میں ملوا دے، آمین!

میرے مسلمان بھائیو!

یہ ایک حقیقت ہے کہ جہاد سے نسبت رکھنے والی ہر ہر جماعت کو فرعون وقت امریکہ اور اس کے حواری اپنا دشمن سمجھتے ہیں اور ان تمام جہادی جماعتوں سے نمٹنے کے لیے یہ شیاطین موقع ومحل کی مناسبت سے منصوبہ رکھتے ہیں۔ اس لیے کہ اللہ کے لیے اسلحہ اٹھانے والے ہر ہر مجاہد سے چھٹکارا پانے میں ہی یہ طواغیت اس ظالمانہ کفریہ نظام کی بقا دیکھتے ہیں......مجاہدین اور جہاد کو ختم کرنا ان کا خواب ہے! وہ خواب جو کبھی پورا نہیں ہوگا، ان شاء اللہ......! اس لیے کہ خیر وشر، فتح وشکست اور موت وزندگی ان کے ہاتھ میں نہیں، بلکہ ان کے رب، مالک السموات والارض کے اختیار میں ہے۔ اللہ رب العزت کا فرمان ہے:

قُل لَّن يُصِيبَنَا إِلاَّ مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَنَا هُوَ مَوْلاَنَا وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ(التوبہ: ۵۱)

’’(ان سے) کہو کہ ہمیں ہرگز نہیں پہنچتا مگر وہ کچھ جو کہ اللہ نے ہمارے لیے لکھ رکھا ہے، وہی ہمارا مولا ہے، اور اسی پر سب مومنین کو توکل کرنا چاہیے‘‘۔

اور اللہ تعالیٰ اعلان کرتا ہے:

إِنَّ اللَّهَ يُدَافِعُ عَنِ الَّذِينَ ءَامَنُوا

’’اللہ مومنوں کا دفاع کرتا ہے‘‘۔

ہمارے رب کا وعدہ ہے

إِنَّا لَنَنصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِينَ آمَنُوا فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ يَقُومُ الْأَشْهَادُ(الغافر: ۵۱)

’’بلاشبہ ہم ضرور مدد کرتے ہیں اپنے رسولوں کی اور ایمان والوں کی اس دنیا کی زندگی میں بھی اور اس دن بھی جب کہ گواہ کھڑے ہوں گے‘‘۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں یہ حقیقت سکھلائی ہے کہ

7 اکتوبر: صوبہ بلخ میں مجاہدین کے حملے میں پولیس چیف سمیت 4 اہلکار ہلاک ہو گئے۔

وَاعۡلَمۡ أَنَّ الۡأُمَّۃَ لَوۡ اجۡتَمَعَتۡ عَلَی أَنۡ یَنۡفَعُوکَ بِشَیۡءٍ لَمۡ یَنۡفَعُوکَ إِلَّا بِشَیۡءٍ قَدۡ کَتَبَہُ اللہُ لَکَ، وَإِنِ اجۡتَمَعُوا عَلَی أَنۡ یَضُرُّوکَ بِشَیۡءٍ لَمۡ یَضُرُّوکَ إِلَّا بِشَیۡءٍ قَدۡ کَتَبَہُ اللہُ عَلَیۡکَ

''جان لو کہ اگر امت اس بات پر متفق ہو جائے کہ تمہیں کسی چیز سے فائدہ پہنچائے تو فائدہ نہیں پہنچا سکتی مگر اس چیز سے جو اللہ نے تمہارے لیے لکھ دی ہے۔ اور اگر اس پر متفق ہو جائیں کہ تمہیں نقصان پہنچائیں کسی چیز سے، تو نہیں نقصان پہنچا سکتے مگر اس چیز سے جو اللہ نے تمہارے لیے لکھ دی ہے''

دوسری طرف یہ بھی حقیقت ہے کہ شیاطین عصر اپنے سب دشمنوں کو بیک وقت بچھاڑ نہیں سکتے ہیں بلکہ الأ خطر فالأ خطر، اور، الأ ہم فالأ ہم کی بنیاد پر آگے بڑھنا ان کی مکار پالیسی کی پہچان ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دشمن کے تیروں کے رُخ سے' جہاں اس کی ترجیحات اور مکر وفریب سمجھ آتے ہیں' وہاں دشمن کی تباہی و بربادی...... جب کہ امت کی اپنی فتح ونصرت کے راستے کے تعیّن میں بھی واضح رہ نمائی ملتی ہے۔

پچھلی بیس سالہ تاریخ گواہ ہے کہ شیخ اسامہ رحمہ اللہ کے لشکر کی قیادت' امریکہ کے اول نشانے پر رہی۔ خراسان میں اس قافلے کا پیچھا کرنے کے لیے سالوں سے تاریخ کا عظیم ترین استخباراتی آپریشن جاری ہے اور اس کی قیادت ختم کرنے کے لیے' امریکہ نے ایڑی چوٹی کا زور لگا دیا ہے......یمن میں پچھلے چھ سال سے یہ جماعت' بدترین ڈرون بم باریوں کی زد میں ہے اور آج وہاں سعودی اور حوثی جنگ کا واویلا ہے، مگر اس کے بیچ خاموشی کے ساتھ' محض چند ماہ کے اندر' ایک نہیں، دو نہیں بلکہ اعلیٰ سطح کے چار سے زیادہ القاعدہ کے قائدین شہید کیے گئے......جن میں جماعت قاعدۃ الجہاد جزیرہ عرب کے امیر محترم شیخ ابوبصیر رحمہ اللہ بھی شامل ہیں، صومالیہ میں اس قافلے کے امیر سمیت بے شمار شخصیات ڈرون کا نشانہ بن چکے ہیں......پھر لیبیا اور مالی تک میں اس قافلے کی قیادت کا پیچھا کیا گیا۔ معاملہ علاقائی ضرورت کی خاطر ایک دو قائدین کو ہدف بنانے تک نہیں رہا، بلکہ جس جگہ اس قافلے کو زمین پر پاؤں جمانے اور عالمی جہاد کی فکری رہ نمائی سنبھالنے کا موقع ملا، وہاں فوراً امریکی اپنے حواریوں اور آلہ کاروں سمیت پوری قوت اور یکسوئی کے ساتھ حرکت میں آئے۔ بھرپور منصوبہ بندی کے ساتھ پوری کی پوری قیادت کو اس انداز سے ختم کرنے کی کوشش ہوئی کہ فکری رہ نمائی کا علم کسی کے پاس نہ رہے! شیخ حارث نظاری کو شہید کیا تو شیخ ابراہیم کے ہاتھ میں جھنڈا نہ رہے، شیخ ابراہیم نے قربانی دی تو شیخ نصر آنسی کی طرف لوگوں کی نظریں نہ رہیں، اور آنسی شیخ نے بھی شہادت پائی تو شیخ ابوبصیر کی امید بھی کسی کو نہ رہے!!! یہی کوشش خراسان میں ہوئی، ایک کے بعد دوسرا، دوسرے کے بعد تیسرا' تیسرے کے بعد چوتھا، اور سلسلہ جاری رہا......قافلہ ختم کرنے کا منصوبہ نیچے سے اوپر کی طرف نہیں، بلکہ اوپر سے نیچے کی طرف رہا! شاخوں اور پتوں کو ختم کرنا صرف ہدف نہیں رہا بلکہ تنا اور جڑ تک کو اکھاڑنے کی بھرپور کوشش رہی! پھر جن جن کو یہ مار نہیں سکے اور اللہ نے جن جن کی مزید زندگی لکھی ہوئی ہے، ان کی آواز دبانے اور امت سے ان کا رابطہ کاٹنے کی پرزور سعی اور اس کے لیے مکر وفریب اور ٹیکنالوجی کے سارے ذرائع کا استعمال کیا جا رہا ہے......!

یہ سب واضح کرتے ہیں کہ ان قائدین کے پیغام سے طواغیتِ عصر خائف ہیں، ان کا راستہ شیاطین عصر اپنے ظالمانہ عالمی نظام کے لیے موت جب کہ امت مسلمہ کے لیے حیات سمجھتے ہیں! ان کی اولین کوشش ہے کہ ان قائدین کا پیغام دب جائے، ختم ہو جائے! اور امت جہاد کو فتح ونصرت کے راستے سے دور کر دیں! یہ پیغام کیا ہے اور اس قافلہ شہدا کا یہ راستہ کن اوصاف سے عبارت ہے؟

میری محبوب امت! اس راستے کی چند اہم اور منفرد خصوصیات تذکیراً آپ کے سامنے رکھ دیتا ہوں:

۱۔ یہ قائدین امریکہ کو امت کا اولین دشمن سمجھتے ہیں، اس کے عالمی مفادات ہی کو اپنے نشانے پر رکھنا اپنی اولین ترجیح سمجھتے ہیں اور امت کی تمام دینی اور جہادی قوتوں کا رُخ امریکہ اور اس کے عالمی نظام کفر کے خلاف رکھنے کی عملاً سعی کرتے ہیں، اس لیے کہ:

امریکہ ہی عالمی نظام کفر کا سرغنہ ہے،

امریکہ آزادی فلسطین کے راستے میں حائل ہے،

اور جہادی تحریکوں کے مقابل ہے میں امریکی ہی پوری دنیا کے طواغیت کا سرپرست اور پشتی بان ہے۔

۲۔ اہل قبلہ کی تکفیر، تضلیل اور تفسیق کے معاملے میں یہ قائدین نہایت احتیاط سے کام لیتے ہیں اور اس معاملے میں کبار علمائے حق اور اسلام کے طریقے کو دانتوں سے پکڑتے ہیں۔

۳۔ ''اشداء علی الکفار رحماء بینھم'' کے الٰہی حکم پر عمل کی کوشش کرتے ہوئے کفار اور ان کے آلہ کاروں سے سخت دشمنی رکھتے ہیں، ان کے خلاف لڑتے ہیں اور دوسرے مسلمانوں کو بھی ان کی دشمنی پر ابھارتے ہیں مگر ساتھ ہی دوسری طرف...... جماعتی و مسلکی وابستگیوں سے بالاتر سب مسلمانوں کے لیے نرمی کی تلقین کرتے ہیں اور ان کے سامنے عاجزی کے پر پھیلانے میں ہی اپنی نجات دیکھتے ہیں......یہی وجہ ہے کہ مسلمانوں کا خون، ان کی عزت اور ان کے گناہ گاروں تک کے اموال اپنے لیے حرام سمجھتے ہیں، عملاً اس سے بچنے کی بھرپور سعی کرتے ہیں اور کسی بھی خودساختی باطل تاویلوں کا سہارا لے کر مسلمانوں کی عزت، جان اور مال پر ہاتھ نہیں ڈالتے ہیں...... بلکہ اس کے برعکس گروہی وابستگیوں سے ہٹ کر تمام مسلمانوں کو دفاع اپنا فرض خیال کرتے ہیں۔

۴۔ اپنی جماعت کو امت نہیں بلکہ امت کا ایک جزو سمجھتے ہیں، اسی طرح حق کو

8 اکتوبر: صوبہ لغمان مجاہدین کے حملے میں 3 چوکیاں فتح جب کہ 10 اہل کار ہلاک ہوگئے۔

اپنے گروہ اور اپنی جماعت میں ہی مقید نہیں کرتے بلکہ اپنی جماعت کو اہل حق میں شامل رکھنے کی کوشش اور خواہش رکھتے ہیں۔تنظیمی اور جماعتی زہر آلود تعصب کا شکار ہو کر جماعت کی پوجا نہیں کرتے ،کہ جماعت کے لیے محبت رکھیں ، جماعت کے لیے بغض رکھیں ، جماعت کی خاطر لڑیں ،خون بہائیں اور اسی سے وابستگی کی شرط پر جُڑیں اور دوسروں کو جوڑیں......اس کے برعکس شام ویمن ہو یا افغانستان و پاکستان بلکہ پوری دنیا' تمام دوسری دینی اور جہادی جماعتوں سے بھی تعاون علی الخیر کی بنیاد پر تعامل و تعلّق اپنی سعادت سمجھتے ہیں۔

۵۔ اپنے آپ کو مسلمانوں کے اوپر بطور حکومت مسلط کرنے کا نظریہ نہیں رکھتے بلکہ امت کے جملہ وسائل مسلمانوں کے ہی باہمی مشاورت سے طے کرنے کو ضروری خیال کرتے ہیں۔

٦۔ جہاں اللہ تعالیٰ کی حاکمیت قائم کرنا اور ظلم مٹانا اپنے جہاد کا مقصد بتاتے ہیں وہاں خود اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کے سامنے جھکنے ،اس کی شریعت اپنے اوپر نافذ کرنے اور ظلم سے بچنے کی سعی کرتے ہیں۔

۷۔ امت کے علما کی توقیر و احترام اپنے دین کا جز و سمجھتے ہیں اور ان کی نقد و اصلاح قبول کرتے ہوئے ان کی اتباع کرتے ہیں۔

۸۔ دعوت کو قتال کے لیے اور قتال کو دعوت کے لیے ضروری اور باہمی تقویت کا سبب گردانتے ہیں......اپنے جہاد کو جہاں کفار کا زور توڑنے کا ذریعہ سمجھتے ہیں وہاں اسے مسلمانوں کو دین کی طرف بلانے اور انسانوں کو اس کے رب کے ساتھ جوڑنے کا وسیلہ بھی خیال کرتے ہیں۔اس کے لیے مصالح و مفاسد کا خیال رکھتے ہوئے ایسی کارروائیوں سے بھی اجتناب کرتے ہیں جو مسلمانوں کو مجاہدین سے متنفر کرنے کا سبب بنیں اور جو عام مسلمانوں کی سمجھ سے بالاتر ہوں۔

۹۔ ایسے محاذ کھولنے سے حسب استطاعت اجتناب کرتے ہیں جن میں الجھ کر امریکہ ،اس کے حواریوں اور عالمی کفریہ نظام سے ترکیز ہٹنے کا خدشہ ہو، کیونکہ یہی ان طواغیت کی خواہش اور کوشش ہے کہ جانبی لڑائیوں میں مجاہدین پھنس جائیں اور اُنہیں ڈھیل مل جائے۔اس لیے یہ قائدین روافض کو بلاشبہ دین دشمن سمجھتے ہیں اور جس جگہ پر وہ اہل سنت کے خلاف برسر ظلم ہوں تو اہل سنت کی مدد کے لیے میدان میں اترنا ہی اپنی ذمہ داریوں میں شمار کرتے ہیں لیکن اپنا اولین ہدف امریکہ اور ہر ملک میں اس کی سرپرستی میں قائم نظام کفر ہی کو سمجھتے ہیں ، کہ یہی نظام کفر دین وملت کے دیگر دشمنوں کو زندگی ،قوت اور تحفظ دینے والا ہے۔

یہ ان قائدین اور شہدا کا راستہ ہے،اللہ ہمیں اس راستے پر سفر کی توفیق دے۔یہ وہ منہج ہے جو کفر کی آنکھوں میں کھٹکتا ہے اور جس کو ختم کرنے کے لیے دشمن نے مکروفریب کے جال بچھا رکھے ہیں!یہی شہید امت ، شیخ اسامہ رحمہ اللہ اور ان کے جانشین ،حکیم الامت شیخ ایمن الظواہری رحمہ اللہ کا وہ راستہ ہے کہ جس پر چلنے والوں پر فرعون وقت آگ و بارود کی بارش برسا کر ختم کرنے کا خواب دیکھتا ہے!!!

الحمدللہ شہدا کے اس قافلے نے اپنا کام کر دکھایا ،یمن سے خراسان بلکہ پوری دنیا میں پھیلے ان سرفروشوں نیا پنی امت پر واضح کر دیا ہے کہ حق کا راستہ ،امت کو فتح دلانے کا راستہ ،ارض قدس کی آزادی کا راستہ ،طواغیت کی لعنت سے خلاصی کا راستہ اور منہج نبوی پر قائم مبارک خلافت کا راستہ یہی افراط وتفریط کی گمراہیوں سے پاک ،شریعت کا پابند' جہاد کا راستہ ہے!!!

افراط وتفریط کی گمراہیوں سے پاک ،شریعت کے پابند ، جہاد کے راستے پر آج جو مجاہد جس جماعت کا بھی ڈٹا ہوا ہے ، وہ ہمارے محبُوب بھائیوں سے کم نہیں اور ان کی جماعت ہمیں اپنی جماعت سے کم عزیز نہیں!

خراسان سے شام بلکہ پوری دنیا میں موجود ہر اس مجاہد سے ہماری خیر خواہانہ درخواست ہے جو اللہ کی جواب دہی کا خوف رکھتا ہے اور کلمۃ اللہ کی نصرت کے فرض نے اسے گھر سے نکلنے اور اسلحہ اٹھانے پر مجبُور کیا ہے کہ ہم ایک امت ہیں ، ہمارا رب ایک ہے ، دشمن ایک ہے ، ہدف ایک ہے ، مصالح اور مفاسد ایک ہیں!پس آیئے ، شریعت کے پابند جہاد کے اس راستے پر ایک دوسرے کے معاون بن جائیں۔

> یہ امت ، فاتح امت ہے ، خلافت کا خواب ، صبح صادق کا خواب ، ضرور تعبیر ہو گا!!! وہ خلافت جس کی بنیاد ہوائے نفس نہیں ہو گی بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا منہج جس کی اساس ہو گی......وہ خلافت جو اہل ایمان میں افتراق و اختلاف کو جنم نہیں دے گی بلکہ امت کا اتحاد و اتفاق جس کی علامت ہو گی......وہ خلافت جو جہل ، جبر ، کبر اور تعصب پر قائم نہیں ہو گی بلکہ اہل خیر کی شوریٰ جس کی صفت ہو گی......

آیئے!فتح ونصرت کے ان شرعی اصولوں کو سب مل کر ہم دانتوں سے پکڑیں ،افراط وتفریط کی گمراہی سے بچتے ہوئے ،کفار کے لیے اشــداء بن جائیں ، ہر اس شخص کے لیے رحیم اور کریم ہم ثابت ہوں جو اللہ پر ایمان رکھتا ہو اور ایسے شعارات اور نعروں کو ولاء و براء کی بنیاد ہم نہ بنائیں جن پر اللہ کی طرف سے کوئی برہان نہ ہو۔آیئے!تعصب کے اندھے بہرے فتنے سے ہم ایک دوسرے کو بچائیں اور علمائے حق کی ندا اور نصائح پر عمل کرنے والے بن جائیں۔عصبیت ملک وقوم اور قبیلے کے لیے ہو یا جماعت اور تنظیم کے لیے' مجاہد کی ساری قربانیاں تباہ کر کے رکھ دیتی ہے اور امت کو مزید مصائب اور مشاکل کی طرف دھکیلتی ہے!۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان مبارک ہے:

مَنْ قُتِلَ تَحتَ رَایَۃٍ عِمِّیَّۃٍ......جو کسی اندھے جھنڈے تلے مارا گیا،

8 اکتوبر:صوبہ ہلمند فوجی کاروان پر حملے میں 10 اہل کار ہلاک ہو گئے۔

يَدْعُو عَصَبِيَّةً......عصبیت کی طرف بلاتا ہوا،
أَوْ يَنْصُرُ عَصَبِيَّةً......یا عصبیت کی مدد کرتے ہوئے،
فَقِتْلَةٌ جَاهِلِيَّةٌ......تو اس کی موت جاہلیّت کی موت ہے (صحیح مسلم)۔

پس آیئے! ہم حقوق اللہ کے ساتھ ساتھ حقوق العباد ادا کرنے والے بن جائیں اور تنظیمی وابستگیوں سے بالاتر تمام مسلمانوں کی جان، مال اور عزتوں کی حفاظت کرنے والے ہم ثابت ہوں۔ یہی ان شہدا کا پیغام ہے! یہی شہدا کے اس قافلے کی اپنے مجاہد امت کو دردمندانہ درخواست ہے!

امریکہ اور اس کے حواری بھول جائیں کہ خراسان سے یمن وصومال تک بلکہ پوری دنیا میں پھیلی ان عظیم شخصیات کی یہ عظیم قربانیاں یوں ہواؤں میں تحلیل ہو جائیں گی! ان کا عظیم پیغام میزائلوں کے بارش تلے دب جائے گا، دجالی میڈیا کے پرفریب لہروں کے سپرد ہو کر رہ جائے گا اور مکروفریب کے جالوں میں پھنس کر مجاہدین امت فتح ونصرت کے اس راستے سے اُتر جائیں گے اور ناکامی ونامرادی کے بھول بھلیوں میں بھٹکنا ان کا انجام بن جائے گا......نہیں!!! ایسا کبھی نہیں ہوگا ان شاء اللہ!

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ میری امت گمراہی پر کبھی اکھٹی نہیں ہوگی۔

إن اللّٰه لا يجمع أمتي على ضلالة

امت کے مصائب پر دکھی مسلمانوں کو یقین رکھنا چاہیے کہ دشمن اپنے دجالی میڈیا سے جتنا بھی حق وباطل کو گڈ مڈ کر کے دکھائے اور اپنی قوت وسطوت سے جتنا بھی اللہ کے بندوں پر آگ وبارود کی بارشیں برسائے؛ حق کا قافلہ مسلمانوں کے لیے رحمت اور کفار کے لیے عبرت بنا رہے گا اور قافلہ جہاد ہر دور اور ہر حال میں بہرصورت سفر جاری رکھے گا!!! آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان مبارک ہے:

لاَ تَزَالُ عِصَابَةٌ مِنْ أُمَّتِي يُقَاتِلُونَ عَلَى أَمْرِ اللَّهِ قَاهِرِينَ لِعَدُوِّهِمْ لاَ يَضُرُّهُمْ مَنْ خَالَفَهُمْ حَتَّى تَأْتِيَهُمُ السَّاعَةُ وَهُمْ عَلَى ذَلِكَ

''میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ اللہ کے امر سے قتال کرتا رہے گا، دشمنوں پر غالب ہوں گے، جو اس کی مخالفت کریں گے انہیں کوئی ضرر نہیں پہنچا سکیں گے یہاں تک کہ قیامت قائم ہو جائے اور وہ اسی راستے پر گامزن ہوں گے''۔

اللہ رب العزت کا فرمان ہے:

وَقَدْ مَكَرُوا مَكْرَهُمْ وَعِنْدَ اللَّهِ مَكْرُهُمْ وَإِنْ كَانَ مَكْرُهُمْ لِتَزُولَ مِنْهُ الْجِبَالُ (ابراھیم: ۴۶)

''انہوں نے اپنی ساری ہی چالیں چلا دیکھیں، مگر ان کی ہر چال کا توڑ اللہ کے پاس تھا اگرچہ ان کی چالیں ایسی غضب کی تھیں کہ پہاڑ ان سے ٹل جائیں''۔

امت کی گردنوں پر مسلط ان طواغیت کی یہ خام خیالی ہوگی کہ یہ یوں اللہ کی بغاوت پر ڈٹے رہیں، اللہ کے راستے میں رکاوٹ بنے رہیں، ظلم وجبر کا بازار گرم رکھیں، جب کہ انہیں ڈبو چنے والے اللہ کے شیروں سے زمین خالی ہو جائے! نہیں ایسا کبھی نہیں ہوگا!

وَلاَ يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ كَفَرُواْ سَبَقُواْ إِنَّهُمْ لاَ يُعْجِزُونَ (الانفال: ۵۹)

''اور کافر لوگ کبھی یہ خیال نہ کریں کہ وہ ہماری گرفت وپکڑ سے نکل گئے یقیناً وہ (کسی طور پر ہمیں) عاجز نہیں کر سکتے''۔

ہمیں یہ یقین اپنے دل وذہن میں راسخ کرنا ہے کہ اس دین نے غالب ہونا ہے اور وہ دن دور نہیں جب اللہ کے دین پر عمل کرنے والا ہی معزز ومکرم جب کہ دین سے دشمنی رکھنے والا ذلیل وخوار ہوگا۔ اور یہود کی اس اولاد کو کہیں کوئی جائے پناہ نہیں ملے گی۔

شہید سید قطب رحمۃ اللہ علیہ

يُرِيدُونَ لِيُطْفِئُوا نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَاللَّهُ مُتِمُّ نُورِهِ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ

کی تشریح میں فرماتے ہیں:

ولقد كانت تلك الآيات حافزاً للمؤمنين المخاطبين بها على حمل الأمانة التي اختارهم اللّٰه لها بعد أن لم يرعها اليهود والنصارى. وكانت تطميناً لقلوبهم وهم ينفذون قدر اللّٰه في إظهار دينه الذي أراده ليظهر، وإن هم إلا أداة. وما تزال حافزاً ومطمئناً لقلوب المؤمنين الواثقين بوعد ربهم، وستظل تبعث في الأجيال القادمة مثل هذه المشاعر حتى يتحقق وعد اللّٰه مرة أخرى في واقع الحياة

''یہ آیات مومنین کو ابھارتی رہتی ہیں کہ وہ اس امانت کو اٹھائیں جسے کندھا دینے کے لیے اللہ نے انہیں چنا تھا، اس کے بعد کہ یہود ونصاریٰ نے اس کا حق ادا نہیں کیا۔ یہ آیات ان کی دلی تسکین کا باعث رہیں کہ وہ اللہ کا دین غالب کرنے کے معاملے میں اللہ کی اُس قدر کو نافذ کر رہے ہیں جس کا ارادہ اللہ نے پہلے سے ہی کیا ہوا ہے کہ یہ دین غالب ہو کر رہے گا، اور دین کے غلبے کی اس مہم میں ان کی حیثیت محض ایک آلہ کی سی ہے۔ یہ آیات ان مسلمانوں کے دلوں کے لیے باعث تسکین رہیں، انہیں جذبہ

8 اکتوبر: صوبہ قندوز میں مجاہدین اور کٹھ پتلی فوج میں شدید جھڑپوں میں چھ ٹینک تباہ جب کہ 45 اہل کار ہلاک وزخمی ہوگئے۔

دلاتی رہیں جو اپنے رب کے وعدوں پر یقین رکھتے ہیں، آنے والی نسلوں میں بھی یہ آیات اسی طرح کے جذبات ابھارتی رہے گی یہاں تک کہ اللہ کا وعدہ اللہ کے اذن سے ایک بار پھر ارض واقع پر پورا نظر آئے''۔

تو میرے محبوب مجاہد بھائیو! وقت کی گرم ہوائیں رفتار میں کمی کا باعث نہ بنیں! باطل کی چمک دمک ہمیں حق راستے کی صداقت پر شک میں مبتلا نہ کردے اور راستے کی طوالت کے سبب ہم ناامیدی کا شکار نہ ہوجائیں! یہ دین حق ہے، اس کے غلبے کا وعدہ سچ ہے اور مجاہدین؛ تو وہ تو آلہ ہیں اُس فیصلے کی تنفیذ کا جو آج سے بہت پہلے ہمارے رب نے کر دیا ہے!!! اللہ ہمیں بس حق کی خاطر لڑنے والے مجاہدین اور اپنے ان لشکروں میں شامل فرمائے!

مسند احمد کی حدیث ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

بَشِّرْ هَذِهِ الْأُمَّةَ......اس امت کو خوش خبری دو!

بِالسَّنَاءِ ......عظمت کی،

وَالرِّفْعَةِ......رفعت کی،

وَالنَّصْرِ......فتح کی،

وَالتَّمْكِينِ فِي الْأَرْضِ......زمین میں تمکین کی!

فَمَنْ عَمِلَ مِنْهُمْ عَمَلَ الآخِرَةِ لِلدُّنْيَا......پس جس نے ان میں سے آخرت کا عمل دنیا کے لیے کیا

لَمْ يَكُنْ لَهُ فِي الآخِرَةِ نَصِيبٌ......اس کا آخرت میں کوئی حصّہ نہ ہوگا۔ (مسند احمد)

پس میری محبوب امت کے محبوب مسلمان بھائیو!

یہ امت، فاتح امت ہے، خلافت کا خواب، صبح صادق کا خواب، ضرور تعبیر ہوگا!!! وہ خلافت جس کی بنیاد ہوائے نفس نہیں ہوگی بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا منہج جس کی اساس ہوگی......وہ خلافت جو اہل ایمان میں افتراق واختلاف کو جنم نہیں دے گی بلکہ امت کا اتحاد واتفاق جس کی علامت ہوگی......وہ خلافت جو جہل، جبر، کبر اور تعصب پر قائم نہیں ہوگی بلکہ اہل خیر کی شوریٰ جس کی صفت ہوگی......جی ہاں! وہ خلافت جو مسلمانوں کے حقوق کی پامالی سے تعبیر نہیں ہوگی بلکہ حقوق کی ادائیگی جس کی پہچان ہو گی...... یہ خلافت ضرور بضرور قائم ہوگی، ان شاء اللہ!!! ہمیں ایک لمحے کے لیے بھی شک نہیں کرنا چاہیے کہ راہِ حق پر رواں یہ قافلہ کامیاب وکامراں ہے! فتح ونصرت اس کی منزل ہے! مگر سوال یہ ہے کہ کامیاب قافلے کا ہر مسافر اور ہر مجاہد بھی کیا کامیاب ہے؟ نہیں، ایسا نہیں!!!

فَمَنْ عَمِلَ مِنْهُمْ عَمَلَ الآخِرَةِ لِلدُّنْيَا لَمْ يَكُنْ لَهُ فِي الآخِرَةِ نَصِيبٌ

اسی کی ہمیں فکر کرنی چاہیے، اصل فکر اپنے قلب وعمل اور انجام کی کرنی چاہیے کہ عظیم شہدا کے اس عظیم قافلے سے محض نسبت کوئی فخر اور امتیاز کی بات نہیں ہے، بلکہ یہ ایک امانت ہے، مسئولیت ہے، کندھوں پر ایک ثقیل بوجھ ہے، ایسا بوجھ جس کے اٹھانے کی توفیق ہم اپنے رب سے مانگتے ہیں۔

آخر میں یمن کے مجاہد بھائیوں، ان کے نئے امیر شیخ ابو ہریرہ قاسم الریمی حفظہ اللہ سمیت پوری دنیا کے مجاہدین اور اپنے محبوب شیخ، شیخ ایمن الظواہری حفظہ اللہ سے اپنے ان شہدا کی تعزیت کرتے ہیں، یہ عظیم شخصیات کامیاب اور کامران ہوگئیں، ان شاء اللہ۔ ان تابناک ستاروں میں سے ہر ایک علم وحکمت اور سیرت وکردار کی ایک شاندار مثال تھے، ہر ایک اندھیروں میں روشنی کے مینار ثابت ہوئے جو ہمیشہ حق راستے کو باطل، سیدھے کو ٹیڑھے، اور مطلوب شرعی منہج کو افراط وتفریط سے علیحدہ دکھائیں گے، ان شاء اللہ۔ پس ہم اگر اللہ کا تقویٰ اختیار کریں اور راہ حق پر ثابت قدم رہیں تو دشمن کے مکر وفریب ہمیں اللہ کے اذن سے کوئی نقصان پہنچا نہیں سکیں گے۔

وَإِنْ تَصْبِرُوا وَتَتَّقُوا لَا يَضُرُّكُمْ كَيْدُهُمْ شَيْئاً إِنَّ اللَّهَ بِمَا يَعْمَلُونَ مُحِيطٌ (آل عمران: ۱۲۰)

''اور اگر تم صبر سے کام لو اور تقویٰ اختیار کرو تو ان کے مکروفریب تمہیں کوئی ضرر نہیں پہنچا سکیں گے، بیشک اللہ احاطہ کرنے والا ہے جو کچھ یہ کرتے ہیں''۔

جہاد آزمائش کا راستہ ہے، ساتھیوں کی جدائی اور قائدین کی شہادت کی صورت میں باقی رہنے والوں کے اخلاص کو آزمایا جاتا ہے۔ اور ہم اللہ سے اسی اخلاص و ثبات کے لیے دعا گو ہیں۔ اللہ رب العزت کا فرمان ہے:

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ اَفَاۡئِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْــــًٔا وَسَيَجْزِي اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ۔ وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تَمُوْتَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ كِتٰبًا مُّؤَجَّلًا وَمَنْ يُّرِدْ ثَوَابَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا وَمَنْ يُّرِدْ ثَوَابَ الْاٰخِرَةِ نُؤْتِهٖ مِنْهَا وَ سَنَجْزِي الشّٰكِرِيْنَ۔ وَكَاَيِّنْ مِّنْ نَّبِيٍّ قٰتَلَ مَعَه رِبِّيُّوْنَ كَثِيْرٌ فَمَا وَهَنُوْا لِمَآ اَصَابَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَمَا ضَعُفُوْا وَمَا اسْتَكَانُوْا وَاللّٰهُ يُحِبُّ الصّٰبِرِيْنَ۔ وَمَا كَانَ قَوْلَهُمْ اِلَّآ اَنْ قَالُوْا رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَ اِسْرَافَنَا فِيْٓ اَمْرِنَا وَثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ (آل عمران ۱۴۴۔۱۴۷)

''اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے سوا کیا ہیں کہ ایک رسول ہیں اور ان سے

9 اکتوبر: صوبہ قندوز مجاہدین کے حملے میں ہیلی کاپٹر تباہ جب کہ اس میں سوار عملے کے تمام افراد ہلاک ہوگئے۔

پہلے بھی رسول گزر چکے ہیں، پھر اگر وہ وفات پا جائیں یا قتل ہو جائیں تو کیا تم الٹے پاؤں (راہ حق سے) پھر جاؤ گے؟ اور (یاد رکھو) جو الٹا پھرے گا وہ اللہ کا کچھ بھی نقصان نہ کرے گا۔ البتہ جو لوگ اللہ کے شکر گزار ہیں تو وہ ضرور ان کو (اس کا) اجر دے گا۔ اور (یاد رکھو،) اللہ کے اِذن کے بغیر کوئی جان مر نہیں سکتی۔ (ہر ایک کی موت کا) وقت مقرر لکھا ہوا ہے اور جو شخص دنیا میں (اپنے کیے کا) بدلہ چاہتا ہے ہم اس کو دنیا ہی میں دیں گے اور جو آخرت میں بدلہ چاہتا ہے تو اسے آخرت میں دیں گے اور ہم شکر کرنے والوں کو ضرور اجر دیں گے۔ اور (دیکھو) کتنے ہی پیغمبر ہو گزرے ہیں جن کے ساتھ ہو کر بہت سے اللہ والوں نے (راہ حق میں) جنگ کی، تو جو مصیبت ان کو اللہ کی راہ میں پہنچی اس کی وجہ سے نہ تو انہوں نے ہمت ہاری نہ کمزوری دکھائی اور نہ (باطل کے آگے) سرنگوں ہوئے اور اللہ (مصیبت میں) صبر کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔ اور ان کی دعا تو بس یہ تھی کہ اے ہمارے رب، ہمارے گناہ بخش دے اور ہمارے کاموں میں (جو) زیادتیاں ہم سے ہو گئی ہیں ان سے درگزر فرما اور ہم کو ثابت قدم رکھ اور کافروں کے مقابلے میں ہماری مدد فرما''۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن کی طرف سے امت کے لیے خیر اور نصرت کے واضح اشارے دیے ہیں:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْرُجُ مِنْ عَدَنِ أَبْيَنَ اثْنَا عَشَرَ أَلْفًا يَنْصُرُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ هُمْ خَيْرُ مَنْ بَيْنِي وَبَيْنَهُمْ (مسند احمد)

''عدن ابین سے بارہ ہزار آدمی اللہ اور اس کے رسول کی مدد کے لیے نکلیں گے۔ یہ لوگ میرے اور ان کے درمیان تمام لوگوں سے بہتر ہوں گے''۔

پس آگے بڑھیے اور اپنے پیش رووں کے جھنڈے کو مزید مضبوطی کے ساتھ تھامیے......إِنْ تَنْصُرُوا اللَّهَ يَنْصُرْكُمْ......اللہ آپ کی نصرت فرمائے گا۔ اور ہمیں یاد رکھنا چاہیے وَمَا النَّصْرُ إِلا مِنْ عِنْدِ اللَّهِ......اور مدد صرف اور صرف اللہ کی طرف سے ہے۔ إِنْ يَنْصُرْكُمُ اللَّهُ فَلا غَالِبَ لَكُمْ......اگر اللہ تمہاری مدد کرے تو تم پر کوئی غالب نہیں آ سکے گا۔

آخر میں ہم ان تمام جماعتوں اور شخصیات کا شکریہ ادا کرتے ہیں جنہوں نے ہمارے یمن اور خراسان میں شہید ہونے والے قائدین پر تعزیت کی اور ان کی باتیں ہمارے لیے صبر و استقامت اور اطمینان قلب میں اضافے کا باعث بنیں۔

اللّٰهم أرنا الحق حقا وارزقنا اتباعه وأرنا الباطل باطلا وارزقنا اجتنابه.

ربنا أفرغ علينا صبرا وثبت أقدامنا وانصرنا على القوم الكافرين

وآخر دعوانا عن الحمد لله رب العالمين

السلام عليكم ورحمته الله وبركاته

☆☆☆☆☆

عالم اسلام کے مایہ ناز عالم دین شیخ القرآن والحدیث حضرت مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ رحمہ اللہ کی وفات کے بابت امارت اسلامیہ کا تعزیت نامہ

نہایت الم ناک اطلاع ملی کہ اسلامی علوم کے عظیم خدمت گار، شیخ القرآن والحدیث، ہزاروں طلبہ کرام کے استاد اور مجاہدین کے حامی حضرت مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ رحمہ اللہ اس فانی دنیا سے دار البقاء کی جانب رحلت فرما گئے۔ انا اللہ وانا الیہ راجعون

شیخ صاحب رحمہ اللہ کی رحلت بالعموم عالم اسلام اور بالخصوص علم، دعوت اور جہاد کی راہ میں عظیم اور نا قابل تلافی ضائع ہے۔

مرحوم شیخ صاحب رحمہ اللہ نے اپنی فیض بھری زندگی کے آخری لمحے تک نہ صرف یہ کہ قرآن کریم، احادیث نبوی کی تدریس مسند، منبر دعوت اور تائید جہاد اور اصلاح کو اپنی دینی فریضہ سمجھتا، بلکہ ان تمام امور میں عظیم خدمات سرانجام دی ہیں۔ نیز اللہ تعالی نے موصوف کو خطے کی سطح پر عظیم علمی مقام بھی عطا کیا تھا۔

مرحوم شیخ صاحب رحمہ اللہ افغانستان کے دونوں عظیم جہادوں کے محکم حامی تھے اور امارت اسلامیہ کے ابتدا سے افغان مجاہد عوام کے جہادی داعیہ کا بھرپور دفاع اور ان سے تعاون کیا تھا۔

امارت اسلامیہ افغانستان مرحوم کے فراق کے اس عظیم غم میں ان کے خاندان، عالم اسلام کے علمی مراکز، علمائے کرام، شیخ صاحب کے شاگردوں اور خاص کر عظیم علمی مرکز دار العلوم حقانیہ کے سربراہان، اساتذہ کرام، طلبہ اور افغانستان اور پاکستان کے تمام مسلمان اقوام کے ساتھ خود کو شریک سمجھتی ہے اور مذکورہ تمام جہتوں کو شیخ صاحب کی وفات کے بابت تسلی اور تعزیت کرتی ہے

اللہ تعالیٰ مرحوم شیخ صاحب رحمہ اللہ کے تمام خدمات کو اپنے دربار میں قبول فرمائیں اور انہیں جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام نصیب فرمائیں۔ آمین

امارت اسلامیہ افغانستان

۱۶ محرم الحرام ۱۴۳۷ھ بمطابق ۳۰ اکتوبر ۲۰۱۵ء

☆☆☆☆☆

19 اکتوبر: صوبہ لغمان میں فوجی بس پر مجاہدین کے حملے میں 5 اہل کار ہلاک ہو گئے۔

مغربی نظامِ تعلیم 'بگاڑ کی بنیاد ہے!

آدم یحییٰ غدن کی ریسرجنس سے گفتگو

جماعت القاعدۃ الجہاد برصغیر کے انگریزی ترجمان رسالے Resurgence کے شمارہ نمبر ۲ را یک ایسے جہادی قائد کے تفصیلی انٹرویو پر مشتمل ہے، جنہوں نے کفر کے اندھیروں میں آنکھیں کھولیں لیکن فطرتِ سلیم اور قلبِ منیب کے حامل اس بندۂ خدا نے اوائل عمری میں ہی حق کی تلاش کا سفر شروع کر دیا......ایک ایسے معاشرے میں جہاں کفر و طاغوت کی سیاہیاں چہار سُو پھیلی ہوئی تھیں، معصیت و فجور کی منہ زور آندھیوں نے پوری فضا کو مسموم کر رکھا تھا......ایسے ماحول میں ایک پاکیزہ فطرت نفس اٹھتا ہے اور اپنے خالق و مالک کی تلاش کا عزم لے کر نکلتا ہے......پھر اُس کا کریم رب بھی اُسے بھٹکنے کے لیے نہیں چھوڑتا بلکہ ایسی دست گیری فرماتا ہے کہ ہدایت وسعادت کا ہر دروازہ اس کے لیے کھلتا چلا جاتا ہے......ہجرت کی راہوں کا انتخاب ہوتا ہے تو پر کٹھن اور پر صعوبت راستے' پر عزم اور ایمان و عمل کے جذبے سے پر جوش' آدمؒ کے لیے اللہ تعالیٰ کی رحمت سے آسان ہوتے چلے جاتے ہیں! ایمان، ہجرت، رباط، جہاد، قتال فی سبیل اللہ اور دعوت الی اللہ کے راستوں کا یہ مسافر بالآخر اپنی منزل مراد پا گیا اور دنیوی و اخروی فلاح و کامیابیوں کے تمام خزانے اپنے دامن میں سمیٹتا ہوا' مہربان اور قدر دان رب کے دربار میں حاضر ہو گیا......

Resurgence کے اس شمارے کا ترجمہ ماہ نامہ نوائے افغان جہاد میں سلسلہ وار شائع ہو گا، ان شاء اللہ [ادارہ]۔

ریسرجنس: سب سے پہلے تو ہم آپ کے خاندان کا پس منظر اور آپ کی زندگی کے پہلے سالوں سے متعلّق جاننا چاہیں گے۔

شیخ آدمؒ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں اور درود و سلام ہو اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آل پر اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب پر۔ شروع کرنے سے پہلے میں آپ کو القاعدہ برصغیر کے قیام پر اور ریسرجنس رسالے کے قیام پر مبارک باد پیش کرتا ہوں، اللہ تعالیٰ آپ کی کاوشوں میں برکت ڈالے اور القاعدہ برصغیر اور ریسرجنس رسالے کو خلافت کے قیام اور مسلمانوں کو طاقت ور بنانے میں اہم کردار نبھانے کی توفیق دیں۔ اور میں آپ کا بھی شکریہ ادا کرنا چاہوں گا کہ ریسرجنس کے پہلے انٹرویو کے لیے آپ نے میرا انتخاب کیا۔

اب اپنے خاندان سے متعلّق عرض کرتا ہوں...... میں بھی اکثر امریکیوں کی طرح میں کثیر النسل سلسلہ سے تعلّق رکھتا ہوں۔ میرے دادا کے والدین اشکنازی یہودی تھے جنہوں نے لیٹونیا (پولینڈ) سے بروکلین (نیو یورک) ہجرت کی۔ میری دادی مغربی ورجینیا کی پروٹسٹنٹ عیسائی تھی جن کا خاندان امریکہ میں انقلابی دور سے رہ رہا ہے اور کئی مشہور امریکی خاندانوں کی طرح ہماری پشت چارلی میگن اور ولیم فاتح سے ملتی ہیں۔

میرے والدہ' اگر مجھے صحیح یاد ہے تو وہ خاندانی طور پر جرمنی کے عیسائی کیتھولک مذہب سے وابستہ تھیں اور پینسلوینیا اور نیو جرسی وغیرہ کے علاقوں میں اُن کا خاندان مقیم تھا۔ میرے دادا دادی' میرے والد کی پیدائش سے پہلے مشرقی کوسٹ سے کیلیفورنیا چلے گئے۔ وہیں میرے والد کی پرورش ہوئی اور میری والدہ سے اُن کی ملاقات بھی وہیں ہوئی' میری والدہ اُس وقت اپنے رشتہ داروں کے ہمراہ وہاں مقیم تھیں...... میرے والد اور والدہ نے ملاقات کے دو ہفتے بعد' اگر مجھے صحیح سے یاد ہے تو' شادی کر لی......شادی کے کچھ ہی عرصہ بعد وہ ہمسائیہ ریاست اوریگون کو چلے گئے اور وہیں پر یکم ستمبر ۱۹۷۸ء کو میری پیدائش ہوئی۔ میری پیدائش کے کچھ وقت بعد ہی حکومت نے میرے والد کو وہ جگہ چھوڑنے پر مجبور کیا جو اُنہوں نے ایک قدرتی پارک بنانے کے لیے خریدی تھی۔ پھر ہم واپس جنوبی کیلی فورنیا آ گئے جہاں پر میرے والد نے ساٹھ ایکڑ قطعہ اراضی خریدا، یہ قطعہ غیر آباد اور ویران زمین پر مشتمل تھا اور شہر کے مضافات سے بھی بہت فاصلے پر واقع تھا، یہاں ترقیاتی کام بھی نہ ہونے کے برابر تھا...... میرے خیال میں اُس وقت ہمارا خاندان یہاں بسنے والا دوسرا یا تیسرا گھر تھا...... یہ وہ دیہی علاقہ ہے جہاں میری پرورش ہوئی، اپنے والدین کے چار بچوں میں سب سے بڑا میں تھا، پھر میری دو بہنیں اور ایک بھائی جو ہم چاروں میں سب سے چھوٹا ہے۔

ریسرجنس: آپ اپنی زندگی کے شروعات کے دن کیسے بیان کریں گے؟

شیخ آدمؒ: جی! میں کہوں گا کہ وہ دن اور ماحول کبھی کبھار تو دلکش محسوس ہوتا لیکن اکثر اوقات انتہائی بے زار اور بوریت بھرا تھا، ہم شاید اُس وقت کسی انوکھے جہاں میں رہتے تھے...... جیسا کہ میں نے پہلے کہا کہ وہ بہت پسماندہ دیہی علاقہ تھا، ہمارے پاس نہ بجلی تھی، نہ گیس اور نہ ہی بیت الخلا کی قابل ذکر سہولت تھی۔ حتیٰ کہ ہمارے پاس پہلے دس سالوں تک کوئی ٹیلی فون بھی نہیں تھا اور یہی معاملہ ٹی وی کا بھی تھا...... غالباً میں گیارہ یا بارہ سال کا تھا جب ہمارے ایک پڑوسی نے ہمیں تین چار انچ کا ایک بلیک اینڈ وائٹ ٹی وی دیا جو ہم ہر روزانہ کچھ گھنٹوں کے لیے اپنے تین شمسی پینلوں کے ذریعے لگاتے تھے، ان شمسی پینلوں سے ہم ہم بجلی کے مختلف اشیا جیسے بلب، کیسٹ، سی ڈی پلیئر اور دیگر چھوٹی اشیا استعمال کرتے تھے۔

ریسرجنس: تو آپ کے پاس کوئی ایئر کنڈیشن بھی نہیں ہوتا ہوگا!

شیخ آدمؒ: جی بالکل! گرمی میں ہم اکثر پسینہ بہاتے تھے جب کہ سردی میں ہم لکڑیوں کی ایک بھٹی' جس پر ہماری والدہ کھانا پکاتی تھیں' کے گرد بیٹھ کر جسم کو گرمائش اور حدت پہنچانے

9 اکتوبر: صوبہ فراہ میں چوکیوں پر حملوں میں نائب کمانڈر سمیت 21 اہل کار ہلاک ہو گئے۔

کا انتظام کرتے۔ ایسا ہم صرف دن میں اور شام کے وقت کرتے جب کہ رات کو کچھ کمبل اور گرم چادر وغیرہ لے کر اوڑھ دیتے۔ میں بتاتا چلوں کہ ہم چار کمروں والے گھر میں رہتے تھے جس کو میرے والد نے خود تعمیر کیا تھا۔ خاندان کی تعداد میں اضافے کے ساتھ ہی مزید کمرے بھی بنائے گئے، لکڑیوں کی ایک تہہ سے ان کمروں کی دیواریں کھڑی کی گئیں تھیں، ان لکڑیوں کے سکڑنے سے اکثر اوقات دیواروں میں خلا آجاتا تھا اور ظاہر ہے کہ ایسی حالت میں یہ سردی اور ہوا سے بچاؤ میں زیادہ مفید نہیں رہتی تھیں...... یہ بھی یاد رہے کہ ہمارے علاقے میں درجہ حرارت سردیوں میں نقطہ انجماد تک گر جاتا تھا، لیکن مقسم گرما میں، چونکہ لکڑی کا بنا گھر زیادہ گرمی جذب نہیں کرتا اس لیے ۹۴ ڈگری درجہ حرارت کے باوجود بھی مفید رہتا تھا۔

ریسرجنس: کیا ایسی ناہموار اور سخت طرز زندگی آپ کے والدین نے چنی یا حالات ہی ایسے تھے کہ وہ مجبور ہوئے؟

شیخ آدمؒ: میرے خیال میں یہ ان کی ذاتی پسند تھی...... یا تو وہ ایک مختلف زندگی گزارنے کی جستجو رکھتے تھے یا مغربی مادیت پرست معاشرے سے نفرت اور ایک سادہ زندگی گزارنے کی خواہش! سچ کہوں تو میں کسی نتیجے پر نہیں پہنچ پاتا کہ اُنہوں نے کیونکر کچھ جدید آسائشوں کو چھوڑنا پسند کیا اور کچھ کو نہیں، کیونکہ جدیدیت میں کئی مراعات کا اضافہ ہوا تھا جیسے ہمارے ہاں اے سی اور بجلی نہیں تھی نہ ہی بیت الخلا کا انتظام تھا لیکن ہمارے پاس کئی آٹو موبائل تھے اور باقی وہ جدید آلات جن کا میں نے ذکر کیا اور کچھ کا نہیں۔

ریسرجنس: ہم نے سنا ہے کہ آپ نے کسی سکول یا تعلیمی ادارے میں تعلیم حاصل نہیں کی، کیا یہ سچ ہے؟ اور اگر سچ ہے آپ کے والدین نے گھر میں تعلیم و تربیت کو کیوں ترجیح دی؟

آدم: جی! میں کبھی سکول نہیں گیا نہ کسی سرکاری یا کسی نجی کالج و یونی ورسٹی میں! میرے خیال میں اس کی کئی ایک وجوہات تھیں جن کی بنا پر میرے والدین نے مجھے اور میرے بہن بھائیوں کو سکول نہیں بھیجا۔ اُن والدین کی طرح جو اپنے بچوں کو سکول بھیجنے کی بجائے گھروں میں ہی تربیت اور تعلیم کا انتظام کرتے ہیں، میرے والدین نے بھی ہمیں اس لیے سکول نہیں بھیجا کیونکہ وہ اپنے بچوں کی ذہنی وجسمانی تربیت کے حوالے سے کسی اور پر بھروسہ نہیں کرتے تھے۔

اس حقیقت میں کوئی شک نہیں کہ سکول، بالخصوص امریکی پبلک سکول ہی بچوں میں نظریاتی فساد، ذہنی واخلاقی بگاڑ، صحت اور انسانی اقدار کی تباہی، الحاد اور خدا بے زاری، جنسی بے راہ روی، نشہ آوری، جرائم کی پرورش، بازاری خوارک کے رجحان اور بیماریوں کی بنیادی وجہ اور ان تمام قبائح کی افزائش کی آماج گاہ ہیں۔ آپ کسی بھی عیب کو دیکھیں وہ آپ کو سکول میں ملے گا یا وہیں پر سکھایا جائے گا، پھر وہ یا تو آپ کے دوست اور ہم جماعت کے ذریعے آپ کی شخصیت کا حصّہ بن جائے گا آپ کے اساتذہ کی وجہ سے ان 'عوارض' کا شکار ہو جائیں گے۔ اس حقیقت کو فراموش نہیں کیا جا سکتا کہ یہ امریکی سکول ہی ہیں جہاں پیزا جیسے مصنوعی اور مضر صحت کھانے کو انسانی خوراک کا بنیادی جز بنانے، آدمی اور بندر کو مشترکہ آباؤ اجداد کی نسل گردانے اور بنا شادی کے جنسی افعال کو صحیح و درست سمجھنے کی تعلیم و تربیت دی جاتی ہے...... اسی لیے میرے والدین نے مجھے اور میرے بہن بھائیوں کو ایسی برائیوں اور منفی اثرات سے بچانے کے لیے سکول نہیں بھیجا۔

دوسری اہم وجہ آمدورفت کی مشکل تھی، وہ ہمیں بیس سال تک ہفتے کے پانچ دن سکول چھوڑنے اور پھر واپس لانے کے جھنجھٹ میں پڑنا نہیں چاہتے تھے کیونکہ ہمیں بس سٹاپ تک پہنچنے کے لیے انتہائی ناہموار اور دشوار گزار سڑک پر لمبا سفر طے کرنا پڑتا...... ہمارے کچھ پڑوسی اس جھنجٹ میں پڑ کر اپنے بچوں کو فوج کے انتظام سکول میں بھیجتے تھے لیکن ہمارے والدین ایسا کرنے کے حق میں نہیں تھے

ریسرجنس: بہت سے بھائی اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ جدید تعلیمی نظام نوجوانوں کو زندگی کے ناگوار مقاصد سے دور رکھنے اور ان کو کیریئر بنانے کے چکر میں پھنسا کر قابو کرنے کے لیے ترتیب دیا گیا ہے۔ آپ ''گھر میں پڑھائی'' کے تجربے کی بنا پر اس بات پر یقین رکھتے ہیں؟

شیخ آدمؒ: اس سوال کا زیادہ بہتر جواب بجائے اُس کے جس نے کبھی ان کا رخ ہی نہ کیا ہو، وہ دے سکتا ہے جو اس تعلیمی نظام سے ''مستفید'' ہو چکا ہے...... بہرحال جہاں تک میرا معاملہ ہے تو میں اس متعلّق دوٹوک رائے رکھتا ہوں کہ جدید تعلیمی نظام ایک منظّم منصوبہ بندی کے تحت چل رہا ہے، جس کا مقصد ناپختہ ذہن بچوں کی ذہنی وفکری بنیاد کو اوائل عمری میں ہی اس طور ڈھال دیا جائے اور ان کو ایسی تربیت فراہم کی جائے کہ وہ آگے چل کر اُن کی خدمات کے لیے ہمہ وقت تیار ہوں اور اُن مقاصد کے حصول میں جُتے رہیں جو اس نظام کے بنانے والوں کا منتہائے نظر ہے اور جس کی پشتی بانی ملحد حکومتیں کرتی ہیں یا پھر وہ غیر سرکاری ادارے اس کے نگہبان ہوتے ہیں جن کا ایجنڈا تعلیمات اسلامی اور شرعی صفات سے باہم متصادم ہوتا ہے۔

یہ نظام ایسے تعلیمی ادارے کھڑے کرتا ہے جو بچوں کو ذہنوں کو صرف معلومات اور سائنس سے روشناس کروانے تک ہی محدود نہیں رہتے بلکہ ان کی تربیت اس نہج پر کرتے ہیں کہ وہ ساری عمر اسی نظام کی تابع داری کرتے رہیں...... اس نظام تعلیم کے حوالے سے یہ بات تو یقینی اور حتمی ہے کہ اس کی تربیت اور تیاریٔ اذہان کی پوری ترتیب بہت ہی بُودی ہے اور اپنی تمام اصناف وارکان (جڑوں) سمیت بری طرح سڑ چکی ہے!

(جاری ہے)

☆☆☆☆☆

19 اکتوبر: صوبہ کابل میں پولیس گاڑی پر حملے میں 5 اہلکار ہلاک ہو گئے۔

فیصلوں میں ردوبدل میدان جنگ میں بزدلی سے بدرجہا بدتر ہے

شیخ ابومصعب السوری فک اللہ اسرہ

جہاد کے میدان میں کسی بھی سطح پر قیادت کرنے والے افراد میں باہمی تعلّق،قوت فیصلہ اور ایک دوسرے کے فیصلوں پر اعتماد کے حوالے سے مفکر جہاد شیخ ابومصعب السوری فک اللہ اسرہ کی ایک گفتگو سے اقتباس کا اردو ترجمہ

اگر آپ یہ دیکھیں کہ صلح اور معاہدہ میں بہتری ہے تو آپ معاہدہ اور صلح کی پیشکش قبول کریں،خواہ آپ کی تمام فوج آپ کے فیصلے کے خلاف ہو،جیسا کہ ہمارے لیے مثال صلح حدیبیہ ہے،رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صلح کا معاہدہ کیا جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام اصحاب رضوان اللہ علیہم اجمعین اس کے خلاف تھے،اگر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اختیار میں ہوتا تو وہ ضرور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بار بار گزارشات کرتے کہ فیصلے تو تبدیل فرمالیں......لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے معاہدے کا فیصلہ کیا اور صلح کو قبول کیا۔اسی طرح پسپائی کے فیصلے کا معاملہ ہے کہ اگر سارے آگے بڑھنا اور لڑنا چاہتے ہوں اور قائد یہ بات جانتا ہو کہ میدان چھوڑنا ہی بہتر ہے اور اس میں خیر ہے جیسا کہ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے یرموک کے موقع پر کیا جب کہ وہ شام کو تقریباً فتح کر چکے تھے اور رومی ایک بہت بڑی فوج لے کر آ گئے۔خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے میدان جنگ کا جائزہ لیا اور دیکھا کہ ان کی لیے بہتر اقدام سوریا کے جنوب کی طرف پسپائی اختیار کرنا اور کھلے میدان کو چھوڑ دینا ہے تو وہ تقریباً ۳۰۰ کلومیٹر کا مفتوحہ علاقہ چھوڑ کر رومیوں سے دور ہٹ گئے اور دارالسلام میں واپس جا پہنچے۔فوجی نکتہ نگاہ سے اس علاقے کو چھوڑنا اور پشت کی طرف جا کے وہاں سے جنگ کرنا ضروری تھا۔وہ حمص کے لوگوں کے پاس گئے اور ان کا جزیہ واپس کر دیا کیونکہ اب وہ ان کی حفاظت کرنے کی پوزیشن میں نہ تھے۔اس اقدام نے بہت سے عیسائیوں کو اسلام قبول کرنے پر مجبور کر دیا۔انہوں نے واپس پلٹ کر اپنی پسند کا میدان جنگ منتخب کیا اور پھر رومی سلطنت کو شکست فاش دی۔اور جب تک وہ قسطنطنیہ پہنچے،رومی فوج کا صفایا ہو چکا تھا۔انہوں نے نہ صرف اپنے چھوڑے ہوئے علاقے واگزار کرائے بلکہ مزید کئی علاقے بھی فتح کر لیے۔

کیا خالدؓ بن ولید کے لیے ہر مسلمان اور بدو کو اپنی پس قدمی کی وجہ سمجھانا ضروری تھا؟آخر فیصلوں میں مشاورت کی حد کہاں تک ہے؟عوام کو(دین میں)معززین کی پیروی کرنی چاہیے(مثلاً اہل مدینہ،انصار اور مہاجرین)،اور معززین کو مقامی قائدین کی اور مقامی قائدین کو امیر کی۔لیکن یہ اس صورت میں ہے جب آپ نے امیر کو پختہ ایمان،تجربہ کاری اور درخشاں ماضی کی بنیاد پر منتخب کیا ہو۔نہ کہ یہ کہ کسی راہ چلتے کو پکڑ کر امیر بنا ڈالیں جو آپ کے اپنے گھر کو ہی برباد کر ڈالے۔

جب انہوں(غلاۃ کے گروہ نے)نے(جہاد الجزائر کے دوران میں)الجیریا میں،جی آئی اے کے ابوعبدالرحمٰن امین کو؛ جو کہ مرغیاں ذبح کرنے والا قصاب تھا،سڑک سے اٹھا کر امیر بنا لیا،تو اس نے اپنا پیشہ اسی انداز میں مسلمانوں پر ہی آزمانا شروع کر دیا۔اب اس بات کا تعلّق مشاورت کی حدود سے نہیں بلکہ اس کرپٹ قیادت سے ہے جو آپ نے خود منتخب کی۔ڈاکٹر ابوخلیل محفوظ اسلامی تحریک کے ساتھ ہی چلے بڑھے،جہاد میں حصّہ لیا اور الجیریا میں گوریلا کارروائیوں کے سیل قائم کیے۔جب ان کو ہٹا کر آپ ابوعبدالرحمٰن امین کو لائے تو آپ کو اپنے انتخاب کی قیمت چکانا پڑی۔

لہٰذا مسئلہ فیصلوں میں مشاورت کی حدود کے شرعی حکم کا نہیں۔لوگوں کی پسند و ناپسند کی پرواہ کیے بغیر قائد کو دلیرانہ فیصلے کرنا چاہئیں۔اگر وہ ایک دو بار پھسلا تو زوال ہی اس کا مقدر ہوگا۔کئی لوگ گھر بسانے کے لیے شادی کی ایک دو یا تین کوششیں کرتے ہیں۔پھر ان میں ناکامی کے بعد وہ گھر بسانے کے قابل ہی نہیں رہتے۔یہ ناکامی ان کا مقدر بن جاتی ہے۔اگر آپ نے دینی شرائط کے مطابق،تجربہ کار اور بے داغ ماضی کے حامل لیڈر کا انتخاب کر کے اسے قوت اقتداردی ہے تو اسے دلیرانہ فیصلے کرنے ہوں گے۔

اب فرض کریں کہ آپ امیر یا کمان دان تو نہیں،البتہ کسی محاذ پر قائدانہ کردار ادا کر رہے ہیں۔اگر آپ کا اور امرا کا رابطہ منقطع ہو جائے تو کیا آپ اپنے طور پر فیصلے کرنے سے گریز کریں گے؟رابطے میں تعطّل کی صورت میں فیلڈ کمانڈر کو بوقت ضرورت ذمہ داری اپنے کندھوں پر لے لینی چاہیے۔اگر وہ اس صورت حال میں فیصلہ نہیں کرے گا تو اس سے شدید نقصان کا اندیشہ ہے اور ایسی صورت حال کے ذمہ دار اکثر امرا ہی ہوتے ہیں جو ماتحت کمانڈروں کو اپنے طور پر فیصلے کرنے پر سزائیں دیتے ہیں۔کچھ تو ایسے ہیں جو اس بات پر اپنے ان تمام ماتحتوں کو قتل تک کرنے سے دریغ نہیں کرتے جو قوت فیصلہ اپنے ہاتھ میں لیں۔وہ میدان سے لے کر،کچن اور فٹبال میچ تک کے اختیارات اپنے قبضے میں رکھنا چاہتے ہیں۔ایسے لیڈروں کے ماتحت قائدین ان کے ڈر سے اہم فیصلے خود کرنے سے گریز کرتے ہیں۔

تحریکوں کے معاملے میں یہ امور نہایت حساس اور مفصل ہیں۔اگر آپ ماتحت شاخوں کو بہت زیادہ اختیارات دے دیں تو بھی وہ سب کچھ برباد کر دیں گے اور اگر تمام فیصلے مرکزی امیر خود کرے تو بھی یہ ایک مصیبت ہے۔ہر مسئلے میں دو انتہائیں اور ایک راہِ وسط ہوتی ہے۔یہ بات سمجھ لینی چاہیے کہ ایک ہوتی ہے بنیادی حکمت عملی جس

10 اکتوبر : صوبہ سنگین وخاشئین میں پولیس وفوج پر حملوں میں 12 اہل کار ہلاک ہو گئے۔

میں تبدیلی کی گنجائش نہیں ہوتی اور کچھ اس کی تفصیلی جزئیات ہوتی ہیں جن میں باآسانی ردوبدل کیا جاسکتا ہے۔

فرض کریں کسی جہادی مجموعے کا پیرس میں بیٹھا ایک امیر کچھ مجاہدین کو میلان بھیجتا ہے کسی کارروائی کے لیے اور انہیں ٹرین سے سفر کی ہدایت کرتا ہے۔ جب یہ دستہ میلان پہنچتا ہے تو صورت حال تبدیل ہو چکی ہوتی ہے۔ فیلڈ کمانڈر دیکھتا ہے کہ کسی اہم سفارتی شخصیت کی میلان میں موجودگی نے سیکورٹی کے لحاظ سے ٹرین کے سفر کو خطرناک بنا دیا ہے۔ تو کیا اب وہ خود سے براستہ سڑک سفر کرنے کا فیصلہ نہیں کرسکتا کہ یہ زیادہ محفوظ ہے؟ مرکزی امیر نے تو ایک عمومی حکمت عملی دی تھی جس کی عملی تطبیق میں تبدیلی ممکن ہے جب تک کہ کمانڈر اپنی فہم وفراست کو درست طریقے سے استعمال کرے۔ اور مرکزی امیر کو اس کی مخالفت نہیں کرنی چاہیے کیونکہ نہ میلان بدلا ہے، نہ ہدف اور نہ کارروائی کا انداز۔

یہ کسی بھی تحریک کے نظم ونسق کے اہم امور سے متعلّق ہے۔ کیا آپ سمجھتے ہیں کہ تحریکوں کے امور بس پہاڑوں پہ تربیت پر ہی مشتمل ہیں؟ یہ فوجی حرب وضرب کے اسباق جو ہم نے گزشتہ بیس سالوں میں سیکھے ہیں ان میں ایک دوسرے کو شریک کرنا ایک موثر تحریک کے لیے ازحد ضروری ہے۔

فوجی تربیت تو تحریک کا بہت چھوٹا جزو ہے۔ ہم تو ایسی قیادت تشکیل کرنا چاہتے ہیں جو (ہر قسم کے) حالات سے نبردآزما ہو سکے۔ کیونکہ امیر اگر اس قابل نہیں ہوگا تو وہ اپنے ہی گھر کو تباہ کر بیٹھے گا۔ اور یہ چیز، نظم وضبط، فقہ الواقع کے حصول اور مسلسل تجربے کے بغیر ممکن نہیں۔ ہمیں ایسا لیڈر نہیں چاہیے جو ثانوی امور میں بھی اوپر سے احکامات کا انتظار کرے۔

اس کی حیثیت تو ایسی ہی ہے جیسے کوئی اذان سن کر اونچی آواز میں دہرائے کہ دور کے لوگ بھی سن لیں۔ ہمیں ایسے قائد کی ضرورت ہے جو دوسروں پر انحصار کیے بغیر کام کرسکتا ہو نہ کہ اس کی جو بس دور سے حکم چلانا جانتا ہو۔ اور اس کے ساتھ ساتھ وہ لگی بندھی روٹین کا غلام نہ ہو۔ کیونکہ محض روٹین پر چلنے والے بہت سے ہم نے تباہ ہوتے دیکھے ہیں۔

ہمیں قائدین کے معاملے میں بہت سے تلخ تجربات کا سامنا کرنا پڑا ہے جو دیکھنے میں تو قابل لگتے تھے پر حقیقت میں نہ تھے۔ ایسا شخص پے در پے غلطیوں کے بعد بیٹھ رہتا ہے اور اپنے دل میں سوچتا ہے کہ میں جہاد کروں یا نہ کروں، میں مہاجر اور مرابط تو ہوں ہی، اور مجھے ماہانہ وظیفہ بھی ملتا رہتا ہے۔ پھر وہ بس روٹین کا غلام بن جاتا ہے اور بالآخر اُکتا کر سب کچھ چھوڑ چھاڑ دیتا ہے۔

اس کے برعکس کچھ وہ ہیں جو اپنے اپنے مامورین پر مطلق العنان بن کر ہی رہنا چاہتے ہیں اور فیصلوں میں انتہا پسند واقع ہوئے ہیں۔ یقین کریں مجھے بعض اوقات میاں بیوی کے نہایت معمولی تنازعات میں بھی مداخلت کرنا پڑی ہے جس میں شوہر کو بیوی کے اپنی مرضی سے میز ہلانے پر بھی اعتراض تھا کہ فیصلے کا حق تو اس کا ہے!!! عورتوں کو کسی بھی چیز کے انتخاب کا اختیار نہیں دیا جاتا۔

آپ کو اپنے بیوی بچوں پر انحصار کرنا چاہیے اور ان کا خیال رکھنا چاہیے۔ کتنی ہی بار ہم نے عورتوں کو بھاری ذمہ داریاں اپنے کندھوں پر لیتے دیکھا ہے، جب ہمیں انہیں پیچھے چھوڑ کر نکلنا پڑا۔ مجھے کس قدر دکھ ہوتا ہے جب میں کسی شخص کو مہمانوں کے سامنے محض اپنے اختیار کی نمائش کی خاطر اپنے بچے کو تھپڑ مارتے دیکھتا ہوں۔ حالانکہ اسے کسی تحریک میں قائدانہ کردار ادا کرنا تھا اور اس کے بچے نے اس کے نقش قدم پہ چلنا تھا!!! جب کہ کچھ دوسرے قائدین اپنے سپاہیوں کی توہین کرنا اور انہیں ڈرا کے رکھنا اپنا فرض سمجھتے ہیں اور اس طرح کی بہت سی مثالیں ہیں۔

☆☆☆☆☆

کفریہ کلمات سے بچتے رہیے!!!

حضرت تھانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ''ہمارے وطن میں ایک ماسٹر صاحب عارضی طور پر آئے ہوئے ہیں، اور داڑھی منڈاتے تھے ان سے جب داڑھی رکھنے کو کہا تو کہنے لگے کہ ''داڑھی تو بکرے کے ہوا کرتی ہے''......افسوس ہے کہ لوگ مولویوں کو فتویٰ تکفیر میں متعصب بتلاتے ہیں لیکن ان کو انصاف کرنا چاہیے کہ کیا یہ بات بھی کفر کی نہیں؟''

پھر فرمایا کہ ''ایک ایسا شخص جس کو معلوم ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے داڑھی رکھی ہے اور تمام انبیاء علیہم السلام داڑھی رکھتے تھے، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سب نے داڑھی رکھی اور پھر وہ یہ کہے کہ داڑھی تو بکرے کی ہوتی ہے، کیا آپ لوگ انصاف کی رو سے اس کو مسلمان کہیں گے؟

دیکھو اگر کوئی شخص عدالت کی توہین کرنے لگے تو وہ کتنا بڑا مجرم سمجھا جاتا ہے، اسی طرح اسلام کے کسی حکم کی توہین، شارع علیہ السلام اور ربانی اسلام یعنی خدا تعالیٰ کی توہین ہے، پس اگر خدا تعالیٰ کی توہین کرنے کے بعد بھی ایمان نہیں گیا تو گویا ایمان سریش اور گوند (جیسے صمد بونڈ وغیرہ) ہوا کہ وہ ایسا چپکا ہے جو کسی طرح چھوٹتا ہی نہیں!!!'' پھر فرمایا ''صاحبو!!! اسلام ایسا سستا اور اتنا بے غیرت نہیں کہ اس کو کوئی شخص دھکے بھی دے اور وہ نہ ٹلے''۔

آثار الجنتہ جلد پنجم، بکھرے موتی صفحہ ۳۵۸

10 اکتوبر: صوبہ قندھار میں کمانڈوز پر حملے میں 12 اہل کار ہلاک جب کہ 2 چوکیاں فتح ہو گئیں۔

امنیت اور رازداری کا اہتمام......راہ جہاد کا بنیادی تقاضا

حذیفہ خالد

کفر و اسلام کے مابین مختلف محاذوں پر بپا دور حاضر کی ان فیصلہ کن جنگوں میں رازداری اور انٹیلی جنس کے معاملات پر کنٹرول ایک اہم ترین نکتہ ہے جو جنگ کے پانسے پلٹ دیتا ہے کبھی بڑی بڑی کامیابیاں اور کبھی بڑے بڑے نقصانات'اسی اہم نقطے میں احتیاط اور بے احتیاطی کے سبب سامنے آتے ہیں......ملک کے طول و عرض میں پھیلے خفیہ ایجنسیوں کے نیٹ ورک کی اب یہ حالت ہے کہ جن علاقوں میں وہ اسلام پسندوں کا غلبہ یا مجاہدین کے لیے حمایت و نصرت دیکھتے ہیں وہاں کے مقامی رہائشیوں میں سے گلی اور محلوں کی سطح پر اپنے لیے مخبر اور جاسوس بنانے کی کوشش کرتے ہیں......اگر اس میں انہیں ناکامی ہو تو اپنے اہل کاروں کو ان کی فیملیوں سمیت ان گلی محلوں میں کرائے کے مکانوں میں رہائش دلواتے ہیں جہاں ان کو نظر میں رکھے جانے والے افراد کی مخبری مطلوب ہوتی ہے......بعض دفعہ یہ بھی سننے میں آیا ہے کہ مجاہدین کے گھر آنے جانے ولاے پڑوسیوں کے بچے اور عورتیں ان خفیہ اہل کاروں کی فیملیاں تھیں جو اسی غرض سے ان کے پڑوس میں رہائش پذیر ہوئے تا کہ ان کے گھر میں آمدورفت حاصل کر کے معلومات کا حصول ہو سکے اور آنے جانے والے افراد پر نظر رکھی جا سکے......پھر نام نہاد طبی و فلاحی این جی اوز کا کردار بھی آپ کے سامنے ہے جو پورے ملک میں اپنا نیٹ ورک بنا چکی ہیں......

ایک ساتھی جنہوں نے کچھ عرصہ کشمیر میں زلزلہ زدگان کی امداد اور بحالی میں مصروف عمل چند تنظیموں کے ساتھ بطور رضا کار کام کیا' بتاتے ہیں کہ چند کلو دال ایک بالٹی اور ایک کمبل کی تقسیم کے لیے این جی اوز دورافتادہ علاقوں میں بھی ایک ایک گھر، اس کے سربراہ، شادی شدہ افراد کی تفصیل جمع کرتی رہیں......اس طرح آزاد کشمیر کے تقریباً تمام ہی علاقوں کا مکمل ڈیٹا اس طرح جمع کیا گیا جو پاکستان کی حکومت کے پاس بھی نہ ہو...... یہ ڈیٹا جو مقامی تنظیم جمع کر رہی تھی، پابند تھی کہ ڈونر تنظیم جو غیر ملکی تھی اس کو تمام تفصیلات مہیا کی جاتی رہے......

ڈاکٹر شکیل آفریدی کا کیس بھی ہمارے سامنے ہے جس پر دنیا بھر کی این جی اوز نے احتجاج کیا کہ سی آئی اے نے طبی فلاحی تنظیم کو استعمال کر کے دنیا بھر کی این جی اوز کے کردار کو مشکوک کر دیا ہے...... پاکستان کی خفیہ ایجنسیاں اپنے شیطانی مقاصد کے حصول کے لیے کس حد تک جا سکتی ہیں اور کیسے کیسے حربے استعمال کیے جاتے ہیں اس کا اندازہ ایک واقعے سے لگائیے کہ پاکستان میں سفارت خانوں کی نجی تقاریب میں ایک غیر ملکی سفارت کار ایک ہم جنس پرست اوباش شخص سے تعلقات قائم کر بیٹھتا ہے اور بعد میں یہ راز افشاں ہوتا ہے کہ یہ بدکردار شخص ایجنسیوں کے پے رول پر تھا......موضوع تو ایسا ہے کہ اس پر کافی کچھ لکھا جا سکتا ہے بہر حال موجودہ حالات کے تناظر میں چند اہم باتیں پیش خدمت ہیں:

غیر عسکری رازداری:

مجاہدین ساتھیوں کے مابین ایک دوسرے کے رازوں کی حفاظت کرنا اس کی بھی اتنی ہی اہمیّت ہے جتنی کہ ان رازوں کی جن کا تعلق خالص عسکری امور سے ہو...... طول کلامی ، بحث و مباحثہ بسا اوقات غیبت، ایک دوسرے کے راز افشا ہونے اور پھر مجاہدین ساتھیوں کے مابین ناراضیوں کا باعث بنتا ہے اور کئی دفعہ نوبت لڑائی جھگڑوں تک جا پہنچتی ہے......علامہ عبدالرحمٰن ابن جوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

> ''جو شخص اپنا راز چھپاتا ہے وہ اپنا اختیار اپنے ہاتھ میں رکھتا ہے ہر طرح کے لوگوں پر اعتماد اور ہر طرح کے دوستوں سے بے تکلفی سب سے بڑی حماقت ہے؛ کیونکہ سب سے سخت اور سب سے تکلیف دہ وہ دوست ہوتا ہے جو دشمن ہو گیا ہو اس کہ وہ پوشیدہ رازوں سے واقف ہوتا ہے۔ میں نے بہت سے لوگوں کو دیکھا کہ وہ اپنے راز کے اظہار پر قابو نہیں رکھتے اور جب لوگوں پر ظاہر ہو جاتا ہے تو پھر ان لوگوں پر خفا ہوتے ہیں جن سے اظہار کیا تھا، کیسی عجیب بات ہے کہ خود تو اس کے روکنے پر قادر نہیں ہو سکے اور ان کو ملامت کرتے ہیں جنہوں نے اس کو پھیلایا''۔

حدیث شریف میں ہے:

استیعنوا علی قضاء امور کم بالکتمان

''اپنے امور کی انجام دہی میں اخفا اور پوشیدگی کے ذریعہ مدد حاصل کرو''۔

سچّی بات یہ ہے کہ نفس پر کسی راز کو چھپائے رکھنا بڑا شاق ہوتا ہے اس لیے وہ اس کے ظاہر کر دینے کو راحت خیال کرتا ہے......

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

> ''مجلسیں امانت ہیں (ان میں کی گئی راز کی باتیں کسی کو بتانا جائز نہیں) سوائے تین مجلسوں کے (کہ وہ امانت نہیں ہیں بلکہ دوسروں تک ان کا پہنچا دینا ضروری ہے) ایک وہ مجلس جس کا تعلّق ناحق خون بہانے کی سازش

10 اکتوبر: صوبہ کابل میں کانوائے پر حملے میں 5 آئل ٹینکر تباہ جب کہ 6 اہل کار ہلاک ہو گئے۔

سے ہو، دوسری وہ جس کاتعلّق زنا کاری سے ہو، تیسری وہ جس کاتعلّق ناحق کسی کا مال چھیننے سے ہو''(ابوداؤد)۔

ابوداؤد کی ایک اور حدیث ہے جس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جب کوئی شخص اپنی کوئی بات کہے اور پھر ادھر ادھر دیکھے تو وہ بات امانت ہے''۔

فائدہ: مطلب یہ کہ وہ تم سے یہ نہ کہے کہ اس کو راز میں رکھنا لیکن اگر اس کے انداز سے محسوس ہو کہ یہ راز ہے تو اس کی بات امانت ہی ہے......صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین بھی رازداری کے معاملے میں نہایت احتیاط برتتے تھے، ایک مرتبہ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے کسی نے کہا کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعض باتیں آپ سے پوچھنا چاہتا ہوں، آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر وہ آپ کا کوئی راز ہوگا تو نہ بتاؤں گا۔ (مسند احمد بن حنبل: ۱۶۳/۵)

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا:

''انسان کی اکثر غلطیاں اس کی زبان سے ہوتی ہیں''(طبرانی، مجمع الزوائد)

تعارض اور کارروائی سے پہلے رازداری:

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

''آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اکثر جب کسی جہاد کا ارادہ فرماتے، تو (مصلحت کی وجہ سے اپنے عمل سے) اس کے خلاف مقام کو ظاہر فرماتے، یہاں تک کہ غزوہ تبوک آ گیا، اس جہاد کا ارادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سخت گرمی میں فرمایا، اور دور دراز کا سفر اور جنگلات کا سامنا تھا، اور دشمنوں کی کثیر تعداد سے مقابلہ تھا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں سے اس جہاد کو صاف صاف بتلا دیا تھا، تاکہ وہ اپنے دشمن کے مطابق سامان تیار کرلیں اور جس طرف جانا تھا، وہ بھی بتادیا تھا''(صحیح بخاری)۔

غزوہ بنی قریظہ کا ایک واقعہ بھی بیان کرنے کے قابل ہے جس سے معلوم ہو سکے گا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین بھی رازداری کے معاملے میں کتنی احتیاط برتتے تھے اور اگر کبھی بھولے سے بھی کوئی غلطی ہوئی تو ان کو اس کا کتنا غم ہوتا......بنی قریظہ کے محاصرے کو پچیس روز ہو چکے تھے......ابولبابہ بن عبدالمنذر رضی اللہ عنہ سے بنی قریظہ کے حلیفانہ تعلقات تھے اس لیے بنو قریظہ کو امید ہوئی کہ شاید وہ اس آڑے وقت میں ہماری مدد کرسکیں......اس بنا پر بنو قریظہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ ابولبابہ کو ہمارے پاس بھیج دیں تاکہ ہم ان سے مشورہ کریں......آپ نے ابولبابہ کو اجازت دے دی......بنو قریظہ نے جب ان سے یہ دریافت کیا کہ کیا ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کو منظور کرلیں اور آپ کے فیصلے پر راضی ہو جائیں......ابولبابہؓ نے کہا ہاں بہتر ہے، لیکن حلق کی طرف اشارہ کر کے بتایا کہ ذبح کیے جاؤ گے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارادہ تمہارے قتل کا ہے......

ابولبابہ اپنی جگہ سے نہ ہٹے تھے کہ فوراً خیال ہوا کہ میں نے اللہ عزوجل اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خیانت کی اور سیدھے وہاں سے مسجد نبوی میں پہنچے اور اپنے آپ کو ایک ستون سے باندھ لیا اور قسم کھائی کہ جب تک اللہ عزوجل میری توبہ قبول نہ فرمائے گا اس وقت تک اس جگہ سے نہ ٹلوں گا اور اللہ تعالیٰ سے یہ عہد کیا کہ بنی قریظہ میں کبھی قدم نہ رکھوں گا اور جس شہر میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خیانت کی ہے اس کو کبھی نہ دیکھوں گا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب یہ خبر ہوئی تو یہ ارشاد فرمایا: ''اگر وہ میرے پاس سیدھا آ جاتا تو میں اس کے لیے استغفار کرتا لیکن جب وہ ایسا کر گزرا ہے تو میں اس کو اپنے ہاتھ سے نہ کھولوں گا جب تک اللہ عزوجل اس کی توبہ نازل نہ فرمائے''۔ پھر چھ روز کے بعد بوقت سحر ان کی توبہ نازل ہوئی (زرقانی)۔

آج کے دور میں جب کارروائیوں کی شکل عموماً چھاپہ مار ہی ہوتی ہے اس میں تو رازداری کی اہمیّت کئی گنا بڑھ جاتی ہے......بعض اوقات کارروائیوں کے لیے منتخب ہونے والے افراد سے ایک خاص وقت تک منصوبہ کی تمام تفصیلات کو مخفی رکھا جاتا ہے یا دن اور وقت کے تعیّن کو مخفی رکھا جاتا ہے......اس وقت ضروری ہے کہ مجاہدین کی جانب سے استقامت کا مظاہرہ کیا جائے......غزوہ سفوان سے واپسی کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گیارہ مہاجرین اور حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کو امیر بنا کر مقام نخلہ کی طرف روانہ فرمایا......اور روانہ فرماتے وقت حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کو ایک خط لکھ کر دیا اور یہ حکم کیا کہ جب تک دو دن کا راستہ نہ قطع کرلو، اس وقت تک اس خط کو کھول کر نہ دیکھنا، دو روز کا راستہ طے کرنے کے بعد اس خط کو دیکھنا، جو اس میں لکھا ہو، اس پر عمل کرنا اور اپنے ساتھیوں میں سے کسی کو مجبُور نہ کرنا......دو روز کے بعد جب آپ نے خط کھولا تو اس میں تحریر تھا کہ تم برابر چلے جاؤ، یہاں تک کہ مکہ اور طائف کے مابین مقام نخلہ میں جا کر اترو اور قریش کا انتظار کرو اور ان کی خبروں سے مطلع کرتے رہو......عبداللہ بن جحشؓ نے اس تحریر کو پڑھ کر یہ کہا سمعت وطاعۃ، میں نے آپ کے حکم کو سنا اور اطاعت کی......

رابطوں میں رازداری ٹیلیفونک رابطوں میں احتیاط یعنی کال کے دوران واضح بات کرنے کی بجائے مبہم الفاظ استعمال کرنا، مختلف لہجے میں بات کرنا، پھر کسی سے ملاقات کے لیے ٹیلیفون پر وقت اور جگہ کا بتانا، اس جگہ پر پہلے سے معائنہ کرنا یا کسی اور سے معائنہ کروانا......یہ تو وہ احتیاطیں ہیں جن کا ہر حالت میں خیال رکھنا ہے چاہے حالات جیسے بھی ہوں......

(بقیہ صفحہ ۳۷ پر)

10 اکتوبر: بگرام بیس پر امریکی فوجی طیارے کو مجاہدین نے مار گرایا۔

حروری داعش اور قربِ قیامت کی نشانیوں کی تطبیق

قاری فداء الرحمٰن

حروری داعش اور ان کے رفقا کا ایک مسئلہ یہ ہے کہ قربِ قیامت سے متعلق پیش آنے والے واقعات میں بیان کی گئی احادیث کی تطبیق اور اس کا اطلاق صرف اور صرف اپنی تنظیم پر کرتے ہیں اور امت کو اس سے خارج کر دیتے ہیں......اس ضمن میں تمام احادیث کا قیاس اپنی تنظیم پر کرنے کی وجہ سے ہی وہ گمراہی کی ایک حد تک جا پہنچے ہیں......جب کہ مسئلہ یہ ہے کہ مقصد انکارِ حدیث نہیں ہے، بلکہ اصل میں انکارِ تطبیق ہے، بالکل ویسے ہی جیسا کہ سابقہ خوارج نے اپنے گروہ کے حق پر ہونے کی دلیل قرآنِ کریم کی آیت کو بنایا، (حکم ہے تو صرف اللہ کا)، جس کی بنیاد پر انہوں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے درمیان صلح کو غیر شرعی جانا، جس پر سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: ''یہ کلمہ حق ہے، لیکن اس سے مراد باطل ہے''۔

آج داعشی حضرات کو بھی ہم یہی کہتے ہیں کہ وہ تمام احادیث جن کے بارے میں محققین علما نے بیان کیا کہ وہ بالکل درست اور صحت کے اعتبار سے ٹھیک ہیں، اور وہ ضرور واقع ہوں گی، کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے صادق المصدوق ہیں، لیکن تمہاری اس سے فقط امت کو چھوڑ کر اپنی ''داعش تنظیم'' کے افراد کو ''امت'' قرار دے کر کی گئی تطبیق کی ''مراد'' بالکل باطل اور مردود ہے۔ جو بھائی اس حقیقت کو سمجھ لے گا کہ قرآن وحدیث سے لی گئی مراد، تشریح، تطبیق، اطلاق، قیاس بہت سے گمراہ گروہ اس سے قبل بھی یہ ''باطل'' کرتے رہے ہیں اور کرتے رہیں گے، وہ یہ جان لے گا کہ ان تمام فرقوں نے بھی قرآن وحدیث سے اپنی گمراہی کو حق ثابت کرنے کے لیے ''باطل مراد'' لی تھی، تو پھر آج اگر یہ تنظیم داعش وہی کام کر رہی ہے، تو یہ کوئی نیا امر نہیں ہے اور نہ ہی کسی کو اسے ایک نیا امر سمجھنا چاہیے۔

جو تنظیم یہ اطلاق کر سکتی ہے کہ اگر نبی مہربان صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہوتے، تو وہ فقط ان کی تنظیم میں ہی شمولیت اختیار کرتے، تو وہ اصل میں باقی تمام گروہوں، جماعتوں، چاہے اسلام ہوں یا جہادی، کو گمراہ قرار دے چکی ہے، چاہے وہ طالبان ہوں یا القاعدہ یا دیگر متعدد مخلص مجاہدین، آخر اس بیوقوف شخص سے اس باطل بات کی تردید کرتے ہوئے پوچھا جا سکتا ہے کہ بھائی ''تمہاری تنظیم میں ہی کیوں؟ طالبان افغان و القاعدہ یا دیگر مخلص مجاہدین میں کیوں نہیں؟ گو یہ یہ بات بھی بیان کرنا ضروری ہے کہ یہ بات کہنا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی جماعت میں شمولیت اختیار کرتے، ایک باطل بات ہے، اور توہینِ رسالت ہے۔ یہ فقط سمجھانے اور رد کے طور بیان کی گئی ہے، ورنہ اصل تو نبی ورسل کی یہ ہے کہ لوگ ان کے ساتھ آ ملتے ہیں اور بیعت کرتے ہیں، نہ کہ کوئی نبی کسی تنظیم میں شمولیت اختیار کرتا ہے۔ ان کی موٹی عقلیں یہ جاننے سے بھی قاصر ہیں۔ والعیاذ باللہ۔

یہ وہ باطل تطبیق ہوتی ہے جس سے امت میں متعدد جعلی خلیفہ نما تنظیمیں پہلے بھی وجود میں آ چکی ہیں، مثال کے لیے جماعت تکفیر والھجرہ، جو اخوان المسلمین سے منسلک ہوتے تھے، پاکستان میں ''معتدل خوارج'' کی تنظیم جماعت المسلمین جو اہلحدیث جماعت سے منسلک ہوتے تھے، اور اب عصرِ حاضر کی خوارج تنظیم داعش جو مرکزی القاعدہ جماعت سے منسلک تھے، اور اب ان کے خلاف خروج کرتے ہوئے ان کی باطل تکفیر کر دی ہے اور ان کی ذیلی جماعتوں تک کو مرتدین کے زمرے میں قرار دے دیا ہے، جیسا کہ جبھۃ نصرہ وغیرہ۔ یہ تو فقط کچھ مثالیں ہیں، قدیم اور جدید بہت سی ایسی مثالیں دی جا سکتی ہے، قدیم خوارج سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے لشکر سے نکلے جب کہ سابقہ طور پر وہ ان کے حامی تھے۔ پھر حقیقتِ امر یہ ہے کہ پھر ایسی تنظیموں کی پشت پناہی کرنا جو منہج اہل سنت سے بھٹک چکے ہوں، وہ خفیہ اداروں کے لیے ایک ''کھیل'' بن جاتا ہے کیونکہ یہ ان کے مفاد میں ہے کہ اس کو exploit کیا جائے، جس کے ذریعے وہ ''اسلام''، ''مجاہدین'' اور ''امت'' کے لیے طعن وتشنیع کا سامان کرتے ہیں، آخر کوئی ''ماڈل'' ہوگا تو عام فہم اور سادہ لوح لوگ ''انکار'' نہیں کریں گے، اور پھر اسلام سے متنفر ہوں گے۔

جس طرح خوارج قدیم کو سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے منہج سلف کے عقیدے کے ساتھ ''منتھی'' کرنا غلط اور مردود ہوگا، اسی طرح ان جدید تنظیموں میں سے کسی کو اخوان، اہل حدیث یا القاعدہ سے ''منتھی'' کرنا بھی غلط ہوگا، جب کہ وہ ان تنظیموں کے گمراہ کن عقائد سے برات کا اظہار کر چکے ہوں، یہ تنظیمیں کچھ عوامل، کچھ کم علمی، کچھ خیالی پن کی وجہ سے وجود میں آ جاتی ہیں، جب وہ ''ظاہر'' ہو جائیں، تو پھر ''تاویل'' کی کوئی گنجائش رکھنا بے وقوفی کے سوا کچھ نہیں۔

یہ ''باطل مراد'' تو یہاں تک پہنچی ہے کہ لوگوں نے قرآن وحدیث کو استعمال کرتے ہوئے ہی ''مہدی'' ہونے تک کے دعوے کیے ہیں، پھر فقط اس ''دعویٰ'' کی بنیاد پر اہل سنت نے ان کو ''مہدی'' کیوں نہ مانا؟ یہ سوچنے کی بات ہے، یہ تنظیمیں ''خلیفہ'' ہونے کا دعویٰ کرتیں، پھر لوگوں کو اس کی بیعت کی طرف بلاتیں، اپنا ''لٹریچر'' تقسیم کرتیں، تا کہ لوگ ''گمراہ'' ہوں، آخر ایسا ہی ''خلیفہ'' اور ''خلافت'' کا دعویٰ داعش کی مجہول العین والحال تنظیم کے باسیوں نے نہیں کر رکھا؟ فرق کیا؟ یہ مجہول تو ان ''معروف'' خلیفہ کا بھی مقابلہ نہیں کر سکتے، جن کو بیعت دینے والوں کو تو لوگ جان گئے تھے، لیکن ان

11 اکتوبر: صوبہ بغلان میں مجاہدین کے بم حملے اور کمین میں 5 اہل کار ہلاک جب کہ 2 گرفتار ہو گئے۔

کے خلیفہ کو'' خلافت'' کی کرسی دینے والوں کو تو امت ہی نہیں جانتی، حالانکہ '' خلافت'' تو '' امت'' کا امر ہوتا ہے، جس کو جاننے کا حق امت رکھتی ہے۔

ایک سیدنا عمر رضی اللہ عنہ تھے، جو درخت کے سائے تلے پر امن بیٹھے لوگوں کی شکایات سننے کے لیے موجود رہتے، اور ایک یہ نام نہاد '' خلیفہ'' صاحب ہیں، کہ امت کے کسی ایک فرد کی '' شکایت'' سننے سے ہی عاجز ہیں، بلکہ الٹا خود اتنے مفلوج اور طاقت سے محروم ہیں کہ اپنی امت '' داعشیوں'' سے بھی ملنے سے قاصر ہیں اور '' خلیفہ'' ہوتے ہوئے بھی '' خفیہ جگہ'' پناہ لیے ہوئے ہیں، وہاں تو فقط '' پیغام رسانی'' سے ہی '' کام'' چلانا پڑتا ہے، جب کہ باقی امت تو '' پیغام رسانی'' کے ذریعے بھی کوئی '' شکایت'' دینے سے محروم ہے، مزید برآں کسی عدالت میں بھی خلیفہ کو '' چیلنج'' نہیں کیا جاسکتا، اگر کچھ ایسا ہو بھی تو '' خفیہ عدالتوں'' میں کرنا پڑے گا کیونکہ '' خلیفہ'' صاحب '' باہر'' نہیں آسکتے، جان کو خطرے لاحق ہیں!!!

آیئے تمام اہل سنت حلقے یکسوئی سے اس فتنہ کو پچھاڑیں اور اپنی اصلاح کریں، اور لوگوں کو منہج سلف سے آگاہ کریں، جو اس ناحق تکفیر و تفجیر کی تنظیموں سے بری تھا !اور عقل والوں کے لیے اللہ نے نشانیاں رکھی ہیں، انہیں چاہیے کہ ان نشانیوں کو دیکھتے ہوئے، داعش تنظیم کی اس گمراہی سے برات کریں، کہ نہ یہ اسلام سے ہیں اور نہ اسلام ان سے ہے!

☆☆☆☆☆

بقیہ: امنیت اور رازداری کا اہتمام......راہ جہاد کا بنیادی تقاضا

اسی طرح انٹرنیٹ پر رابطوں میں محفوظ طریقہ کار اختیار کرنا، میسجز وغیرہ ڈیلیٹ کرتے رہنا، اگر سوشل میڈیا پر کسی دعوتی کام سے جڑے ہیں تو بہت جلد کسی پر اعتماد نہ کرنا اور پھر اپنی تصاویر بھیجنے یا شیئر کرنے سے اجتناب کرنا......موبائل فون میں نمبروں کے نام اصل کی بجائے فرضی نام محفوظ کرنا......اسی طرح نمبروں کو تبدیل کر کے بھی محفوظ کیا جاسکتا ہے جیسے صحیح نمبر کے آخر میں ایک نمبر کا اضافہ کر دیا جائے اور یہ یاد رکھا جائے کہ آخری نمبر اضافی ہے......اب جب کال کرنا مطلوب ہو تو آخری نمبر حذف کر کے مطلوبہ نمبر پر کال کر لی جائے......وہ بھائی جو کسی موبائل کمپنی میں ٹیکنیکل سائیڈ پر کام کا تجربہ رکھتے ہوں اگر ایسے کسی شخص سے معلومات حاصل ہو سکیں تو نہایت ہی مفید ہوگا جو یقیناً رابطوں کو محفوظ بنانے کے راستے نکال سکتے ہیں......اسی طرح وہ ساتھی جو سیکورٹی فورسز کے چھاپوں میں گھر جاتے ہیں اور شہادت تک لڑتے ہیں جب ان کو یقین ہو جائے کہ اب شہادت تک ہی لڑنا ہے تو ایسی صورت میں موبائل فونز کو مکمل ضائع کر دیا جائے تا کہ بعد میں موبائل ریکارڈ سے ایجنسیوں کو کسی قسم کا سراغ نہ مل سکے......کسی ساتھی کی گرفتاری کی صورت میں نمبروں کو بروقت تبدیل کرنا، اور بروقت بقایا ساتھیوں کو مطلع کرنا تا کہ ٹھکانے تبدیل کیے جاسکیں ان حالات کا سامنا تو اب مجاہدین کو آئے روز کرنا پڑتا ہے......

پولیٹیکل فرنٹس میں مخبروں کی بآسانی شمولیت :

وہ مجموعے جن کے نظریات سے وابستہ افراد سیاسی سطح پر بھی موجود ہیں، خفیہ ایجنسیوں کے لیے یہ بہت آسان ہو جاتا ہے کہ ایسی سیاسی تنظیموں میں گھس کر پھر مطلوبہ اہداف حاصل کیے جائیں......اب چاہے یہ پولیٹیکل فرنٹ کسی مذہبی تنظیم کا ہو یا آزادی پسند اور قوم پرستوں کا، دونوں جگہ خفیہ ایجنسیاں پولیٹیکل فرنٹ میں موجود اشخاص کو کبھی پریشر میں لانے کے لیے نشانہ بناتے ہیں گرفتار کرتے ہیں اور ساتھ ساتھ عسکری تنظیم تک رسائی کے لیے خوب اثر ورسوخ بناتے ہیں......ایسی سیاسی تنظیموں کی نگرانی بھی سخت انداز میں کی جاتی ہے اس لیے بسا اوقات ان تنظیموں سے وابستہ افراد نگرانی میں ہونے کے سبب بھی دوسروں کے لیے مشکلات کا باعث بنتے ہیں......اس لیے ایسی صورت میں جب کسی سیاسی تنظیم کے کارکن یا ذمہ دار سے کسی قسم کا معاملہ پیش آئے تو پھر خاص احتیاط کی جائے...... (جاری ہے)

☆☆☆☆☆

کفر کی اشاعت کیوں کروں؟؟

شیخ الاسلام حضرت مولانا علامہ انور شاہ صاحب کشمیری رحمۃ اللہ علیہ بلند پایہ محدث اور علوم و معارف کا خزینہ تھے۔ عربی علم وادب کا علاوہ آپ قدیم فارسی کے بھی بہت بڑے ماہر تھے۔

علامہ اقبال مرحوم نے جب ایران کا سفر کیا تو وہاں زرتشتی مذہب کے پیروکاروں نے ان سے اپنی قدیم کتاب 'پاژند' کے سلیس فارسی ترجمہ کی درخواست کی۔ علامہ اقبال نے جواباً کہا۔

اس کا ترجمہ مجھ سے تو ممکن نہیں۔ البتہ میرے ملک میں ایک ایسی ہستی ہے جو اس کام کو بحسن وخوبی انجام دے سکتی ہے۔

زرتشتیوں نے ایک لاکھ ایرانی سکے کی پیش کش کی۔ حضرت علامہ اقبال نے ہندوستان واپس لوٹ کر حضرت علامہ انور شاہ صاحب رحمہ اللہ سے ذکر کیا۔ حضرت علامہ انور شاہ صاحب رحمہ اللہ نے جواب دیا۔

'' لاکھ روپے کے بدلے میں، میں کفر کی اشاعت کیوں کروں؟؟ انور شاہ اسلام کے لیے پیدا ہوا ہے اشاعت کفر کے لیے نہیں!!!''۔

(حکایات الاسلاف جلد اول ص ۲۷۷)

11 اکتوبر: صوبہ کابل استعماری افواج پر شہیدی حملے میں 2 گاڑیاں تباہ جب کہ 12 اہل کار ہلاک ہوگئے۔

نظریاتی تصادم اور اصطلاحات کی جنگ

ڈاکٹر شمس الحق

''یہ حق و باطل کا معرکہ ہے، یہ ہدایت کی راہ کا شیطان کے رستوں سے ٹکراؤ ہے، یہ اللہ کی راہ میں لڑنے والوں کی طاغوت کی راہ میں لڑنے والوں سے جنگ ہے، یہ کوئی ایک دو دن کی لڑائی نہیں، یہ تو عمر بھر کا معرکہ ہے''!(شیخ مصطفیٰ ابو یزید رحمہ اللہ)

معرکہ خیر و شر، عسکری اور دعوتی، فکری اور عوامی ہر ہر محاذ پر لڑا جا رہا ہے۔ بنیادی طور پر یہ نظریات کی جنگ ہے۔ جاہلیّت اس بات کو جانچ پرکھ چکی ہے ایمان اور اہل ایمان کا خاتمہ آج تک بزور بازو ممکن نہیں۔ جدید حربی ٹیکنالوجی کے باوجود مستقبل میں بھی اس کا کوئی امکان نظر آتا ہے۔ ڈیڑھ دو ارب کی آبادی کو نہ تو گیس چیمبرز میں ایک ساتھ مار کر دنیا کو ان سے 'نجات' دلائی جا سکتی ہے اور نہ ڈیزی کٹر اور بی باون سے ان تمام کا 'علاج' ممکن ہے۔ ان تمام کا ایک ساتھ یہودی یا عیسائی ہو جانا بھی ممکن نظر نہیں آتا!

ایسے میں ایک ہی حل رہ جاتا ہے کہ کسی طرح دھوکے سے ان سے اسلام لے کر انہیں وہ چیز دی جائے جس کو یہ بھلے تو اسلام سمجھا کریں لیکن وہ ہو جاہلیّت! کفر پر اسلام کا لیبل لگا کر انہیں میٹھی خوراکیں دی جائیں یہاں تک کہ یہ جاہلیّت ہی کو اسلام سمجھنے لگیں۔ یوں اسلام لے لیا جائے، مسلمان بھلے دو سے چار ارب ہو جائیں!!! یہ وہ چیز ہے جسے اہل ایمان اور اہل جاہلیّت دونوں ہی ''فکری جنگ'' کا نام دیتے ہیں...... یعنی افکار کی جنگ، نظریات اور تصورات کی جنگ!!! اس جنگ کے مختلف مراحل ہیں، بے شمار طریق کار ہیں اور متنوع مقاصد ہیں...... البتہ بڑا اور بنیادی مقصد ایک ہی ہے، وہی جو قرآن نے بیان کر رکھا ہے:

وَدُّوا لَوْ تَكْفُرُونَ كَمَا كَفَرُوا فَتَكُونُونَ سَوَاءً (النساء : ۸۹)

''وہ تو یہ چاہتے ہیں کہ جس طرح وہ خود کافر ہیں اسی طرح تم بھی کافر ہو جاؤ تاکہ تم اور وہ سب یکساں ہو جائیں''۔

''فکری جنگ'' کا مقصد اس نظریے اور عقیدے کو ہی بدل دینا ہے جو کفر کے سامنے سینہ سپر مجاہد اور حق گو علما پیدا کرتا ہے، وہ نظریہ جو ایک عام مسلمان کو ایمانی حرارت و جذبے سے سرشار کر کے کفن سر پر باندھ کر میدان میں لے آتا ہے۔ وہ چاہتے ہیں کہ دماغ مسلمان کا ہو تو سوچ جاہلیّت کی ہو، افکار مشرق سے آئیں مگر روح مغربی ہو، سوچنے والا مسلمان کہلائے لیکن معیارات سیکولر رکھے، بولنے والا محمد اور احمد ہو اور زبان ڈارون اور میکالے کی بول رہا ہو، بالفاظ اقبال؛

؎ فکر عرب کو دے کر فرنگی تخیلات

اسلام کو حجاز و یمن سے نکال دو

فکری جنگ کا ایک بڑا محاذ ''اصطلاح'' کا محاذ ہے! اصطلاحات کہنے کو 'ایک دو الفاظ' ہوتے ہیں لیکن یہ 'ایک دو الفاظ' جو اپنے ساتھ ایک پوری تاریخ، تہذیب اور نظام فکر لے آتے ہیں! مثلاً آپ دیکھیں کہ ایک لفظ ''جمہوریت'' ہے اور "خلافت'' بھی ایک لفظ ہے، لیکن جب ہم "جمہوریت'' کہتے ہیں تو ہمارا ذہن سیدھا کہاں پہنچتا ہے؟ الیکشن، عوامی نمائندے، رائے عامہ، اسمبلی، آئین وغیرہ ذہن میں آتے ہیں اور 'خلافت' بولا جائے تو...... اسلام کی حکومت، اللہ کا حکم، شریعت کا نفاذ، اسلامی طرز زندگی کی طرف ذہن جاتا ہے...... یہ صرف ایک مثال ہے۔ اسی طرح ہم نے شاید کبھی نہیں سوچا کہ ''کافر'' اور ''غیر مسلم'' کہنے میں کیا فرق ہے!!! خدا کا شکر ہے ابھی ہم 'جمہوریت' اور 'خلافت' کے فرق کو جانتے ہیں البتہ ''اسلامی جمہوریت''، تو ہم ہضم کر ہی لیتے ہیں!!!

اس محاذ پر کفر و جاہلیّت کی اصطلاحات رائج کروانے کے لیے میڈیا کارپٹ بمبنگ کرتا ہے، اسلامی اصطلاحات کی مغربی تشریح کی شیلنگ ہوتی ہے اس سے آگے بڑھ کر پھر کفریہ نظریات کو اسلام سے ثابت کرنے کے لیے دل و دماغ پر باقاعدہ گھات لگائی جاتی ہے...... اسلامی اصطلاحات کے 'خطرناک' پہلوؤں کا مثلہ کیا جاتا ہے...... یہاں 'رویبضہ' (کج فہم کارندے) عوام کو چکنی چپڑی باتوں سے لبھاتے ہیں تو چار لفظ پڑھے لکھے کی 'سوچ بیدار' کرنے کو منجھے ہوئے جاہلیّت پرست 'سائنس' دانش ور موجود ہیں...... جو امت کو 'جدید تحقیقات' کے بعد ایک 'نیا اسلام' دریافت کر کے دیتے ہیں! یہاں اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو نعوذ باللہ ایک جمہوری شخصیت قرار دلوانے کی باتیں ہیں...... 'انسان پرستی' کو 'خدا پرستی' ثابت کرنے کے لیے 'دلائل' ہیں...... آخرت کی 'فلاح' کو محض مادی 'ترقی' بتانے کے حیلے ہیں...... اور 'امت' کو محض ایک 'قوم' ایک 'نیشن' سے تعبیر کرنا عام ہے......

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ الفاظ پر اتنا زور کیوں؟ اصل چیز تو معنی کا ادا ہونا ہے۔ اس سوچ کا تفصیلی جواب تو مختلف مثالوں اور ان کی تشریح کے ساتھ ہی دیا جا سکتا ہے اور ان شاء اللہ آئندہ دیا بھی جائے گا جس سے یہ واضح ہوگا کہ بظاہر یہ معصومانہ سوچ کتنی سادگی پر مبنی ہے اور یہ غفلت اسلام اور اہل اسلام کے حق میں کتنی خطرناک ثابت ہو رہی ہے! ان شاء اللہ، مختصراً ایک نکتے کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے۔ کسی بھی علم و فن یا نظامِ فکر کے اپنے نظریات ہوتے ہیں اور ان نظریات کے اظہار کے لیے اصطلاحات بھی اس نظام فکر کی اپنی ہوتی ہیں۔

(بقیہ صفحہ ۳۹ پر)

11 اکتوبر: صوبہ قندھار میں غورک پولیس ہیڈکوارٹر فتح ہوا، لڑائی میں 20 اہل کار ہلاک ہوئے جب کہ مجاہدین کو اسلحہ غنیمت بھی ہاتھ لگا۔

''بربریت'' کی بجائے ''سربریت'' کو مستعمل بنائیں!

عبدالمنعم صدیقی

عام طور پر ہمارے ہاں ظلم و ''بربریت'' کا لفظ سوچے سمجھے بغیر استعمال کیا جاتا ہے۔محققین کے مطابق بربر قوم شمالی افریقہ کے عربی ممالک الجزائر اور مراکش وغیرہ میں بستی ہے۔شروع اسلام سے جب یہ علاقے اسلام کے زیرنگین ہوئے۔تب سے اس قوم نے بہت نامور لوگ، فاتح اور سپہ سالار پیدا کیے۔

ترکوں کی طرح شمال افریقی مسلمان قوموں نے بھی صلیبی اقوام کو ان کی حدود میں رکھا اور صدیوں یہ اسلام کے سرحدی محافظ ثابت ہوئے۔

بربر مسلمان۔ دنیا کی جنگ جو اور دلیر اقوام میں سے ایک ہے۔جن کے ہاتھوں صلیبیوں کو بہت نقصان اور مسلمانوں کو بہت فائدہ پہنچا۔

مغربی اقوام نے بربروں سے متعلق ان کی پرعزم برداشت اور ارادے کی پختگی کو تشدد سے جوڑتے ہوئے اسے ''بربریت''(انگریزی میں Barbarism) کا نام دیا جو صلیبی تعصب پہ مبنی ہے۔

ہسپانوی زبان میں عام بول چال میں اگر کوئی شخص تن تنہا کوئی کارنامہ سرانجام دے دے تو اسے ''کے بَر بارَو'' کہہ کر پکارا جاتا ہے۔یعنی'' کیا بربر ہے!''...... ''Que barbaro''......اگر ایک سے زیادہ لوگ کوئی محیر العقول اور انتہائی برداشت کا یا عام ضرورت سے زیادہ توانائی استعمال کر کے کوئی کام سرانجام دیں تو اس کے لیے بھی انہیں مجموعی طور پہ یوں پکارا جاتا ہے''Que barbaros''......

اسی طرح پختونوں کے بارے میں بھی انگریزی اور لاطینی میں الفاظ رائج کیے گئے۔

لہٰذا کسی واقعہ کی سفاکی اور شقی القلبی پر اردو میں ناجائز طور پہ مستعمل لفظ ''بربریت''استعمال کرنا خود اپنے منہ پہ طمانچہ مارنے کے مترادف ہے۔

کچھ راسخ العقیدہ مسلم مفکرین اور اہل ادب و انشا نے 'بربریت' کے بجائے "سربریت " کا لفظ استعمال کیا ہے اور اس کے استعمال کا مشورہ بھی دیا ہے۔اس کی وجہ یہ ہے کہ صلیبیوں کی جانب سے جتنے بھی مظالم بربروں کی طرف تعصب اور بدنامی کی نیت سے منسوب کیے گئے،ان سے کہیں زیادہ سفاکیت بوسنیا میں ۱۹۹۰ء کی دہائی میں سربوں کی جانب سے مسلمانوں پر توڑے گئے۔آج کی نوجوان نسل کے دل و دماغ پر بھلے نقش نہیں ہیں لیکن ان کی شدت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ اس دور میں جدید میڈیا کے نہ ہونے کے باوجود اس کے اتنے شواہد اور ثبوت موجود ہیں کہ خود اقوام متحدہ جیسے غلام ادارے کے ہاں بھی سرب جرنیل جنگی مجرم قرار پا چکے ہیں۔

چنانچہ تحریر میں ''بربریت'' کا لفظ استعمال کر کے ایک غیر حقیقی تعصب کو مکھی پر مکھی مارتے ہوئے آگے بڑھانے کی بجائے ''سربریت'' کا لفظ استعمال کیا جائے جو حقیقت پر مبنی بھی ہے اور ظلم کے خلاف مزاحمت کا ایک اظہار بھی!!!

☆☆☆☆☆

بقیہ: نظریاتی تصادم اور اصطلاحات کی جنگ

ہم کیمسٹری کے مسائل فزکس کی اصطلاحات میں بیان نہیں کر سکتے، کیمونزم کی تشریح سرمایہ دارانہ اصطلاحات کے ذریعے نہیں کر سکتے......علیٰ ہذا القیاس۔ چنانچہ کوئی بھی اصطلاح بولی جاتی ہے تو اس کے ساتھ اس کا مخصوص پس منظر، تاریخ اور پورا نظام فکر بندھا چلا آتا ہے۔۔۔اور اس ایک 'لفظ' نظر آنے والی اصطلاح کو تبدیل کر دیا جائے تو یہ سارا فکری پس منظر بدل جاتا ہے۔اس حوالے سے جمہوریت اور خلافت کی مثال اوپر دی جا چکی ہے۔

آج ہم اصطلاحوں کے دوغلے ملغوبے یا یوں کہہ لیں کہ 'خچرانہ اصطلاحات' کے عادی ہو چکے ہیں...... یہ 'اسلامی جمہوریت' ہے، وہ 'اسلامی بنک کاری' ہے اور جناب یہ 'اسلامی' سوشل ازم ہے اور وہ رہی 'اسلامی' قوم پرستی!......اسی طرح اسلام کی اصطلاحات کا مفہوم بدلنا...... جاہلی اصطلاحات کو بڑے 'نیوٹرل' انداز میں اسلام سے ہم آہنگ دکھلانا......اور قرآن وسنت سے لفظی مماثلت کی بنیاد پر مختلف جاہلی تصورات کو 'ثابت' کرنا......

یہ اصطلاحات کی جنگ کے چند ایک طریقہ کار ہیں۔ پھر اس سارے سلسلے نے خالص اسلامی فکر کو کیسے گدلا کیا ہے......اہل اسلام پر کیا اثرات مرتب کیے ہیں اور الجھنیں پیدا کی ہیں......کیسے صراط مستقیم سے دوریاں پیدا کی ہیں اور اہل کفر کی راہیں کیسے آسان کی ہیں...... یہ تمام موضوعات فکری جنگ اور اصطلاحات کی جنگ کے موضوعات ہیں۔کفر و جاہلیّت کے گھٹاٹوپ اندھیروں میں نور ایمان سے اپنی شمعیں روشن رکھنے والوں نے اس پر گفتگو بھی کی ہے اور آئندہ مزید کی گنجائش بھی بہر حال ہے......وبید اللہ التوفیق

☆☆☆☆☆

12 اکتوبر: صوبہ لوگر و بامیان میں مجاہدین نے 3 ہیلی کاپٹر مار گرائے۔

ایک ہاتھ میں قلم،تو دوسرے میں تلوار ضروری ہے

عثمان صدیقی

میں بحثیت ایک پاکستانی، ان حالات کو دیکھ کر سخت پریشانی میں مبتلا ہوں اور بہت سے پاکستانی جو کہ، پاکستان سے دلی محبت رکھتے ہوں اور سچّے مسلمان ہوں، تو یقیناً ان حالات کی وجہ سے ان کے دل میں بھی اضطراب پایا جاتا ہوگا، آج کل ایک بات کو بہت زور وشور سے کیا جارہا ہے وہ چاہے سوشل میڈیا ہو، پرنٹ یا الیکٹرانک میڈیا سب ایک ہی بحث میں لگے ہوئے ہیں کہ ہمیں اپنی نئی نسل سے بندوق کلچر ختم کر کے ان کے ہاتھوں میں قلم دینا چاہیے۔

لیکن یہاں اس نقطے کو سمجھیں کہ ہم قلم کے مخالف بالکل نہیں ہیں مگر ایک مسلمان کے اگر ایک ہاتھ میں قلم ہے تو دوسرے تلوار لازمی ہونی چاہیے، کیونکہ اسلحہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے اور بحثیت ایک مسلمان کے ہمیں اسلحہ سے نفرت نہیں بلکہ محبت ہونی چاہیے۔میرے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے کہ

''بے شک اللہ تعالیٰ ایک تیر کے بدلے تین لوگوں کو جنت عطا فرمائیں گے۔

(۱) اس تیر کے بنانے والے کو، جو بناتے وقت نیکی (یعنی جہاد) کی نیت کرے۔

(۲) اس تیر کو (دشمن کی طرف) چلانے والے کو۔

(۳) تیرانداز کے ہاتھ میں تیر پکڑانے والے کو۔

جس نے تیراندازی کو سیکھ کر چھوڑ دی، تو اس نے ایک نعمت کو چھوڑ دیا، یا نعمت کی ناشکری کی''۔(مصنف ابنِ ابی شیبہ، ابوداؤد، نسائی، المستدرک)

جو لوگ اسلحہ کے خلاف بڑے زور وشور سے مہم چلا رہے ہیں انہوں نے کبھی امریکہ اسرائیل اور بھارت سے بھی کہا ہے کہ تم لوگوں نے جو اتنے بڑے پیمانے پر تباہی پھیلانے والے ہتھیاروں کے انبار لگائے ہیں ان کو تلف کردو تاکہ دنیا میں امن قائم ہو سکے! باوجود اس کے کہ ان ممالک نے یہ ہتھیار مسلمانوں کے خلاف استعمال بھی کیے ہیں۔

مگر یہ نام نہاد تنظیمیں اور میڈیا پر اسلحہ کے خلاف تشہیری مہم چلانے والے کفار کے ایجنٹ دانشوران سے کبھی یہ نہیں کہتے اور یہ کہیں گے بھی نہیں کیونکہ یہ بنی ہی مسلمانوں کے خلاف ہیں، ان کا مقصد ہی یہی ہے کہ مسلمانوں کو کفار کے لیے تر نوالہ بنایا جا سکے۔ جس طرح فلسطینیوں کو اسرائیل کے لیے نہتا کر کے چھوڑا گیا ہے تاکہ اسرائیل جب چاہے، فلسطین میں اپنی درندگی کا مظاہرہ کر سکے۔ یہ تنظیمیں اس وقت کیوں اسرائیل جا کر اسلحہ کے خلاف تحریک نہیں چلاتی، جب اسی اسلحے سے ایک اسرائیلی کے بدلے ۲ ہزار فلسطینیوں کو شہید کیا جاتا ہے۔

ہم مسلمانوں کو ان کفار کی باتوں میں آنے کے بجائے اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مبارک کا مطالعہ کرنا چاہیے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اسلحے سے کتنی محبت تھی، جو اس واقعے سے ظاہر ہوتی ہیں کہ سردار دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے تشریف لے جارہے ہیں، اور غربت و مفلسی کا یہ عالم ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں چراغ جلانے تک کے لیے تیل تک موجود نہ تھا، لیکن اُسی وقت میں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں ۹ تلواریں لٹک رہی تھی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اس عمل سے امت کو یہ پیغام دے گئے، کہ چاہے تم پر کیسے بھی حالات کیوں نہ آجائیں، اس تلوار کو، اس اسلحے کو، اس جہاد کے رستے کو کبھی مت چھوڑنا! یہ بھی یاد رکھیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک نام نبی السیف اور دوسرا نبی الملاحم ہے یعنی تلوار والے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور سخت جنگوں والے نبی صلی اللہ علیہ وسلم!......میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماگئے کہ ''میرا رزق، میرے نیزے کے نیچے رکھ دیا گیا ہے''۔ یہ بھی فرمایا کہ ''جنت تلواروں کے سائے تلے ہے''۔

درحقیقت یہ سب تنظیمیں ایک بہت بڑے مشن پر کام کر رہی ہے، کفر اور اسلام کے مابین ایک بہت بڑے معرکے کی تیاری میں مصروف ہیں، وہ معرکہ جو 'ہرمجدون' کہلاتا ہے جسے کفار آرمیگاڈون کہتے ہیں! یہ وہ معرکہ ہے جس میں یہودیوں کی طرف سے دجال اکبر میدان میں اترے گا اور مسلمانوں کی جانب سے امام مہدی' میدانِ کارزار کو سجائیں گے! اس بڑے معرکے سے پہلے ہی یہ تنظیمیں، مسلمانوں کی نئی نسل کو نظریاتی اور فکری طور پر تباہی کی طرف لے کر جانا چاہتی ہے تاکہ مسلمانوں کی نئی نسل کے ذہن اندھیروں میں بھٹکتے رہیں، اسلحے سے نفرت کریں، اپنی اصل قیادت کو نہ پہچان سکیں اور صرف نام کے مسلمان رہ کر بجائے اسلام کے' کفر کے مفادات کو پایہ تکمیل تک پہنچائیں۔

آج ہم واقعی میں انجانے میں اس نہج پر پہنچ بھی گئے ہیں کہ جو یہ کفار کے ایجنٹ کہتے ہیں، ہم من وعن اس پر عمل کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ یہ نہیں دیکھتے کہ اس بات کے پیچھے اس کے اغراض و مقاصد کیا ہیں۔ کیا آپ بغداد کی تاریخ بھول گئے کہ جب قلم کے میدان میں مسلمان عروج پر تھے، لیکن افسوس کے تلوار کو چھوڑ بیٹھے تھے تو پھر دنیا نے

12 اکتوبر: صوبہ کابل میں مجاہدین کے حملے میں کرنل سمیت 7 اہل کار ہلاک ہوگئے۔

دیکھا کہ ہلاکو خان نے آکر انہی مسلمانوں کو کیسے گاجر مولی کی طرح کاٹا تھا...... وہی قلم اور کتابیں کہ جب ان کے تحفظ کے لیے تلوار موجود نہیں تھی' کیسے دریائے فرات میں بہا کر مسلمانوں کا قیمتی علمی اثاثہ ضائع کر دیا گیا۔

اور جہاں تک امن کا سوال ہے تو اگر یہ جہاد کو بے امنی کے ساتھ تعبیر کرتے ہیں، تو یہ امن کبھی بھی قائم نہیں ہوسکتا کیونکہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث مبارک ہے کہ جہاد قیامت تک جاری رہے گا۔ کیا اللہ رب العزت نے ہمیں اس فتنے سے پہلے ہی آگاہ نہیں کیا ہے اتنی واضح آیات کو پڑھ کر اور دیکھ بھی ان کفار کی باتوں آجاتے ہیں۔

وَدَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوا لَوْ تَغْفُلُوْنَ عَنْ أَسْلِحَتِكُمْ وَأَمْتِعَتِكُمْ فَيَمِيْلُوْنَ عَلَيْكُم مَّيْلَةً وَاحِدَةً(النساء: ۱۰۲)

''کافر اس گھات میں ہیں کہ تم ذرا اپنے ہتھیاروں اور سامانوں سے غافل ہوجاو، تو تم پر یک بارگی حملہ کردیں''۔

یہاں نام نہاد تنظیمیں تو بنی ہی اسی مقصد کے لیے ہیں کہ امت مسلمہ کی بنیادوں کو کھوکھلا کیا جا سکے۔ پھر یہ کفار مسلمانوں پر خوں خوار بھیڑیوں کی طرح حملہ آور ہو جائیں اور آگے مسلمان' خالی ہاتھ ان کے لیے تر نوالہ بنے موجود ہوں۔ جب خدانخواستہ بھارت' پاکستان پر حملہ آور ہو جائے گا، کیونکہ کفار کبھی بھی مسلمانوں کے وجود کو برداشت نہیں کر سکتے، تب ہم سب کو اس بات کا احساس ہوگا کہ یہ کفار کی ایجنٹ تنظیمیں ہم مسلمانوں کا کیا نقصان کر گئی ہیں...... مگر اس وقت تک ہماری بنیادوں کو دیمک کھا چکی ہوگی۔ آج ''امن پسندی'' کا درس دینے والے فرماتے ہیں کہ اسلام اخلاق کے زور پر پھیلا ہے نہ کہ تلوار کے زور پر! یہاں میں صلاح الدین ایوبیؒ کی یہ بات لکھنا چاہتا ہوں کہ ''میں نہیں جانتا کہ اسلام تلوار کے زور پر پھیلا ہے یا اخلاق کے زور پر مگر میں اسلام کی حفاظت کے لیے تلوار کو ضروری سمجھتا ہوں''......

بحیثیت ایک مسلمان ہمیں یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اعلیٰ اخلاق والی ہستی تو دنیا میں نہ پہلے آئی ہے نہ آئندہ کبھی آئے گی تو جب ان کے اخلاق سے یہ کفار و مشرکین سیدھی راہ پر نہ آسکے اور محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے خلاف تلوار اٹھانے کا حکم آیا اللہ کی طرف سے اور اسی تلوار کے زور پر مکہ فتح ہوا اور اسلام کو غلبہ حاصل ہوا تو آج یہ لوگ کیسے یہ بات کر رہے ہیں کہ تلوار کی ضرورت اب نہیں رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ تلوار کی اس فتح کو حقیقی فتح بتا رہے ہیں...... کیا آپ دیکھتے نہیں سورۃ النصر کو کیسی فتح بتلایا کہ لوگ جوق در جوق اسلام میں داخل ہو رہے ہیں، تو یہ فتح تلوار کی فتح تھی۔

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صرف زکوۃ دینے سے انکار کرنے والوں کے ساتھ قتال فرما کر اس مسئلے کو قیامت تک کے لیے واضح فرما دیا کہ نظامِ اسلام میں کسی قسم کی رخنہ اندازی اور کتر و بیونت کو ہرگز برداشت نہیں کیا جائے گا۔ کیونکہ اسلام کے مزاج میں کسی تبدیلی کی گنجائش نہیں ہے۔ اگر ہم اس کے پھیلنے میں تلوار کو نظر انداز کر دیں، تو نعوذ باللہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی قربانیاں فضول قرار دی جائیں گی کہ اسلام کی ترویج و اشاعت میں تو تلوار کی اجازت نہیں تھی۔ جب کہ ان حضرات نے تلوار کو استعمال کیا اور اکثر علاقے تلوار کی نوک پر فتح کیے اور تلوار ہی کے ذریعے سے گندے مواد کو صاف فرمایا۔ جب مطلع صاف ہو جاتا اور مسلمان ایک باعزت حیثیت کے ساتھ کسی ملک میں داخل ہوتے تو اب لوگوں کو ان کے اخلاق دیکھنے کا موقع ملتا اور وہ گروہ در گروہ دین میں داخل ہوتے۔ اور حالات نے واضح کر دیا ہے کہ وہ داعی زیادہ کامیاب رہے جن کی دعوت کے پیچھے تلوار ہوا کرتی تھی خود حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ نے تفسیر معارف القرآن میں مندرجہ ذیل آیت کریمہ کی تفسیر میں لکھا ہے کہ:

كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ(آل عمران: ۱۱۰)

''تم بہترین امت ہو جسے لوگوں کے لیے نکالا گیا تم نیکیوں کا حکم کرتے ہو اور برائیوں سے روکتے ہو''۔

''امت محمد یہ علیٰ صاحبہا الصلوۃ والسلام کے خیر امت ہونے کی وجہ یہ ہے کہ ان کی دعوت کو کوئی ٹھکرا نہیں سکتا۔ کیونکہ ان کی دعوت کے پیچھے جہاد کا عمل موجود ہے۔ جو ان کی دعوت کو نہیں مانے گا جہاد کے ذریعے اس کا خاتمہ کیا جائے گا۔ جب کہ پہلی امتوں میں دعوت کا عمل تو موجود تھا مگر ان کی دعوت کے پیچھے جہاد کی پاور نہیں تھی''۔

امام المعقولات والمنقولات حضرت شیخ التفسیر مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ سیرۃ المصطفیٰ میں تحریر فرماتے ہیں:

''پند و نصیحت بے شک موثر ہے لیکن سلیم طبیعتوں کے لیے اور اگر آپ کتنے ہی اخلاص اور ہمدردی سے بہتر سے بہتر نصیحت فرمائیں لیکن ہٹ دھرم طبیعتیں کبھی اثر پذیر نہیں ہوسکتیں۔ بنی نوع انسان کی طبائع یکساں نہیں کسی کے لیے خدا نے کتاب اتاری اور کسی کے لیے لوہا اتارا۔

فقہا نے تو یہاں تک لکھا ہے کہ جو علاقے جہاد سے فتح ہوئے وہاں خطیب اپنے ہاتھ میں تلوار لے کر خطبہ دے لوگوں کو یہ جتانے کے لیے کہ یہ علاقہ تلوار سے فتح کیا ہے اگر لوگ اسلام سے پھرتے ہیں تو یہ سوچ لیں کہ ابھی تک مسلمانوں کے ہاتھ میں یہ تلوار موجود ہے جو اسلام سے انحراف کرنے والوں کا دماغ درست کردے گی۔ تفصیلات کے لیے دیکھئے'' (فتاوی ھندیہ ج۱)۔

(بقیہ صفحہ ۱۴۱ پر)

12 اکتوبر: صوبہ کنڑ میں فوجی کاروان پر حملے میں 5 اہل کار ہلاک ہوگئے۔

آؤمل کر گواہی دیں......لا الہ الا اللہ!

بلال احمد خان

جب حالات سخت ہوں، حق کی گواہی تبھی تو دی جاتی ہے۔ جب حق کہنے کے جرم میں تکلیفیں دی جارہی ہوں تبھی حق کی گواہی دینے کا مزا آتا ہے۔ اللہ کی محبت میں ڈوبے ہوئے نعرے لگانے کا وقت اب ہی تو آیا ہے۔ تو سنو اے باغیان خدا! اے نمرودو! اور فرعونو! سنو!!!

ہم تمہاری خدائی کا انکار کرتے ہیں، ہم ایک اللہ وحدہ لاشریک پر ایمان کا اعلان کرتے ہیں!!!

لا الہ الا اللہ!!! سنو کہ اللہ کو چھوڑ جس جس کو پکارا جارہا ہے یہ سب کفر و شرک ہے۔ اللہ کے سوا جس جس کو سجدے کیے جارہے ہیں ہم اس سے بری ہیں، ایک خدا کے ساتھ جس جس کے نام پر ذبیحے، قربانیاں اور نذریں نیازیں دی جارہی ہے ہم اسے شرک سمجھتے ہیں اور اس کا کھلا انکار کرتے ہیں۔

لا الہ الا اللہ! سنو کہ اللہ کے نازل کردہ قانون و دستور کو معطل کر کے جس جس قانون و آئین کو نافذ کیا جارہا ہے ہم اس سے بےزار ہے! ہم تمہارے قوانین سے کفر کرتے ہیں! ہم اللہ کی شریعت کے مدمقابل کھڑے کسی بھی آئین کو نہیں مانتے، جب بھی تمہارے قوانین اسلام کے مقابلے پر آئیں گے تو وہ ہمارے جوتے کی نوک پر ہوں گے!

لا الہ الا اللہ! سنو ہم ہر اس ادارے سے بےزار ہیں جو اللہ کے مدمقابل قوانین بنانے والا ہے، ان قوانین سے فیصلے کرنے والا ہے ان قوانین کو نافذ کرنے والا ہے!...... ہاں! ہم تمہاری عدالتوں کے منکر، تمہاری پارلیمنٹ کی بالادستی کے منکر! ہم تمہاری طاغوتی قوتوں سے بےزار ہیں!

لا الہ الا اللہ! ساری زمین اللہ کی ہے! اسلام انسانیت کی اجتماعیت کی اساس ہے! اے دنیائے کفر! سن کہ ہم تیری ان ریاستوں کے منکر ہیں کہ جہاں اللہ کا دین معطل ہے، جہاں انسانیت کے اتحاد کی بنیاد اللہ کی توحید نہیں ہے بلکہ مٹی، زبان اور قوم و نسل ہے!

جہاں یہ ریاستیں اسلام کے مدمقابل ہوں گی وہاں ہماری وفاداری اسلام سے ہوگی! ہاں ہم اپنے دین کے وفادار ہیں اور تمہارے کفریہ آئین و دستور کے ہم باغی ہیں!......سنو! ہم تمہارے جھنڈوں کا کفر کرتے ہیں، تمہاری قومی وطنی قیادتوں کا بڑائی کا انکار کرتے ہیں! ہماری نگاہ میں وہی قائد ہے جسے خدا نے قائد بنایا، وہی بڑا ہے جسے اسلام نے بڑا بتلایا، وہی محترم ہے جسے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے محترم قرار دیا!

ہم ہر شرک سے باغی، ہر مشرک سے بےزار، ہر جھوٹے خدا سے بری!......

گواہ ہو جاؤ کہ ہم لا الہ الا اللہ کی گواہی دے رہے ہیں!

ہم مسلم معاشروں کو ہدف بنا کر قتل و غارت کی مذمت کرتے ہیں مگر ساتھ ہی ہم تمہاری دہشت گردی کا بھی کھلم کھلا انکار کرتے ہیں۔ ہم تکفیر مسلمین کے شدید مخالف ہیں ہیں مگر اس کے ساتھ ساتھ ہم امریکہ کی چاکری سے بےزاری اور برات کا اعلان بھی کھلے عام کرتے ہیں!

ہم اس امت اسلام کے وفادار ہیں، اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرنے والے ہیں! علمائے امت اور مجاہدین اسلام سے محبت رکھنے والے ہیں!

سنو! اے دنیا کے کافروں اور ان کافروں کے ساتھیوں ہم میں اور تم میں دشمنی ہے یہاں تک کہ تم ایک اللہ پر ایمان لے آو۔

ہاں ایک اللہ کو مشکل کشا، حاجت روا تسلیم کرلو، ایک اللہ کے نازل کردہ کو آئین و دستور بنالو، ایک اللہ پر ایمان کو اجتماعیت کی بنیاد مان لو! تب تک ہم میں اور تم میں دشمنی ہے! یہ دشمنی آج کی نہیں بلکہ اس وقت سے ہے جب سے انسانیت نے وجود پایا اور تب تک رہے گی کہ جب تک قیامت قائم نہیں ہو جاتی۔

فرمان الٰہی ہے:

> قَدْ كَانَتْ لَكُمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِي إِبْرَاهِيمَ وَالَّذِينَ مَعَهُ إِذْ قَالُوا لِقَوْمِهِمْ إِنَّا بُرَآءُ مِنكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَاءُ أَبَدًا حَتّٰى تُؤْمِنُوا بِاللّٰهِ وَحْدَهُ
>
> تمہارے لیے ابراہیم (علیہ السلام) اور ان کے ساتھیوں میں نمونہ ہے کہ جب انہوں نے اپنی قوم سے کہا کہ ہم تم سے بری ہیں اور جن جن کی تم عبادت کرتے ہو ان سے بھی بری ہیں۔ ہم تمہارا انکار کرتے ہیں اور ہم میں اور تم میں تب تک لیے عداوت و دشمنی کا آغاز ہو چکا ہے کہ جب تک تم اکیلے اللہ پر ایمان نہیں لے آتے''۔

☆☆☆☆☆

13 اکتوبر: صوبہ قندوز فوجی کاروان پر حملے میں دو ٹینک تباہ ہو گئے جب کہ متعدد اہل کار ہلاک ہو گئے۔

لادینیت کی جھاڑ جھنکار سے اَٹا پاکستان!

عمار ثاقب

قبل اس کے کہ سیکولر نظام کے خالق یہود کے سابقہ تخلیق کردہ نظاموں پر بات کی جائے جنہیں یکے بعد دیگرے ردوبدل کیساتھ دنیا پر مسلط کیا جاتا رہا یہاں پہلے ایک تاریخی واقعے کا ذکر کرتا چلوں جس سے اندازہ ہو سکے گا کہ یہ لعین قوم دوسروں کو گمراہ کرنے کے مشن میں کس حد تک آگے جا سکتی ہے اور مکاری وعیاری کی کس کس صنف کو آزما سکتی ہے.....علامہ کمال الدین الدیموری رحمہ اللہ حیوۃ الحیوان جلد ۲ صفحہ ۲۱۵ پر رقم طراز ہیں:

''رفع عیسیٰ کے ۸۰ سالوں تک نصاریٰ صحیح دین پر قائم تھے پھر یہودیوں کے ساتھ ان کی ایک جنگ ہوئی جس میں بولس نامی ایک یہودی نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بہت سے سچے متبعین کو شہید کر دیا.....ایک دن اس نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ اگر عیسیٰ علیہ السلام حق پر ہیں تو ہم انکا کفر کر کے جہنّم کے مستحق ہوئے.....تو یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ ہم جہنّم میں جائیں اور عیسائی کامیاب ہوکر جنت میں جائیں لہٰذا ہمیں انہیں گمراہ کر کے ان کو بھی دوزخ میں اپنے ساتھ لے جانا چاہیے.....لہٰذا بولس اپنے سر پر مٹی ڈال کر نصاری کے پاس آیا اور انہیں کہا کہ مجھے آسمان سے آواز آئی کہ عیسائیت اختیار کرلو.....عیساؤں نے اسے گرجا میں داخل کر دیا.....بولس ایک سال وہاں عبادت کرتا رہا اور انجیل پڑھتا رہا.....ایک سال کے بعد جب یہ گرجا سے باہر آیا تو لوگوں کے دل میں اس کی عزت بڑھ چکی تھی، پہلے اس نے بیت المقدس جا کر وہاں کے نصرانی پادری کو ''عیسیٰ علیہ السلام، مریم علیہا السلام اور اللہ''، یعنی تینوں کے معبود ہونے کا نظریہ دیا پھر روم جا کر عیسائیوں کو نظریہ دیا کہ عیسیٰ علیہ السلام [نعوذ باللہ] اللہ کے بیٹے تھے پھر ایک اور مشہور عیسائی پادری کو کہا کہ عیسیٰ علیہ السلام [نعوذ باللہ] خود اللہ تھے.....اب بولس نے اپنے تینوں مختلف نظریات کے شاگردوں کو الگ الگ بتایا کہ کل عیسیٰ علیہ السلام کی خوش نودی کے لیے میں اپنے آپ کو ذبح کروں گا اور میرے بعد اسی نظریے کی تم آگے دعوت دینا.....اس طرح یہ تین فرقے بنے جو آپس میں خوب لڑے''(بحوالہ: علمی خطبات ص ۱۷۰، مولانا فضل محمد یوسف زئی دامت برکاتہم العالیہ)

آج جب ہم اس جمہوری سیکولر نظام کے ملغوبے کی مدح سرائی کرتے اور اسی کی طرف دعوت دیتے لادین شخصیات کے ساتھ ساتھ دینی شخصیات کو دیکھتے ہیں تو یہود کے مکار ذہن کو داد دیے بغیر نہیں رہ سکتے، جس نے اپنے سابقہ نظاموں کی ناکامی کے تجربے سے امت مسلمہ کو سیکولر نظام میں پھنسانے کے لیے کیسے حربے اختیار کیے اور اس مہم میں وہ کافی حد تک کامیاب بھی ہو گئے.....کیمونسٹ مینی فیسٹو مرتب کرنے والا کارل مارکس جرمنی کے ایک یہودی خاندان میں پیدا ہوا تھا، اسی طرح روس میں کیمونزم کی راہ ہموار کرنے والا جوزف سٹالن بھی یہودی تھا.....کلیسا اور بادشاہت کی ایک دوسرے کے خلاف مزاحمت اور تصادم بھی یہود کے لیے دردسر بنی رہی..... یہ کبھی روس سے دربدر ہوئے تو کبھی یورپ سے..... بالآخر انہوں نے جمہوریت ہی کو جائے پناہ سمجھا.....یہاں ضروری ہے کہ سیکولرزم اور جمہوریت کے مابین اس ہم آہنگی کو بے نقاب کر دیا جائے جس کے نظروں سے اوجھل ہونے کے سبب امت کا ایک کثیر طبقہ جمہوریت کو اسلام کے لیے بےضرر سمجھتا ہے.....

سیکولرازم کی تعریف اگر لغت میں دیکھی جائے تو آکسفورڈ لغت کے مطابق ''دین یا روحانیت سے نہ جڑا ہونا''.....بعض جگہوں پر ہے کہ ''تعلیم، سیاست، حکومت، اور عوام کے معاملات میں دین کو خاطر میں نہ لانا یا مذہب کے نظریات کو یکسر رد کرنا''.....اب اگر اسی مفہوم یا ہم معنی نام والے نظام کو دنیا پر مسلط کیا جاتا تو باقی دنیا پر تو یہ ممکن تھا لیکن مسلم دنیا پر اس کے ذریعے تسلط مشکل ہوجاتا لہٰذا ایک ایسے نظام ''جمہوریت'' کی تخلیق کی گئی جہاں مسلمانوں کو اس نظام کے ذریعے اسلامی نظام لانے کے سراب سے گمراہ بھی کیا جا سکے، دوسری طرف اپنے مہروں کے وقتاً فوقتاً تبدیل ہونے کے عمل کے ذریعے ان کی سرمایہ کاری محفوظ رہے.....اگر ایک حکمران سے کام نہ نکلے تو دوسرے پر پیسہ لگایا جائے اور اسے کامیاب کرایا جائے.....

پھر تعلیم، معاشرت، تجارت غرض تمام معاملات میں ذہنوں، مزاجوں کو اس طرح تبدیل کیا جائے کہ پھر ان کا انتخاب وہی ہو جو اس نظام کے تخلیق کرنے والوں کا انتخاب ہے.....اب پچھلے ۶۸ سالوں سے ایک طرف تو اسلام پسند طبقہ اسی خواب کے پیچھے بھاگتا رہا کہ جمہوری نظام کے ذریعے ہی اسلام کو نافذ کیا جائے اور لوگوں کی اجتماعی زندگیوں میں بھی لایا جا سکے، اس خواب کو حقیقت میں کیا تبدیل کرتے کرتے یہ معاشرہ سیکولرازم سے کتنا قریب ہوا یا دور ہوتا گیا؟ اس سوال کا جواب جاننے کے لیے زیادہ مغزماری کی ضرورت شاید ہی کسی کو پیش آئے۔

13 اکتوبر: صوبہ غزنی میں مجاہدین کے حملوں میں 7 اہل کار ہلاک جب کہ ایک ٹینک بھی تباہ ہوگیا۔

لیکن دوسری طرف ان سات دہائیوں میں اس نظام نے ایک ایسی نسل تیار کر دی گئی ہے جو سیکولر نظام کی ہی چاہنے والی اور اسی کو اپنی زندگیوں میں اپنائے ہوئے ہے......سکولوں کی حالت یہ ہے کہ آغا خان بورڈ اور کیمبرج سسٹم ایک متوازی نظام تعلیم چلا رہے ہیں جہاں کا نصاب تعلیم ایسا ہے جس سے فارغ التحصیل طالب علم ملحدانہ خیالات وافکار کی طرف ہی راغب ہوتا ہے...... چند ہفتوں قبل کراچی کے ایک سکول میں میٹرک کے طالب علم اور طالبہ کی خودکشی نے میڈیا اور معاشرے خصوصاً والدین کو ایسے جھنجوڑا جیسے وہ کسی اور دنیا میں رہتے تھے......کیا معاشرے کی یہ حالت راتوں رات ہوگئی؟ کیبل، موبائل، انٹرنیٹ، مخلوط نظام تعلیم، اور پھر حکومتی سرپرستی میں فحاشی کے فروغ کی مہم......کیا ان لوازمات کے بعد کوئی ذی شعور شخص یہ گمان کرسکتا ہے کہ معاشرہ اس قسم کے نتائج نہ بھگتے......لہٰذا آج ہمیں اپنے اطراف میں مسلمان خاندانوں کے کئی ایسے سپوت اور 'سپوتیاں' نظر آئیں گی جو شعائر اسلام، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں پر تنقید، حتیٰ کہ قطعی احکام شریعہ کا کھلے بندوں مذاق اڑاتی ہیں......

حضرت مولانا محمد انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ نے اکفار الملحدین صفحہ ۱۶۸ پر امام محمد رحمہ کا قول نقل فرمایا ہے کہ:

''جو شخص کسی بھی (قطعی) حکم شرعی کا انکار کرتا ہے، وہ اپنی زبان سے کہے ہوئے قول ''لا الہ الا اللہ'' کی تردید کرتا ہے۔''

انہی سیکولر نظریات کو ذہنوں میں پختہ تر کر کے پروان چڑھنے والا طبقہ حکومتی اداروں، سیاست، بیوروکریسی، فوج حتیٰ کہ چھوٹے بڑے ہر ادارے میں اپنے باطل نظریات کا پرچار کرنے اور اسے بزور قوت نافذ کرنے کو فرض عین سمجھتا ہے، خواہ اس مقصد کے لیے کلمہ گو مسلمانوں پر بم برسانے پڑیں یا اُن کی پوری کی پوری بستیوں کو ویران اور اجاڑ قبرستان میں تبدیل کرنا پڑے......قیام پاکستان کے وقت قربانیاں دے کر ہندوستان سے پاکستان کی طرف ہجرت کرنے والا طبقہ جن کی کی ہجرت صرف اور صرف کلمے کی خاطر تھی، آج ان کی نئی نسل کی اکثریت ایم کیو ایم کی شکل میں پاکستان کی متشدد ترین سیکولر طاقت ہے؛ جس کا وجود ماسوا بغض اسلام کے کچھ بھی نہیں؛ وہ ببانگ دہل پاکستان کو سیکولر بنانے کی بات کرتے ہیں، اسلام پسندوں پر بم برسوانے کے لیے لاکھوں کے جلسے کر کے حکومت پر زور ڈالتے ہیں، مسجدوں کو جلانے کی بات کرتے ہیں، قادیانیوں، روافض اور ہر باطل مذہب کے دفاع کے لیے پارلیمنٹ سمیت ہر فورم کو استعمال کرتے ہیں......

اب اگر کوئی پوچھے کہ اسلام کے خلاف ایسی کھلی جنگ کی ان ملحدین کو کس نے اجازت دی تو جواب واضح ہے کہ یہی سیکولر جمہوری نظام ہی ان ظالم غنڈوں کو مراعات و سہولیات سمیت طاقت بھی فراہم کرتا ہے کہ یہ بھتہ خوری، چوری ڈاکہ غرض ہر طریقے سے وسائل جمع کر کے پارلیمنٹ کے اندر اور باہر ہر جگہ انہیں اسلام کی بیخ کنی کے لیے استعمال کریں......لیکن ان تمام جرائم کے جواب میں یہ نظام تمام سیاسی قوتوں سے جو پارلیمنٹ میں بیٹھی ہیں اس بات کا متقاضی رہتا ہے کہ جب تک یہ نظام ان غنڈوں کو مجرم نہیں سمجھتا یہ سب حضرات بشمول مذہبی جماعتوں کے قائدین انہیں قابل عزت سمجھیں......بالفرض اگر موجودہ صورت حال میں ایم کیو ایم یا کسی دوسری سیکولر جماعت کے خلاف کسی قسم کے آپریشن یا کارروائی کو بھی سامنے رکھیں تو وہ ان تنظیموں کے جرائم کے باعث نہیں ہے بلکہ ملک پر قابض سول و فوجی حکمرانوں کے درمیان لوٹ کھسوٹ کے معاملے پر مخالف کو زیر کر کے اپنا حصّہ بڑھانے کے لیے ہے......

یہاں اس نکتے کی وضاحت بھی ضروری ہے کہ تعریف کے لحاظ سے سیکولرازم تو مذاہب کے رد کی بات کرتا ہے لیکن اگر پاکستان کی صورت حال کا جائزہ لیا جائے تو سیکولرازم کی علم بردار شخصیات، تنظیموں، حتیٰ کہ ٹی وی چینلز تک سیکولرازم کے پردے میں قادیانیوں، شیعوں، اور اسلام مخالف بدعتی گروہوں کے نظریات کی ترجمانی کرتے ہی دکھائی دیتے ہیں......لہٰذا حقیقتاً یہ صرف سیکولرازم نہیں بلکہ سیکولرازم اور باطل ادیان کا گٹھ جوڑ ہے جو نت نئے انداز میں در دسے چور چور اس امت کے جسم پر وار کرتا ہے......

اس کے جواب میں پاکستان کی دینی سیاسی جماعتیں بیانات کی حد تک تو ان کفر کے سرغنوں کے مد مقابل نظر تو آتی ہیں لیکن صورت حال بدلتے بھی دیر نہیں لگتی......مصلحت اور سیٹ ایڈجسٹمنٹ کے نام پر یہ بھی دیکھنے میں آتا ہے کہ یہی دینی جماعتیں کبھی کسی مخصوص سیٹ پر اتحاد کرتی ہیں تو کبھی جمہوریت کی بقا کے لیے ان جماعتوں کی منت سماجت کرتی نظر آتی ہیں جن کے ہاتھ' علمائے کرام کے خون سے رنگین اور زبانیں' اسلام پر طعن و تشنیع کے باعث بدبودار ہیں...... یہ نظام اس پر بھی بس نہیں کرتا بلکہ ایمان کی آخری حدوں کو چھیڑتے ہوئے ان ملعون گستاخوں کو بھی تحفظ اور عزت فراہم کرنے کی بات کرتا ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کے مرتکب ہوتے ہیں......

اب اندازہ لگائیے کہ کہاں فقہا کسی ایک حکم شرعی (قطعی) کے انکار کرنے والے کو لا الہ الا اللہ کی تردید کرنے والا فرما رہے ہیں اور یہاں اس جمہوری سیکولر نظام میں اسلام کے ہر حکم رکن اور شریعت کا نہ صرف انکار کیا جاتا ہے بلکہ اسے بزور قوت معطل رکھنے کے لیے ہر حربہ آزمایا جاتا ہے......حلال کو حرام اور حرام کو حلال نہ صرف قانون سازی کے ذریعے ثابت کیا جاتا ہے بلکہ منوایا بھی جاتا ہے...... یہ نظام اگر کسی معاملے میں تنقید یا اختلاف رائے کا حق دیتا بھی تھا تو وہ غیر اسلامی جماعتوں کا نصیب ہی ٹھہرتا ہے......دینی جماعتیں اس ''سہولت'' سے فائدہ اٹھانے سے قاصر ہی رہتی ہیں......جس کی واضح مثال اکیسویں ترمیم تھی جس میں بی این پی جیسی سیکولر جماعت تو اس بل کی

14 اکتوبر: صوبہ قندھار استشہادی حملے میں آفیسر سمیت 9 اہل کار ہلاک ہوگئے جب کہ مجاہدین کے حملے میں ایک چوکی فتح جب کہ اسلحہ غنیمت ہوا۔

مخالفت کر کے ووٹ دینے سے باز رہی لیکن دینی سیاسی جماعتیں ایسا کرنے میں ناکام رہیں......

انگریزی کا ایک محاورہ ہے action speaks louder than words یعنی افعال الفاظ کی نسبت زیادہ تیز بولتے ہیں......ابھی چند دن پہلے ہی عدلیہ کے ''اعلیٰ ترین'' جج کی جانب سے سود کے معاملے پر ایسے ریمارکس آئے جس کو سن کر بہت سے نام کے مسلمانوں نے بھی کانوں کو ہتھ لگائے کہ اللہ مالک الملک کے سامنے ایسی دیدہ دلیری کرنے کی جرات وہی کرسکتا ہے جو اللہ کے عذاب کا سرے سے ہی منکر ہو...... یہ صرف ایک شخص کے ریمارکس نہیں تھے بلکہ واضح الفاظ میں پاکستان کے کفری عدالتی نظام کی ترجمانی تھی......اگر فوج کی جانب دیکھا جائے تو وہ بھی اپنے ہر ہر فعل کے ذریعے سیکولرازم کا پرچار کرتی ہی نظر آتی ہے......تبھی پرویز مشرف سے لے کر راحیل شریف تک یہ جرنیل ترکی کو سیکولر ریاست بنانے والے کمال اتاترک کے راگ الاپتے نہیں تھکتے اور اس کی قبر پر حاضری کو باعث ثواب سمجھتے ہیں......ان تمام حقائق کے باوجود اگر کوئی شخص یہ کہے کہ پاکستان اب بھی ایک اسلامی ریاست ہے تو ایسے شخص کی عقل پر افسوس ہی کیا جاسکتا ہے......

جس وقت یہ تحریر قلم بند کر رہا تھا اسی دن پاکستان میں زلزلے کے شدید جھٹکے بھی محسوس کیے گئے......چند روز قبل کشمیر زلزلے کے دس سال پورے ہونے پر بی بی سی کی خصوصی نشریات جو موسیقی سے بھرپور تھی، یعنی زلزلہ زدہ علاقوں میں موسیقی سے لوگوں کا دل بہلانے والوں کی تعریف تھی......ملحد پروفیسر ہودبائے کا انٹرویو جس میں زلزلے کی سائنسی توجیح کے ساتھ کھلم کھلا اللہ تبارک وتعالیٰ کے وجود کا انکار کرتے ہوئے موصوف زلزلے کی وجوہات بیان کر رہے تھے جب کہ آج کے دن کے زلزلے کے بعد بی بی سی کی نشریات ناقابل یقین تھی......اسلام آباد سے بی بی سی کا نامہ نگار اسلام آباد میں زلزلے کے وقت کی صورت حال بیان کرتے ہوئے مارے خوف کے قرآن کی آیات تلاوت کر رہا تھا......اللہ تعالیٰ کی شان ہے وہی بی بی سی جو سیکولرزم کے پرچار میں کوئی کسر نہیں چھوڑتا اس کے صحافی صرف ایک ہلکے سے زلزلے کے جھٹکے میں اللہ کو یاد کرنے لگتے ہیں......اب فیصلہ ہمیں کرنا ہے کہ کیا اللہ تعالیٰ کی شریعت کو معطل رکھ کر اللہ تعالیٰ کے حکموں سے بغاوت ہم تب تک جاری رکھیں گے جب تک ہم پر خدائی کوڑا کسی عذاب کی شکل میں نہ برس جائے؟

☆☆☆☆☆

بقیہ: ایک ہاتھ میں قلم، تو دوسرے میں تلوار ضروری ہے

اس لیے میرے بھائیو، اس اسلحے سے محبت کرو، اسے کبھی اپنے سے جدا مت ہونے دو۔ آپ پاکستان بننے کی تاریخ اٹھا کر دیکھ لو کہ جب مسلمان ہندوستان سے ہجرت کر کے پاکستان آرہے تھے اور ہجرت سے کچھ عرصہ قبل ہی ہندو بنئے نے اپنے علاقوں میں موجود مسلمانوں سے پولیس کے ذریعے یہ کہہ کر دھوکے سے اسلحہ ضبط کروالیا کہ ہمیں تم سے خطرہ ہے، اس لیے تم بطور ضمانت اپنا اسلحہ جمع کرواؤ، ہم تمہاری حفاظت کریں گے۔ اس وقت بہت سے سادہ لوح مسلمانوں نے ہندوؤں پر اندھا اعتماد کر کے اسلحہ جمع کروا دیا لیکن پھر بعد میں کیا ہوا کہ انہی ہندوؤں نے سکھوں کے ساتھ مل کر مسلمانوں کو شہید کیا، ان کی عورتوں کو بے آبرو کیا۔ یوں اسلحے کی کمی کی وجہ سے کتنے لاکھ مسلمانوں کی جانوں کی قربانی دینی پڑی۔

خدارا! اپنے بچوں کو اسلام کی صحیح تاریخ پڑھائیں۔ انہیں اسلام کا وہ سنہری دور یاد دلائیں، حضرت عمرؓ کی فتوحات کے واقعات سنائیں، جو مسلمانوں کی فتوحات کا دور تھا۔ جب مسلمان عروج پر تھے، جب مسلمان فاتح اور مسجد اقصیٰ آزاد تھی! مسجد اقصیٰ جب بھی آزاد ہوئی، ہمیشہ تلوار کے زور پر آزاد ہوئی۔ اپنے بچوں کے دلوں میں کفار کے اداکاروں، بھانڈوں، میراثیوں اور کھلاڑیوں کو ہیرو نہ بنائیں، بلکہ اسلام کے عظیم جرنیلوں حضرت خالد بن ولیدؓ، حضرت ضرارؓ، صلاح الدین ایوبیؒ، طارق بن زیادؒ، محمد بن قاسمؒ، جیسے ابطال کی بہادری کے قصے اپنے بچوں کو سنائیں۔ اس بات سے نہ ڈریں کہ ہمارے بچے مجاہد بن جائیں گے، مجاہد بن کر وہ غیرت مند بن جائیں گے، کیونکہ جب یہ مجاہد بن جائیں گے تو کفر ان سے لرزے گا، کوئی پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخی کی ہمت نہیں کرے گا، کوئی ان کے قرآن کی بے حرمتی کرنے کی کوشش نہیں کرے گا، کوئی ان کے سامنے ان کی مسلمان بہن پر ہاتھ نہیں اٹھا سکے گا۔ آپ کے بیٹے گیدڑ نہیں بلکہ شیر بننے چاہئیں! آپ کے بچے گدھ نہیں، بلکہ عقاب بننے چاہئیں! یہ سب تب ہوگا جب ان کے ایک ہاتھ میں قلم اور دوسرے ہاتھ میں تلوار ہوگی، اور دل میں ایمانی غیرت ہوگی اور ان کی رگوں میں اسلام سے حقیقی محبت کا لہو دوڑتا ہوگا۔

تب دنیا کی کوئی طاقت مسلمانوں کو شکست نہیں دے سکے گی۔ ہوسکتا ہے کہ آج آپ لوگوں کو یہ باتیں غلط لگیں، لیکن آنے والا کل ایسا ہے کہ یہی باتیں آپ کو حرف بحرف سچ لگیں گی۔ لہٰذا اپنے بچوں کو کفار کے پنجوں میں نہ دیں، بلکہ کفار سے مقابلے کے لیے تیار کریں! یہاں میں شیخ عبداللہ عزامؒ کا وہ قول لکھنا چاہتا ہوں کہ '' اپنے گھروں سے مرغیوں کے ڈربے نہ بناؤ، بلکہ شیروں کی کچھار بناؤ، کیونکہ مرغی چاہے کتنی بھی بڑی کیوں نہ ہوجائے، ایک دن ضرور چھری کے نیچے آکر ذبح ہوتی ہے''۔

☆☆☆☆☆

14 اکتوبر: صوبہ پکتیکا فوجی کاروان وچوکی پر مجاہدین کے حملوں میں 7 اہل کار ہلاک ہوگئے۔

حرمِ اقصیٰ کو یہود کی دست برد سے کون بچائے گا؟

یاسر اسحاق

سرزمینِ فلسطین اور قبلہ اول جہاں انبیاء کے نقوش قدم، قدم قدم پر ثبت ہیں، آج اسرائیلی سربیّت کے نئے دور میں داخل ہو چکے ہیں۔ظلم وعدوان کے اس نئے دور میں مسجد اقصیٰ کی نمازیوں کے بندش اور گستاخِ رسول یہودی آباد کاروں کو اسرائیلی فوج کی نگرانی میں مسجد اقصیٰ میں داخل کرنا اور پھر براہ راست حرم پاک پر شیلنگ اور فائرنگ سبھی شامل ہیں۔ظلم کے اس تازہ سلسلے میں اب تک ۶۱ فلسطینی شہری شہید اور ۲۱ سو سے زائد زخمی ہو گئے ہیں۔صورت حال کا سب سے دردناک پہلو اسرائیلی درندوں کی طرف سے ہماری نہتی فلسطینی بہنوں کو دن دیہاڑے شہید کرنا ہے۔

امت مسلمہ، جو کافی عرصے سے مظاہروں اور جلسوں جلوسوں کی صورت میں ایسی کاروائیوں کا '' بھرپور جواب'' دیتی چلی آ رہی ہے، اس مرتبہ اس '' بلند مرتبے'' سے بھی نیچے ہے !امت کی جماعتیں، تنظیمیں اور بھانت بھانت کی انجمنیں......سب ظالمانہ خاموشی کا شکار اور ایک آدھ اخباری قسم کے بیانات سے آگے بڑھنے کو تیار نہیں۔دشمن نے ایک طویل عرصے بعد قبلہ اول کو براہ راست نشانہ بنا کر امت کی غیرت کو ٹٹولنے کی کوشش کی ہے لیکن اس ظلم عظیم پر امت مرحومہ کا مجموعی ردعمل ایک شعر میں سمویا جا سکتا ہے:

حادثے سے بڑا سانحہ یہ ہوا
لوگ ٹھہرے نہیں حادثہ دیکھ کر

ان نہایت 'عاقل و بالغ'، لوگوں کا ذکر بھی لازماً ریکارڈ کا حصّہ بننا چاہیے جو اُن افواج کو بیت المقدس کی حفاظت کے لیے پکار رہے ہیں جو اپنے قیام کے بعد سے لے کر اب تک اہل اسلام کو ذبح کرنے کا کام ثواب سمجھ کر کرتی چلی آئی ہیں، اور آج بھی وزیرستان میں اسی 'جہاد' میں مشغول ہیں۔دوسری طرف پستی کا کوئی حد سے گزرنا دیکھیے کہ جدید معتزلی فکر کے سرخیل جاوید احمد غامدی کے پیروکار بیت المقدس پر اسرائیل کا حق تسلیم کرنے اور کروانے کی مہم پر نکل چکے ہیں تا کہ نہ القدس پر مسلمانوں کا حق رہے اور نہ یہ اس کی فکر میں ہلکان ہوتے پھریں اور یہود '' اپنی سرزمین'' پر چاہیں تو مسلمانوں کو داخلہ دیں اور چاہے تو القدس گرا کر ہیکل سلیمانی تعمیر فرماتے رہیں۔بلاشبہ آنکھیں دیکھتی ہیں لیکن سینوں میں دل اندھے ہو جاتے ہیں!!!

اسرائیلی سربریت کے جواب میں غیور اہل فلسطین نے انفرادی کارروائیوں میں خنجر حملوں کا ایک نیا ڈھنگ اختیار کر کے کامیابی کا اصل راستہ دکھایا ہے۔ان خنجر حملوں میں یہودی فوجیوں، ربیّوں اور غاصب آباد کاروں کو خنجر سے نشانہ بنایا جا رہا ہے جس سے اسرائیلی '' عوام'' خوف و ہراس کا شکار ہے۔ان حملوں کو یہود کی طرف سے مسجد اقصیٰ میں انبیاء علیہم السلام کی گستاخی کرنے کے خلاف '' عملیاتِ طعن'' کا نام دیا گیا ہے، یوں یہ مبارک عملیات' القدس کے دفاع اور حرمتِ انبیاء و رسل علیہم السلام کی دوہری سعادتیں سمیٹے ہوئے ہیں۔

بلاشبہ سیدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کا '' نسخۂ علاج'' ہی یہودِ بے بہبود کی بدفطرتی اور بدعہدی کا موثر اور واحد حل ہے......بنی اسرائیل کے اشرار اور فجار کو انبیاء علیہم السلام کی مسلسل نافرمانیوں اور سرکشیوں کی پاداش میں بندر اور خنزیر بنا کر دنیا و آخرت کی رسوائیوں کا طوق پہنایا گیا......جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد یہ فریضہ امت کے سپرد کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ کے ان بدترین دشمنوں کے ساتھ 'بنو قریظہ، بنو نضیر اور بنو قینقاع' جیسا سلوک ہی روا رکھا جائے......ہر زمانے میں اللہ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی دشمنی میں تمام حدود کو پھلانگ جانے والے یہود کے خلاف جہاد و قتال کے میدان گرم کرنا امت مسلمہ کے ذمہ فریضہ تھا، جسے بحیثیت مجموعی امت نے فراموش کر دیا......لیکن امت کے چند بیٹوں اور 'غرباء' نے اس فریضے کی ادائیگی کو سنبھالنے اور نبھانے کے لیے میدان سجائے اور مختلف اوقات میں ہلکی اور بھاری چوٹیں ان یہود کو لگاتے رہے......ان معدودے چند سرپھروں کی ضربوں نے یہود کی حالت کس قدر پتلی کر دی ہے کہ 'خنجر حملوں' کے بعد اسرائیلی مذہبی رہنما چیخ رہے ہیں کہ '' یہودی القدس میں داخل نہ ہوں کیونکہ فلسطینی پیٹ پھاڑ دیتے

> خبر ہے کہ حماس نے اسرائیلی جارحیت کے خلاف روس سے مداخلت کی درخواست کی ہے۔روس کا حال ہی میں بشارالکلب کی حمایت میں اپنی فوجی بھیجنا اور اہل شام پر وحشت و سربریت کا نیا دور شروع کرنا کس سے مخفی ہے۔ایسے میں روس سے مداخلت کی درخواست کو کس شرعی مصلحت کے تحت رکھا جا سکتا ہے؟؟ سمجھ سے باہر ہے۔اسلامی تنظیموں کو سیاست کرتے ہوئے بھی بہر حال مدنظر رکھنا چاہیے کہ دنیا کا چلن جو بھی ہو ہمیں سیاست میں بھی اسلامی اصولوں کو پابند ہی رہنا چاہیے مبادا سیاست شرعیہ مجرد 'سیاستِ شَرّ' یہ نہ بن کر رہ جائے!

14 اکتوبر: صوبہ پکتیکا، مجاہدین نے فوجی جنگی طیارہ مار گرایا۔

ہیں''...... یہ اللہ تعالیٰ کا عطا کردہ رعب ہے اور بے سروسامان اہلِ ایمان کی کارروائیوں میں برکت ہے کہ یہودی یوں بلبلا رہے ہیں! ذرا اندازہ کیجیے کہ اگر امت کا معتد بہ حصّہ اپنے فرض سے غفلت کی بجائے اُسے نبھانے کا عزم کرلے تو ان یہودیوں کی پتلی حالت کس کس طرح سے سامنے آئے گی!!! ان خنجر حملوں میں اب تک تین یہودی حاخام (علامہ) بھی واصل جہنّم کیے جا چکے ہیں۔ اب تک انتفاضہ القدس میں ۵۶ حملے کیے جا چکے ہیں جن میں ۱۰ اسرائیلی ہلاک جب کہ ۲۴۲ زخمی ہوئے ہیں۔ والحمدللہ۔

یہ کارروائیاں ایک مرتبہ پھر عملی سبق ہیں کہ مسلم زمینوں پر قابض کفار اور اہل اسلام سے برسرپیکار غاصبوں کا حل کیا ہے۔ محض 'پرامن جدوجہد'، مذاکرات، امن کانفرنسیں، اقوام متحدہ کی قراردادیں یا قتال فی سبیل اللہ! قرآن نے ۱۴ سو سال پہلے ہی فتنے کے خاتمے کو جس عظیم عمل کے ساتھ مشروط کیا تھا وہ قتال ہی ہے اور اس کے علاوہ فتنے کا خاتمہ کسی سے بھی ممکن نہیں ہے۔ دنیا بھر میں مجاہدین کے محبوب شیخ ابومحمد المقدسی حفظہ اللہ ورعاہ نے اس موقع پر کیا خوب فرمایا ہے:

> ''ہمارے اہلِ فلسطین اس بات کو تسلیم کر چکے ہیں کہ اقصیٰ کی آزادی کا راستہ نہ تو اوسلو معاہدہ کا راستہ ہے، نہ مذاکرات، نہ قیامِ امن کی خواہش اور نہ دشمن کے سامنے تسلیم ہو جانے کے راستے...... راستہ صرف ایک ہے: جہاد کا راستہ!!!''

ایک اور پہلو جس کا ذکر گونگے میڈیا کے دور میں لازمی ہے، یہ ہے کہ تمام 'عملیاتِ طعن' میں قدرت رکھنے کے باوجود بچوں کو نشانہ بنانے سے دانستہ گریز کیا گیا ہے جس پر اسرائیلی میڈیا تک پکار اٹھا ہے کہ فلسطینی مزاحمت کار ہمیں یہ سبق دے رہے ہیں کہ ہم تمہاری طرح حیوان نہیں ہیں جو بچوں کو قتل کرتے ہیں بلکہ انسانیت کے اعلیٰ شرف سے متصف ہیں اور انتقام تک میں انصاف کو مدنظر رکھنے والے ہیں۔ پاک ہے وہ ذات باری تعالیٰ جس نے ہمارے لیے ایسے سچے اور انصاف پسند دین کو منتخب فرمایا ہے!

فلسطین کی اسلامی تحریکیں 'اسلامی جمہوری' تصورات سے متاثر ہیں لیکن بہرحال خوش آئند ہے کہ القسام بریگیڈ جیسے مخلصین موجود ہیں جو اسرائیل کو وقتاً فوقتاً اس کی اوقات یاد دلاتے رہتے ہیں۔ حماس نے حال ہی میں بچوں اور نوجوانوں کے لیے مختلف نوعیت کے ٹریننگ کیمپس منعقد کیے ہیں، یہ اقدام کفر سے مقابلے کے لیے تیاری کی بہترین منظرکشی کرتا ہے۔ البتہ عسکریت اور سیاست دونوں کا اسلام کی نگہبانی میں آنا نہایت ضروری ہے۔

خبر ہے کہ حماس نے اسرائیلی جارحیت کے خلاف روس سے مداخلت کی درخواست کی ہے۔ روس کا حال ہی میں بشار الکلب کی حمایت میں اپنی فوجی بھیجنا اور اہل شام پر وحشت و سربریت کا نیا دور شروع کرنا کس سے مخفی ہے۔ ایسے میں روس سے مداخلت کی درخواست کو کس شرعی مصلحت کے تحت رکھا جا سکتا ہے؟ ؟ سمجھ سے باہر ہے۔ اسلامی تنظیموں کو سیاست کرتے ہوئے بھی بہرحال مدنظر رکھنا چاہیے کہ دنیا کا چلن جو بھی ہو ہمیں سیاست میں بھی اسلامی اصولوں کو پابند ہی رہنا چاہیے مبادا سیاست شرعیہ مجرد 'سیاستِ شَرّ' ہی نہ بن کر رہ جائے!

امارت اسلامی افغانستان' یہود کے پشتی بان امریکی طاغوت سے مقابلے میں مشغول ہے لیکن اہلِ خراسان نے دنیا بھر میں اپنے مسلمان بھائیوں کو خواہ وہ کسی بھی حالت میں ہوں، فراموش نہیں کیا ہے۔ موجودہ ظلم و سربریت پر امارت نے اپنے بیان میں ان الفاظ میں اظہار کیا ہے:

> ''کچھ عرصہ سے مسجد اقصیٰ پر صہیونی نظام کی غاصب فوجوں کے حملے جاری ہیں، جس کے نتیجے میں حرم قدس کے اندر اور بیرون سے غصب شدہ فلسطین کے مربوطہ علاقوں میں درجنوں فلسطینی شہید اور زخمی ہوئے ہیں''۔

ان حالات میں مسلمانوں کی اولین ذمہ داری پھر کیا ہے، ملاحظہ ہو:

> '' قبلہ اول کے طور پر مسجد اقصیٰ کا مسلم امہ پر شرعی حق ہے، کہ اس کے حریم سے دفاع اور اس پر غاصب یہودیوں کے حملوں کا روک تھام کریں۔''

امارت اسلامیہ ہی ہے جو اپنے قیام سے لے کر اب تک ہر مشکل وقت میں دنیا بھر کے مجاہدین صادقین کا سائبان بنی رہی ہے اور چیچنیا سے الجزائر تک مسلمانوں کے درد کو عملاً اپنا درد سمجھتی رہی ہے۔ دوسری طرف موازنہ کیا جائے تو عراق و شام کی خانہ ساز خلافت کے دعوے داروں کو مسجد اقصیٰ کی بے حرمتی پر چند بول بولنے بھی گوارا نہیں جب کہ عین اسی وقت یہ ٹولہ' اہل اسلام میں انتشار، تکفیر اور قتل کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتا اور ان' دینی خدمات' کے سلسلے میں '' دو دو کلومیٹر لمبے'' بیان جاری کیے جاتے ہیں!!!

اللہ مسجد اقصیٰ کو آزادی اور اللہ اہل اسلام کو بنی صیہون کی سازشوں کے مقابلے میں یک جان ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

☆☆☆☆☆

> '' بحیثیت مسلمان آپ کا نقطہ نظر وسیع ہوتا ہے۔ آپ چیزوں کو منفرد زاویے سے دیکھتے ہیں۔ قرآن کے بغیر، آپ صرف اپنے آج کے لیے جیتے ہیں۔ آپ کھانے کے لیے جیتے ہیں، اور جینے کے لیے کھاتے ہیں۔ مگر جب آپ قرآن کی تلاوت کرتے ہیں اور اس کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں، تو بنی نوع انسان کی تمام تاریخ آپ کی آنکھوں کے سامنے ہوتی ہے، جو آدم علیہ السلام سے شروع ہوتی ہے اور لوگوں کے جنت و جہنّم میں داخلے پر منتج ہوتی ہے''۔
>
> شیخ انور العولقی شہید رحمہ اللہ

14 اکتوبر: صوبہ ننگاب میں مجاہدین کے حملوں میں 10 چوکیاں فتح جب کہ بھاری تعداد میں غنائم حاصل ہوئے۔

جن سے وعدہ ہے مرکر بھی جو نہ مریں

مولانا عبداللہ ذاکری رحمہ اللہ......ایک زندگی، ایک شخصیت، ایک زندگی، جس کی یادیں باتیں ابھی تک دلوں میں مہک رہی ہے

....

صدیوں سے امت مسلمہ بڑے بڑے مصائب اور آزمائشوں کا شکار ہے۔ یورپ کی صنعتی اور سائنسی ترقی کے بعد پوری اسلامی دنیا کفریہ جارحیت خصوصا یورپیوں کے عسکری، سیاسی، فکری اور اقتصادی استعماری پنجوں میں جکڑی ہوئی ہے۔ مگر امت مسلمہ کی اس بری حالت اور مسلمانوں کی محکومیت کے خلاف پوری امت خاموش نہیں بیٹھی، بلکہ امت کی صفوں میں ایسے علما، مفکرین، مجاہدین، مصنفین اور دیگر با احساس و باادراک لوگ ہمیشہ سے موجود رہے ہیں جنھوں نے اپنی زندگی مسلمانوں کی بیداری اور کفر کے خلاف مزاحمت کے لیے وقف کردی ہے۔

اگر افغانستان کی سطح پر بات کی جائے تو کفر مخالف مزاحمت کے سلسلے میں ایک قابل فخر رہ نما کے طور پر مولانا عبداللہ ذاکری صاحب کی شخصیت نظر آتی ہے، جنھوں نے کمیونزم کی یلغار کے بعد سے امریکی جارحیت اور شکست کے تمام ادوار میں ایک بیدار مغز اور باادراک رہ نما کی حیثیت سے اپنی ذمہ داری نبھائے رکھی۔ شیخ عبداللہ ذاکری صاحب کا یہ جہادی اور دعوتی موقف تھا، جس نے کفر کے اسٹریٹجک پالیسی سازوں کو بے چین اور پریشان کر رکھا تھا۔ اس لیے آخر میں شیطانی چال چل کر ایک قاتلانہ حملے میں امت مسلمہ کے اس قابل فخر رہ نما کو شہید کر دیا گیا۔ ذاکری صاحب مرحوم کی شہادت کی پہلی برسی کی مناسبت سے اُن کی حیات اور کارناموں کی مختصر رُوداد میں آپ کو شریک کیا جارہا ہے۔

پیدائش:

عبداللہ الذاکری صاحب ۱۳۵۳ھ بمطابق ۱۹۳۴ء کو افغانستان کے صوبہ قندہار کے قریب ذاکر شریف کے علاقے میں پیدا ہوئے۔ والد کا نام شیخ میاں نظام الدین اور دادا کا نام شیخ میاں خیرالدین تھا۔

زندگی کے ابتدائی مراحل:

ذاکری صاحب کا خاندان کئی صدیوں سے اسی علاقے میں علم اور تصوف میں نمایاں مقام رکھتا ہے۔ ان کے آباؤ اجداد میں کئی پشتوں تک علما، مشائخ اور صوفیائے کرام کا سلسلہ چلتا رہا ہے۔ ذاکری صاحب نے چار سال کی عمر میں اپنے والد کے زیر سایہ علمی سفر کا آغاز کیا۔ کچھ عرصہ اپنے علاقے میں تعلیم حاصل کرنے کے بعد حصول علم کے لیے سفر کیا۔

قندھار اور آس پاس کے دیگر علاقوں میں مختلف مدارس کے علاوہ غزنی میں بھی حصولِ علم میں مشغول رہے۔ اسی طرح پاکستان کے صوبہ بلوچستان میں علم حاصل کرتے رہے۔ ۲۱ سال کی عمر میں دینی علوم کی رسمی تعلیم سے فراغت کے موقع پر قندھار کے جید علمائے کرام اور مشائخ سے دستار فضیلت حاصل کی۔

تعلیم و تزکیہ اور تبلیغی زندگی:

جس طرح شیخ ذاکری صاحب کا ایک علمی خاندان تھا، اسی طرح تصوف اور تزکیے کے شعبے میں بھی انہوں نے بہترین خدمات انجام دیں ہیں۔ ان کے خاندان کے بزرگ عوامی اصلاح اور امورتزکیہ میں سلسلۂ نقشبندیہ مجددیہ بانوریہ کے افراد تھے۔ ذاکری صاحب اپنی عین نوجوانی کے ایام ہی سے اس راہ کے ایک سالک کی حیثیت سے طریقت میں داخل ہوئے۔ یہاں تک کہ علم کے سفر کے خاتمے کے ساتھ ہی طریقت کا سلسلہ بھی اختتام کو پہنچا اور اُنہیں نقشبندیہ سلسلے میں خدمات کی اجازت مل گئی۔ انہوں نے فراغت کے بعد تدریس اور اصلاح کے علاوہ تبلیغ کا بھی آغاز کردیا۔ یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ وہ پہلی شخصیت تھے، جنہوں نے قندھار میں دعوت وتبلیغ کی وہ پہلی جماعت بلائی، جس کی بنیاد ہندوستان کے عظیم عالم دین مولانا الیاس صاحب رحمہ اللہ نے رکھی تھی اور پوری دنیا میں تبلیغ کے کام کا آغاز کیا تھا۔ اس سے قبل افغانستان میں لوگ دعوت وتبلیغ کی جماعتوں کو شک اور بدگمانی کی نگاہ سے دیکھا کرتے تھے، مگر ذاکری صاحب نے ہمہ پہلو تحقیق کے بعد انہیں قندھار شہر میں دعوت دی۔ اس طرح لوگوں کا اعتماد ان جماعتوں پر بحال ہوا اور شیخ صاحب نے اپنے مدرسے کو دعوت وتبلیغ کا مرکز بنا دیا۔ اسی طرح ذاکری صاحب نے علمی خدمات کے سلسلے میں قندہار کے کابل دروازے میں دارالعلوم صدیقیہ کے نام سے ایک بڑے مدرسے کی بنیاد رکھی۔ جس نے بہت عرصے تک دینی علم کی اشاعت میں بڑی خدمات انجام دیں ہیں۔ اس مدرسے میں مولوی محبّ اللہ اخندزادہ، مولوی عبدالغفور سنانی اور مولوی عبیداللہ ایوبی جیسے اپنے دور کے کبار علمائے کرام مدرسین کی حیثیت سے خدمات انجام دیتے رہے۔

اگرچہ ظاہر شاہ کے دورِ بادشاہت اور پھر داؤد خان کے دورِ جمہوریت میں دینی مدارس اور علمائے کرام کے خلاف مشکلات اور مسائل کا بند توڑ دیا گیا تھا، مگر ذاکری صاحب نے پوری بہادری اور تدبر سے سرخ انقلاب تک اپنا مدرسہ فعال رکھا اور انہی حالات میں دینی علوم کی اشاعت میں ناقابل فراموش خدمات انجام دیں۔

کیمونسٹوں کی جارحیت اور شیخ صاحب کی اسارت:

کیمونسٹ انقلاب کے بعد جب وہ اقتدار پر براجمان ہونے والوں کا پہلا

15 اکتوبر: صوبہ روزگان میں مجاہدین کے حملوں میں 5 چوکیاں فتح جب کہ 38 اہل کار ہلاک ہوگئے۔

کام مدارس اور دین دار شخصیات پر حملہ تھا۔ کیمونسٹوں کی جارحیت کے دو ہفتے بعد ملک کے ہزاروں علمائے کرام اور مشائخ کی طرح شیخ ذاکری صاحب بھی گرفتار اور ان کا مدرسہ بند کر دیا گیا۔ کیمونسٹوں کی جانب سے پہلی بار گرفتاری کے موقع پر شیخ صاحب چالیس روز قندھار جیل میں رہے۔ مگر اُنہیں کچھ عرصے بعد پھر گرفتار کر لیا گیا۔ اس بار ساڑھے دس ماہ قندھار اور کابل میں کیمونسٹوں کے وحشیانہ عقوبت خانوں میں پابندِ سلاسل رہے۔

شیخ صاحب کا قندھار جیل میں تاریخی اور جرات مندانہ کردار آج تک ان کے رفقا کو یاد ہے۔ اس حوالے سے ان کے قیدی ساتھی قاضی عبید الرحمٰن صاحب کہتے ہیں:

''میں قندہار جیل میں تھا۔ یہ کیمونسٹوں کی جیل تھا، جہاں ایک عام سپاہی کے ہاتھوں بھی قیدیوں کو مارنا، پھانسی دینا یا سخت ترین اذیتیں پہنچانا روز کا معمول تھا۔ ہر معمولی کیمونسٹ کو اس کا پورا پورا اختیار تھا۔ جیل میں شدید وحشت طاری تھی۔ کوئی آواز نہیں اٹھا سکتا تھا اور نہ کیمونسٹ جلادوں کے سامنے کسی کو کچھ کہنے کی جرات تھی۔ مگر ایک دن ایک ایسے آدمی کو جیل لایا گیا، جس نے دیگر قیدیوں کو بھی حوصلہ دیا اور جیل کی حالت بدل کر رکھ دی۔ یہ عبداللہ ذاکری صاحب تھے۔ ان پر سخت ترین تشدد کیا گیا تھا۔ پاؤں میں بیڑیاں اور ہاتھوں میں پشت کی جانب ہتھکڑیاں لگائی گئی تھیں۔ مگر وہ اپنی پوری قوت سے کیمونسٹوں کے خلاف تنقید جاری رکھتے، جس کا کوئی اُس وقت تصور بھی نہیں کر سکتا تھا۔ انہیں منہ پر کافر اور روس کا غلام کہتے تھے۔ کھلے بندوں جہاد کی باتیں کرتے۔ ان سے مباحثے کرتے اور انہیں دھمکاتے رہتے۔ کیمونسٹوں نے ہر طرح کے مظالم ڈھا کر کوشش کی کہ ان کا منہ بند کر دیں، مگر انہیں کامیابی نہ ملی۔ وہ اِنہیں قتل کی دھمکی دیتے تو یہ جواب میں بہت واضح انداز میں شہادت کی تمنا کرنے لگتے۔ قیدی پہلے کیمونسٹوں کے خوف اور دہشت سے نماز ادا نہیں کر سکتے تھے۔ ذاکری صاحب نے قندہار جیل میں پہلی بار اذان دی اور جماعت سے نماز پڑھانی شروع کر دی۔ یوں بہت سے قیدی ان کی امامت میں نمازیں پڑھنے لگے۔ ذاکری صاحب ایسے شہید ہیں، جن کے احسان سے لوگ سر اُٹھا کر جینے کے قابل ہوتے ہیں''۔

قندھار کے رہائشی مولوی عبدالستار صاحب اُن کے جرات مندانہ کردار کا تذکرہ کرتے ہوئے کہتے ہیں:

''جیل میں جہادی موقف رکھنے کے باوجود ایک مرتبہ کیمونسٹ گورنر انجینئر ظریف، اس کے وزرا اور دیگر کیمونسٹ حکام کی جانب سے انہیں طلب کیا گیا۔ انہیں مختلف طریقوں سے بے انتہا دولت کے بدلے جہادی موقف سے دست بردار ہونے کا کہا گیا۔ زیادہ دولت اور اونچے مناصب کی پیش کش کی گئی۔ یہاں تک کہا گیا کہ وزارتِ تعلیم کا قلم دان آپ کے سپرد کیا جائے گا۔ گاڑی اور ذاتی بنگلہ کا پڑ دیا جائے گا۔ مگر شیخ صاحب کا موقف ایک ہی تھا کہ اگر تم لوگ اسلام کو مانتے ہو؟ تمہارا قبلہ بیت اللہ اور رہبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں تو نہ صرف مَیں بلکہ سارے عوام آپ کے حامی ہیں۔ لیکن اگر آپ کا رہبر لینن، قبلہ ماسکو اور قانون وعقیدہ کیمونزم ہے تو پھر تمہارے خلاف جہاد فرض ہے۔ اگر عوام جہاد چھوڑ بھی دیں تو اس ملک کے شجر وحجر آپ سے لڑیں گے۔ کیوں کہ یہ ایک اسلامی سرزمین ہے، جو کفریہ نظام کو ہرگز قبول نہیں کرتی''۔

قندھار کے شہری حاجی سیف اللہ کامران قندہار جیل میں ذاکری صاحب کے ساتھ ایک بیرک میں رہے تھے۔ وہ کہتے ہیں:

''جب قندھار جیل سے کیمونسٹ کسی قیدی کو باہر لے جاتے تو وہ زندہ نہ بچتا۔ ایک رات شیخ صاحب کو دوسرے قیدیوں کے ساتھ باہر نکالا گیا۔ مگر تھوڑی دیر بعد انہیں واپس لایا گیا۔ ہم نے کئی بار پوچھا کہ واپس کیسے آئے؟ شیخ صاحب نے بتانے سے احتراز کیے رکھا۔ میرے بہت زیادہ اصرار کے بعد بتایا کہ کیمونسٹوں نے مجھے گاڑی میں بٹھایا اور پھانسی کی جگہ تک لے جانے لگے۔ مَیں پہلے تھوڑا سا گھبرایا، لیکن عین اسی وقت مجھے محسوس ہونے لگا کہ ہاتفِ غیبی مجھ سے کہہ رہا ہے لَاتَخَفْ وَلَاتَحْزَنْ، نَجَوْتَ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ۔ یہی وجہ تھی کہ کیمونسٹوں نے مجھے گاڑی سے اتارا اور واپس جیل بھیج دیا''۔

شیخ صاحب کی جرات اور بہادری کو دیکھتے ہوئے یہ تصور بھی نہیں کیا جا سکتا تھا کہ وہ کیمونسٹوں کی قید سے آزاد ہو جائیں گے۔ مگر اللہ تعالی نے انہیں نجات دی اور روسی جارحیت کے تھوڑے عرصے بعد وہ جیل سے رہا ہو گئے۔ اپنے اور گھر والوں کی حفاظت کی خاطر جہاد کے ارادے سے ہجرت کی اور قندھار سے بلوچستان کے شہر کوئٹہ چلے گئے۔

کیمونزم کے خلاف جہاد:

قندہار کے رہائشی ملا محمد رسول صدیقی مدرسے کے دور سے شیخ صاحب کے شاگرد اور خادم کی حیثیت سے ان کے ساتھ رہے۔ وہ تمام جہادی اسفار میں ان کے ہمراہ رہے۔ وہ کہتے ہیں:

''جب شیخ صاحب نے پاکستان ہجرت کی تو پہلے جنوب مغربی زون کے ۱۰ صوبوں کے عمومی جہادی ذمہ دار کی حیثیت سے ان کا تقرر کیا گیا۔ وہ مجاہدین کی رہ نمائی اور رسد کی فراہمی کی ذمہ داری نبھاتے رہے۔ شیخ

15 اکتوبر: صوبہ ہلمند فوجی کاروان پر بم حملے وکاروائیوں میں 3 ٹینک تباہ جب کہ 6 اہل کار ہلاک ہو گئے۔

صاحب نے یہ ذمہ داری تین ماہ تک نبھائی۔ مگر جب انہیں کچھ کمانڈروں اور مالیاتی امور کے کارکنوں کی خیانت کا علم ہوا تو انہوں نے ان کی بھرپور مخالفت کی۔ ان کے خلاف کھڑے ہو گئے۔ یہاں تک کہ بات جہادی قائدین تک پہنچ گئی۔ چونکہ کئی نامور کمانڈر اس خورد برد میں ملوث تھے اور تنظیمی قائدین نے بھی اس پر آنکھیں بند رکھی تھیں، شیخ صاحب نے احتجاجاً اپنے عہدے سے استعفیٰ دے دیا اور کہا: مَیں اپنے احاطۂ ذمہ داری میں یہ سب کچھ ہوتا برداشت نہیں کر سکتا''۔

ایک بار مجاہدین کے لیے مخصوص پستولیں آئیں تھیں۔ شیخ صاحب چاہتے تھے، یہ پستولیں قندھار شہر اور دیگر شہری علاقوں میں گوریلا مجاہدین کے درمیان تقسیم کی جائیں۔ مگر صوبائی امرا اور کمانڈروں کی کوشش تھی کہ ایک ایک پستول اپنے لیے ذاتی طور پر رکھ لیں۔ شیخ صاحب نے ان کے اس بات کی شدید مخالفت کی اور کہا کہ آپ لوگوں کو جہادی مال ذاتی طور پر استعمال کرتے ہوئے شرم آنی چاہیے۔ مجاہدین کو اسلحے کی ضرورت ہے۔ وہ ان پستولوں سے اسلام کا تحفظ کرنا چاہتے ہیں اور تم اپنی ذات کے تحفظ کے لیے انہیں اپنے پاس رکھ رہے ہو۔ پہلا حق اُنہیں کا ہے''۔

شیخ صاحب نے اس طرح کمانڈروں کے پیچھے اسلحے اور پیسوں کی تقسیم کے حوالے سے حساب کتاب شروع کیا اور بڑی کرپشن کا انکشاف کیا۔ جب انہوں نے تنظیمی سربراہوں کی سرد مہری دیکھی تو اپنے عہدے سے مستعفی ہو گئے۔ استعفیٰ کے بعد شیخ صاحب نے اپنا ایک دفتر قائم کیا۔ حالانکہ وہ کسی تنظیم کے باقاعدہ رکن یا ممبر نہیں تھے۔ مجاہدین کے ساتھ بلاتفریق مختلف حوالوں سے تعاون جاری رکھتے۔ وہ مختلف کیمپوں کے دورے کرتے، علما اور عوام کو جہاد کی دعوت دیتے۔ اسی طرح وہ علما اور مجاہدین' جو غریب اور لاچار ہوتے' ان سے تعاون کرتے۔ وہ دیارِ ہجرت میں جہادی اور اصلاحی کوششوں کے علاوہ بار بار افغانستان بھی گئے، جہاں وہ براہِ راست جہاد میں حصّہ لیتے۔ ملا رسول کہتے ہیں:

''انہوں نے پہلی بار ہلمند کا دورہ کیا۔ وہاں رئیس عبدالواحد اور نسیم اخندزادہ کے نام سے دو مشہور کمانڈر تھے، جن کے درمیان اختلافات تھے۔ شیخ صاحب نے اپنی کوششوں سے ان کے درمیان صلح کروائی اور ان کے باہمی نزاع کا خاتمہ کر دیا۔ اس کے بعد شیخ صاحب افغانستان کے جنوب اور مرکزی علاقوں تک بار بار گئے۔ ایک سفر میں وہ صوبہ زابل گئے، جہاں انہوں نے ملا مدد اور دیگر مقامی کمانڈروں سے ملاقاتیں کیں اور وہاں کے جہادی کیمپوں کے دورے کیے۔ قلات، میزانی اور دیگر علاقوں کا دورہ کرنے کے بعد قندھار گئے۔ ارغنداب، محلّہ جات، زنگاوت، پاشمول اور تقریباً قندھار کے تمام اضلاع کے جہادی محاذوں تک پہنچے۔ بعد ازاں وہ اروزگان چلے گئے''۔

امارت اسلامیہ کے سابق وزیر اور روس مخالف جہاد کے عظیم مجاہد ملا محمد غوث کہتے ہیں:

''ذاکری صاحب ایسے وقت میں اروزگان آئے، جب اروزگان کے ضلع دہراوود ان میں روسی فوجیوں کے خلاف شدید جنگ جاری تھی۔ دہراوود ان شدید تاریخی جنگوں میں سے ہے، جہاں کی جنگ تقریباً ڈھائی ماہ تک مسلسل جاری رہی۔ روسیوں کے کئی طیارے اس جنگ میں گرائے گئے اور دنوں فریقوں کو شدید نقصان پہنچا۔ ذاکری صاحب اس جنگ کے دوران میں اسی علاقے میں تھے اور مجاہدین کے شانہ بہ شانہ جنگ میں شریک تھے۔ شیخ صاحب کا یہ جہادی دورہ سولہ ماہ کے طویل دورانیے پر مشتمل رہا۔ انہوں نے اس دورے میں عملی جہاد کے ساتھ ساتھ مجاہدین کی رہ نمائی اور وہاں کے جہادی محاذوں کے درمیان اختلافات ختم کیے''۔

شیخ صاحب نے ایک اور سفر زابل کے اتغر کے راستے قلات سرخگان اور وہاں سے ہوتے ہوئے قندھار تک کا کیا۔ قندھار کے مختلف علاقوں میں گئے اور وہاں مختلف جہادی مراکز کے مجاہدین سے ملاقاتیں کیں۔ انہیں لازمی ہدایات دیں۔ وہ اپنے ایک اور سفر میں ریگ کے راستے قندھار گئے۔ وہاں ٦ ماہ تک مختلف مراکز کے مجاہدین کے درمیان اتحاد اور رابطے کی کوششیں کرتے رہے، تاکہ وہ آپس میں مربوط ہو کر یک بارگی سے کیمونسٹوں پر اپنے حملوں کا آغاز کر دیں۔ ان تمام اسفار میں شیخ صاحب کی کوشش یہ تھی کہ مجاہدین کی ضروری رہ نمائی کر سکیں۔ اُنہیں جہاد کے اعلیٰ مقاصد کی طرف توجہ دلائیں۔ انہیں کرپشن، ظلم، اختلاف اور ناجائز قبضوں سے روکیں۔ اس طرح انہوں نے مختلف جہادی کمانڈروں اور مجاہدین کے درمیان اختلافات کے خاتمے اور اصلاح کی کوششیں کیں۔ شیخ صاحب اگرچہ کسی تنظیم کے باقاعدہ رکن نہیں تھے، مگر جہاد میں فعال حصّہ لیا۔ وہ واحد ایسی شخصیت تھے، جو تنظیمی قائدین کے سامنے کھلم کھلا بات کرتے تھے اور انہیں ان کی غلطیوں کی جانب متوجہ کرتے۔ مجاہدین کو رسد فراہمی، یتیموں اور بے آسرا مہاجرین کی کفالت، ان سے تعاون، علمائے کرام کی حفاظت اور ان سے مالی تعاون ان کی اہم مصروفیات تھیں۔ جب جہاد کے کچھ معاون حلقوں نے یہ کوشش کی کہ جہادی تنظیمیں اور بھی بڑھ جائیں اور اس طرح مجاہدین کے درمیان اتحاد قائم نہ ہو سکے، شیخ صاحب کو مختلف طریقوں سے پیش کش کی گئی کہ الگ تنظیم کا اعلان کر دیا جائے۔ مگر شیخ صاحب نے اس مطالبے کو قبول نہیں کیا۔ وہ تنظیموں کی تعداد میں اضافے کو ایک بڑا فتنہ سمجھتے تھے۔ ان کی

15 اکتوبر: صوبہ کابل، خاک جبار کے علاقے میں فوجی گاڑی پر بم حملے میں 4 اہل کار ہلاک ہو گئے۔

کوشش تھی کہ موجودہ تنظیموں کو آپس میں قریب کرکے آپس میں ضم کردیا جائے۔

اتحاد علمائے افغانستان کی تاسیس:

جب روسیوں کی شکست کے بعد نجیب کے دور اقتدار میں جہادی تنظیموں کے درمیان نفاق اور ذاتی اختلافات کی علامات ظاہر ہونے لگیں، اسی طرح کچھ نئے افکار اور عقائد بھی افغانوں کے درمیان پھیلنے لگے تو ذاکری صاحب نے کئی جید علمائے کرام سے مل کر ان مشکلات کے خاتمے کے لیے سیکڑوں علما کو جمع کیا۔ ایک غیر سیاسی اصلاحی اتحاد کا فارمولہ سامنے رکھا۔ اس اتحاد کا مقصد یہ تھا کہ یہ صرف ایک اصلاحی جماعت ہوگی۔ جو معاشرے کی اصلاح، مجاہدین کے درمیان ثالث اور دیگر خیر کے کام انجام دے گی۔ اس اتحاد کے پہلے اجتماع میں ۷۰۰ علمائے کرام نے شرکت کی۔ اجتماع میں اتحاد علما کا منشور ترتیب دیا گیا، جو ۵ فصلوں اور ۴۴ شقوں پر مشتمل تھا۔

ذاکری صاحب کی قیادت میں اتحادِ علمائے افغانستان نے افغانستان اور اسلامی دنیا کے مختلف مسائل پر اپنی ذمہ داری بہت احسن طریقے سے ادا کی۔ علمائے کرام کی اس جماعت کے مسلسل اجلاس منعقد ہوتی رہے۔ ان میں مختلف مسائل اور قضیوں کے حوالے سے مباحثے ہوتے رہے، پھر انہیں فتویٰ اور پیغام کی شکل میں نشر کیا جاتا۔ عمومی فقہی مسائل سے لے کر سیاسی واقعات اور قضایا تک اتحاد علمائے افغانستان تمام شعبوں میں لوگوں کی رہ نمائی کرتا رہا۔ ۱۹۹۱ء میں خلیجی جنگ کے دوران میں امریکہ نے صدام حسین کو روکنے کے بہانے ہزاروں فوجی جزیرۃ العرب میں داخل کردیے تھے۔ ذاکری صاحب اور ان کے ساتھیوں نے امریکیوں کے اس اقدام کی شدید مخالفت کی۔ بی بی سی ریڈیو سے گفتگو کرتے ہوئے امریکی فوجیوں کے خلاف امتِ مسلمہ پر جہاد کو فرض عین قرار دیا۔ وہ تنظیمی رہ نماؤں کو اس بات پر راضی کرنے کی کوشش کرتے کہ لڑائی اور فساد سے دست بردار ہوجائیں۔ صرف شریعت کے نفاذ کے لیے کام کریں۔ انہوں نے اس سلسلے میں اپنی ذمہ داری بار بار نبھائی۔ تنظیمی لڑائیوں کے خاتمے کے لیے گیارہ بار کابل گئے۔ ایک مخلص، جرات منداور غیور مومن کی حیثیت سے تنظیمی جنگ جوؤں کو ان کی غلطیوں کی جانب متوجہ کیا اور سمجھایا۔

اتحاد علمائے افغانستان کی جانب سے افغانستان پر امریکی جارحیت کی مذمت کی گئی۔ امریکہ کے خلاف جہاد کی فرضیت کا فتویٰ دیا گیا۔ اسی طرح عالمی قوتوں کے اسلام مخالف اقدامات، جیسے توحید کے نام پر گمراہ کن کوششیں، مصر میں ڈاکٹر مرسی کی اسلامی تنظیم کی حکومت کے خاتمے اور اس طرح کے دیگر اہم مسائل کے حوالے سے اپنا موقف واضح کیا اور عالم کفر کی سازشوں کو بے نقاب کرتے رہے۔ ذاکری صاحب کی قیادت میں علمائے کرام کی اس جماعت نے درجنوں اہم ترین مسائل پر خصوصی تحقیق کی اور فتاویٰ کی شکل میں ان کا نچوڑ لوگوں تک پہنچایا۔ اسی طرح وقتاً فوقتاً اسلامی ممالک کے سربراہان اور معروف وبااثر شخصیات کو بار بار تنبیہی اور اصلاحی خطوط لکھے، جن کی تعداد ۵ سو تک ہے۔

امریکہ کے خلاف جہاد:

ذاکری صاحب اپنی ذاتی ذمہ داریوں اور مقامی اصلاحی کوششوں کے علاوہ سیاسی مسائل سے بھی بے پروانہ تھے۔ انہوں نے امارت اسلامیہ کے دور حکومت میں مسلسل افغانستان کے اسفار کیے۔ نہ صرف امارت اسلامیہ کے حکام کو اصلاحی دعوت دی، بلکہ امارت اسلامیہ کے سربراہ عالی قدر امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد کو بھی ہمیشہ نیکی کی نصیحت کرتے۔ انہوں نے امارت اسلامیہ اور مخالفین کے درمیان کئی بار صلح کی بھی کوششیں کیں۔

جب امریکہ نے افغانستان پر حملے کا ارادہ کیا تو شیخ صاحب نے ایک فتویٰ دیا، جس کی رو سے امریکہ کے خلاف جہاد کو فرض عین قرار دیا گیا تھا۔ وہ امریکی جارحیت سے کچھ عرصہ قبل افغانستان گئے۔ ملک کے کئی جنوبی، مرکزی اور جنوب مشرقی صوبوں کا دورہ کیا۔ عام لوگوں اور علمائے کرام سے ملاقاتیں کیں اور جہاد کی دعوت دی۔ وہ امریکہ کے خلاف جاری حالیہ جہاد کے شدید حامی تھے۔ مختلف اجتماعات، مجالس، حتیٰ کہ ذرائع ابلاغ کے ذریعے ہمیشہ امریکہ کے خلاف جہاد کی تبلیغ کرتے رہے۔ جارحیت کی موجودگی میں دشمن کے ساتھ کسی بھی قسم کی مصالحت کو اسلامی اصولوں سے سرتابی سمجھتے تھے۔

شیخ صاحب علی الاعلان انتہائی قطعیت سے ان نام نہاد علما کی مخالفت کرتے تھے، جو امریکی جارحیت کو عالمی تعاون قرار دیتے اور اسے جواز فراہم کرتے ہیں۔ انہوں نے سعودی عرب کے ایک مفتی کے جواب میں 'جس نے امریکہ کے خلاف جہاد کو ناجائز قرار دیا تھا' کہا کہ یہ مفتی یا تو جاہل اور اسلام سے بے خبر ہے یا دجال ہے، جو لوگوں کو دھوکہ دے رہا ہے۔ وہ کفر کا حمایتی اور وکیل بننے کی کوشش کررہا ہے۔ شیخ صاحب نے ۱۹۹۱ء میں حجاز کی مقدس سرزمین پر امریکی جارحیت کے خلاف جو فتویٰ دیا تھا، زندگی کی آخری سانس تک اسی موقف پر قائم رہے۔ امریکہ کو امت مسلمہ کا سب سے بڑا دشمن قرار دیا۔ انہوں نے افغانستان کے مسئلے پر اپنا موقف درج ذیل نکات میں خلاصے کے ساتھ پیش کیا تھا:

۱۔ امریکہ اپنی ناکامی کا اعلانیہ اعتراف کرے۔

۲۔ اپنی وحشی اور ظالم فوج افغانستان سے نکال دے۔

۳۔ افغانوں کو اس جنگ میں ہونے والے جانی و مالی نقصان کا تاوان ادا کرے اور افغانستان کے معاملات سے دست بردار ہوجائے۔ افغان عوام اپنی ہمت سے عالمی استعمار کو شکست دے سکتے ہیں۔ اگر عالمی دنیا اس میں مداخلت سے باز آجائے تو یہ اپنے ملک کی تعمیر بھی خود کرسکتے ہیں۔

حال میں جب امریکیوں کو دائمی اڈے دینے کا موضوع سامنے آیا تو شیخ

16 اکتوبر: صوبہ ننگاب میں کٹھ پتلی فوجوں کے کاروان پر حملے میں 15 اہل کار ہلاک ہوگئے۔

صاحب نے انتہائی دوٹوک انداز میں ان اڈوں کی مخالفت کی اور کابل حکام کو خبردار کیا کہ وہ اس معاہدے پر دستخط سے باز آجائیں۔ اسی طرح ذرائع ابلاغ پر اپنے انٹرویوز میں ان اڈوں کی مخالفت میں خصوصی گفتگو کی۔ چونکہ شیخ صاحب کو ایسے حساس حالات میں نامعلوم قاتلوں نے حملے کا نشانہ بنایا، اس لیے ایسا خیال کیا جاتا ہے کہ امریکی انٹیلی جنس قاتلوں نے اس اہم مسئلے پر شیخ صاحب کے موقف کی وجہ سے ہی انہیں نشانہ بنایا ہے۔

امر بالمعروف ونہی عن المنکر:

شیخ صاحب خود کو حرام اور مشتبہات سے محفوظ رکھتے تھے۔ ہمیشہ نیک کام، اذکار، وظائف اور خیر کے کام انجام دیتے تھے۔ اوروں کو بھی ہمیشہ نیک کاموں کا کہتے۔ حرام کاموں کے خلاف انتہائی سرگرمی سے کام کرتے۔ وہ بدعات، غیر شرعی طور طریقوں، مغربی کفریہ افکار، فحاشی، عریانی اور دیگر فتنوں کی روک تھام کے لیے ہمیشہ سرگرم رہتے۔ نہ صرف اپنی باتوں اور مواعظ سے لوگوں کو تنبیہ کرتے، بلکہ فتاویٰ اور رسائل کی اشاعت سے بھی یہ کوششیں جاری رکھتے۔ انہوں نے فلم سازی، تصویر کشی، ٹی وی، کیبل، غیر اسلامی ممالک سے گوشت کی درآمد، اسی طرح بنک کے سودی نظام، مغربی این جی اوز اور مغربی طریقۂ تعلیم اور دیگر غیر اسلامی تحریکوں کی شدید مخالفت کی۔ انہوں نے اس سلسلے میں ۱۴۳۳ھ کو مساجد میں لوگوں کی نصیحت اور دینی تعلیم کے لیے ایک جامع طریقہ تشکیل دیا۔ علمائے کرام اور ائمہ کو اس کا پابند بنایا کہ اپنی مسجد کے عام لوگوں کو دین کے بنیادی احکامات کی تعلیم اور درس دیں۔

تصنیفات:

شیخ صاحب نے اپنی علمی زندگی میں کئی رسالے اور تصنیفات چھوڑیں ہیں، جن میں سے کچھ کے نام درج ذیل ہیں:

الاذکار و فضائلها، التصوف و مقامات العشرة فی ضوء القرآن والسنة، الافتاء فی عدم جواز التصاویر والاوثان، اقوال المفسرين والفقهاء الحنفية فی موجب السعی الی صلوة الجمعة و ترک التجارة، تنبيه الاخوان علی استماع قرأة القرآن، التحقيق التام فی مسئلة لبس الخاتم، اقوال العلماء فی منع خروج النساء، العجالة النافعة فی سقی النفس العاطشة، تبديل النسب ومذمته فی الاسلام، القول الفاصل بين الحق والباطل، حکم الشوری فی الشريعة الغراء، فصل الخطاب فی تشريح الخضاب، البيان الوافی فی بيان حکم المعازف والمزامير و الملاهی، حکم الهجرة فی الشريعة المنورة، اشراط الساعة، اقوال الاخيار فی تشريح مولد النبی المختار، بيان المغرورين وعلاجهم، اثبات الکرامة بالقرآن والسنة، علاج الاسقام بالحجامة فی الاسلام، القول المفصل فی خواص العسل، الاستشفاء باستعمال الحبة السوداء، حکم اللحوم المستوردة من دول الکافرة، القول الجميل فی فضيلة دعاء الخليل، زاد الابرار الاستغفار بالاسحار، الدر المکنون فی فضيلة دعاء ذی النون عليه السلام، الاحاديث الشريفه فی فضيلة الحوقله وغيره۔

شہادت:

ذاکری صاحب ۲۸ ربیع الاول ۱۴۳۵ھ بروز بدھ ظہر کے فرض کے بعد سنتوں کی ادائیگی کے لیے گھر جارہے تھے۔ مسجد کے صحن میں دروازے کے قریب دو نامعلوم افراد کی جانب سے ان پر فائرنگ کی گئی۔ عینی شاہدین کے مطابق صرف الحمدللہ کے الفاظ کہے اور قبلہ رخ پر گر گئے۔ انہوں نے جامِ شہادت نوش فرمالیا تھا۔ انا للّٰه و انا اليه راجعون

شیخ صاحب کے جنازے کی نماز جنازہ شہادت کے اگلے روز پاکستان میں صوبہ بلوچستان کے صدر مقام کوئٹہ میں ایوب اسٹیڈیم میں ہزاروں شرکا کی موجودگی میں ادا کی گئی۔ ان کی نماز جنازہ ان کے صاحب زادے عبدالقیوم ذاکری صاحب نے پڑھائی۔ اسی روز شام چھ بجے کوئٹہ سبزل روڈ کے قریب ذاکری مسجد کے قریب مدرسے کی چار دیواری میں انہیں سپرد خاک کیا گیا۔ شہادت کے بعد دارالعلوم حقانیہ کے شیخ الحدیث اور عالم اسلام کے عظیم عالم دین شیر علی شاہ صاحب مدنی رحمہ اللہ نے انہیں شیخ الشہداء کا لقب دیا۔ بعد ازاں بڑے علمائے کرام؛ مفتی محمد تقی عثمانی، شیخ الحدیث مولانا حمد اللہ داجوی، مفتی زرولی خان صاحب اور دیگر علمائے کرام کی جانب سے بھی اس کی تائید کی گئی۔

کچھ یادیں:

شیخ صاحب کی زندگی کے کئی پہلو تھے۔ اس مختصر تحریر میں تمام اہم واقعات کا احاطہ ناممکن ہے۔ کوشش کریں گے بعض دلچسپ واقعات کی جانب اشارہ کریں۔

زابل کے شہری مولوی عبدالقادر کہتے ہیں:

''ملامدد کے محاذ کے ایک مجاہد ملا خیرالدین نے واقعہ سنایا۔ روس کے خلاف جہاد کے دوران ذاکری صاحب زابل آئے تھے۔ جب ہمارے جہادی مرکز پر آئے تو یہاں دشمن نے حملہ کردیا۔ اکثر مجاہدین پہاڑوں میں روپوش ہوگئے۔ مگر ذاکری صاحب نے ایک بڑی چٹان کی آڑ لے کر روسی طیاروں پر کلاشن کوف سے فائرنگ شروع کردی۔ مقامی جہادی ذمہ دار مولوی عصمت اللہ نے کہا: شیخ صاحب! گن کی گولیاں طیارے تک نہیں پہنچتیں۔ خدانخواستہ آپ کو کوئی نقصان پہنچ جائے۔ شیخ صاحب نے جواب دیا: خاموش رہو! گولی کا پہنچانا ہم اور آپ پر لازم نہیں ہے۔ وہ مالک کوئی اور ہے۔ ہم پر صرف کافروں کو نشانہ بنانا فرض کیا گیا ہے''۔ (بقیہ صفحہ ۶۱ پر)

16 اکتوبر: صوبہ خانشین فوجی گاڑی پر بم حملے میں کمانڈر سمیت 5 اہل کار ہلاک ہوگئے۔

امارت اسلامیہ افغانستان کی تازہ فتوحات اور افغانستان کی حالیہ صورت حال

عبدالاحد زابلی

افغانستان میں نیٹو اور اس کی اتحادی افواج پر مجاہدین طالبان کی کامیاب ضربیں مسلسل جاری ہیں، مجاہدین طالبان نے اپنی بہترین حکمت عملی کے تحت افغانستان میں نیٹو اور اتحادی افواج کو مرکزی شہری مقامات تک محدود کر دیا ہے۔گزشتہ مہینہ امارت اسلامیہ افغانستان کے لیے یادگار فتوحات کا مہینہ تھا۔

پچھلے چار پانچ ہفتوں کے دوران میں مجاہدین امارت اسلامیہ نے کئی اہم فتوحات حاصل کیں۔امارت اسلامیہ کے مجاہدین کی فتوحات کے تازہ سلسلے کی وجہ سے ۱۵ سے زائد نئے اضلاع طالبان کے قبضے میں آئے ہیں۔اس وقت افغانستان کے ۳۹۸ اضلاع میں سے ۱۴۷ اضلاع طالبان کے مکمل کنٹرول میں ہیں اور ۳۵ اضلاع کے مرکزی مقامات مجاہدین کی جانب سے محاصرے میں ہیں۔

فتح قندوز:

۲۸ ستمبر کو امارت اسلامیہ فغانستان کے مجاہدین نے افغانستان کے ایک صوبے قندوز کے صدر مقام قندوز شہر پر صبح کے وقت تین اطراف سے حملہ کیا اور چند گھنٹوں کی لڑائی کے بعد مجاہدین طالبان نے مکمل شہر فتح کر لیا۔مجاہدین امارت اسلامیہ نے تمام سرکاری عمارتیں بشمول سرکاری جیل،ہسپتال وغیرہ کو اپنے کنٹرول میں لے لیا۔جیل سے ۷۰۰ قیدی چھڑوالیے گئے۔ہسپتال میں موجود عملے اور ڈاکٹرز کو آزادانہ طور پر اپنی خدمات جاری رکھنے کا حکم دے دیا۔قندوز اور اس کے اردگرد موجود مختلف فوجی مراکز پر قبضے سے ۲۷۵ سے زائد فوجی گاڑیاں اور بکتر بند اور ٹینک وغیرہ مال غنیمت میں حاصل ہوئیں اور مختلف قسم کا ہلکا اور بھاری اسلحہ بھی بڑی تعداد میں حاصل کیا۔جب کہ مختلف کارروائیوں میں درجنوں افغان فوجی ہلاک وزخمی ہوئے۔

قندوز شہر کی عوام نے مجاہدین امارت اسلامیہ کا بھرپور استقبال کیا،خستہ حال مجاہدین کے ساتھ محبت کا اظہار کرتے ہوئے عوام الناس نے مجاہدین کے ہمراہ تصاویر بنوائیں۔یاد رہے امریکی حملے میں طالبان کی پسپائی کے بعد یہ پہلا صوبائی صدر مقام ہے جو مجاہدین امارت اسلامیہ افغانستان نے آزاد کیا۔

اس کے بعد مجاہدین نے اپنی پیش قدمی جاری رکھی اور قندوز ائیر بیس پر حملہ کیا جس پر ہر وقت ہزاروں کی تعداد میں مسلح فوجی موجود رہتے ہیں،اور ائیر بیس پر موجود فوجیوں کو پیچھے ہینگرز تک دھکیل دیا،اسی دوران میں نیٹو اور اتحادیوں کی بم باری شروع ہوگئی اور سخت لڑائی شروع ہوگئی جو کہ مسلسل دو ہفتے تک جاری رہی۔

مجاہدین امارت اسلامیہ افغانستان نے دو ہفتے تک قندوز شہر پر اپنا قبضہ برقرار رکھا،اس دوران میں امریکی، جرمن، نیٹو اور افغان فغائیہ کی مسلسل بم باری میں نیٹو اور اتحادیوں کی سپیشل فورسز اور چھاپہ مار دستے مجاہدین پر حملہ آور ہوئے۔مجاہدین امارت اسلامیہ افغانستان نے ان سب حملوں کو پسپا کر دیا اور ایک ایک حملے میں درجنوں کی تعداد میں نیٹو فوجی مردار ہوئے۔

مجاہدین سے مقابلے کے لیے کابل سے قندوز بھیجے جانے والے فوجی قافلوں کو بغلان میں ہی حملوں کا سامنا کرنا پڑا۔اس دوران میں امریکی ،نیٹو اور افغان فضائیہ نے عام شہری مقامات،تقریبات اور ہسپتالوں کو نشانہ بنانا شرع کر دیا اور اس بم باری میں سیکڑوں عام شہری شہید ہو گئے،صرف ایک ہسپتال پر بم باری میں ۶۰ کے قریب طبی عملے کے اراکین (ڈاکٹرز اور نرسیں) اور ۱۰۰ سے زائد عام مریض شہید ہو گئے۔مجاہدین امارت اسلامیہ افغانستان نے دو ہفتوں کے مسلسل قبضے کے بعد اس ہفتے قندوز کے مرکزی شہری علاقے سے عقب نشینی (پسپائی) اختیار کر لی۔

یہ پسپائی نیٹو اور اتحادی افواج کی بم باری سے شہریوں کو بچانے کے لیے اختیار کی گئی،اس کے علاوہ چونکہ مجاہدین قندوز کی فتح سے اپنے تمام اہم مقاصد پورے کر چکے تھے اس لیے سردیوں کی آمد کے بعد اب مجاہدین کے لیے قندوز کے دفاع پر اپنے جانی و مالی وسائل کا مزید خرچ مناسب نہیں تھا۔مجاہدین اب قندوز شہر کے مضافات میں موجود ہیں جہاں سے قندوز ائیر بیس پر میزائل بھی داغے جا رہے ہیں اور مختلف کارروائیاں بھی جاری ہیں۔

قندوز کی فتح سے مجاہدین امارت اسلامیہ افغانستان نے کیا مقاصد حاصل کیے؟

- ☆ ۷۰۰ مجاہد قیدیوں کی رہائی۔
- ☆ سیکڑوں ٹینک و بکتر بند اور رینجر فوجی گاڑیوں کا حصول،جنہیں محفوظ مقامات تک منتقل کر دیا گیا۔
- ☆ دشمن کے اعلیٰ عہدے داروں کی بڑی تعداد کو منتشر کیا گیا،،جن میں سے کئی بیرونِ ملک بھاگ گئے اب ان میں سے اکثر عہدے داروں کی واپسی ناممکن ہے۔
- ☆ بھاری مقدار میں اسلحہ و گولہ بارود اور افغانی کرنسی کا حصول۔
- ☆ قندوز شہر کی فتح سے قندوز کی اسلام پسند عوام کے حوصلے بلند ہوئے اور ان کے

16 اکتوبر: صوبہ روزگان مجاہدین کے حملوں میں 2 چوکیاں فتح جب کہ 4 اہل کار ہلاک ہو گئے۔حملوں میں گاڑی و اسلحہ بھی غنیمت ہوا۔

دلوں سے امریکہ اور اس کی ایجنٹ افواج کا رہا سہا خوف بھی ختم ہو گیا۔

☆ نیٹو اور اس کی اتحادی ایجنٹ افواج کو نفسیاتی شکست، جس کی وجہ سے مجاہدین امارت اسلامیہ نے مزید جتنے شہروں پر حملہ کیا تو اکثر اوقات صلیبی حواریوں کو کو بھاگنے میں ہی عافیت نظر آئی۔

☆ افغان فوجیوں کی بڑی تعداد کی مجاہدین امارت اسلامیہ کے ہاتھوں گرفتاری اور سیکروں فوجیوں کی مجاہدین کی صفوں میں شمولیت۔

☆ قندوز شہر کی فتح سے مجاہدین امارت اسلامیہ افغانستان کے حوصلے مزید بلند ہوئے اور دیگر جگہوں پر موجود مجاہدین نے بھی مختلف اضلاع پر حملے کر کے قبضہ کر لیا۔

سپلائی لائنز پر حملے:

مجاہدین طالبان نے ان چند ہفتوں کے اندر مختلف اہم سپلائی روٹس اور شاہراہیں بلاک کی ہیں۔ سب سے پہلے پروان صوبے میں ایک شاہراہ بلاک کر کے کابل سے بامیان کا رابطہ منقطع کیا گیا، اس کے بعد قندوز سے کابل کی سپلائی لائن بغلان میں بلاک کی گئی اور پھر کابل سے قندھار ہائی وے زابل اور غزنی شہر کے قریب پانچ مختلف مقامات پر بلاک کر دی گئی ہے۔

بغلان میں سپلائی لائن پر مجاہدین کے مسلسل حملوں اور فوجی قافلوں پر تواتر سے عملیات کی وجہ سے قندوز بھیجے جانے والی کمک بغلان میں ہی پھنسی رہی اور مجاہدین قندوز مسلسل فتوحات کرتے رہے۔

صلیبی وطاغوتی طیاروں اور ہیلی کاپٹروں کی تباہی:

ان تین چار ہفتوں میں طالبان کی جانب سے اینٹی ایئر کرافٹ گنوں اور میزائیل حملوں کے ذریعے امریکہ اور اس کی اتحادی افواج (افغان و نیٹو فضائیہ) کے جیٹ طیارے اور ہیلی کاپٹر بھی گرائے گئے جن کی کل تعداد ۸ ہے، ان میں ۵ ہیلی کاپٹر اور ۳ جیٹ طیارے شامل تھے۔

سب سے پہلے جلال آباد میں ایک بڑا ٹرانسپورٹ طیارہ طالبان نے مار گرایا، اس کے بعد جمعہ والے دن قندوز میں ایک ہیلی کاپٹر مار گرایا ہفتے والے دن باگرام میں امریکی جیٹ طیارے کو کامیابی سے نشانہ بنایا گیا اور پھر ایک برطانوی ہیلی کاپٹر کو کابل میں نشانہ بنا کر تباہ کیا گیا اور ایک دن میں لوگر و بامیان میں تین ہیلی کاپٹر تباہ ہوئے۔ جب کہ ایک ایف سولہ طیارہ پکتیکا سید کرم کے علاقے میں مجاہدین کی اینٹی ایئر کرافٹ گنوں کا نشانہ بنا۔ ان سب حملوں میں مجموعی طور درجنوں ہلاکتیں ہوئیں۔

فتح ہونے والے اضلاع اور علاقے:

مجاہدین کے ہاتھوں فتح ہونے والے اضلاع میں ینگی قلعہ، خم آب، بلا بلوک، غورمچ، خواجہ گھر، اشکمش، تلا و برفک، کوہستانات، بہارک، وردوک، چہار درہ، قلعہ ذال، خواجہ موسیٰ، گرزیوان ورغوراک وغیرہ شامل ہیں۔ اس وقت افغانستان کے ۳۹۸ اضلاع میں سے ۳۷ اضلاع طالبان کے مکمل کنٹرول میں ہیں۔ جب کہ پل خمری (بغلان) غزنی (صوبہ غزنی)، مرکزی بغلان (صوبہ بغلان)، تغاب (کاپیسا)، علیسے، بالا بلوک (صوبہ فراہ)، پرچمن (صوبہ فراہ) اور خروار (صوبہ لوگر) سمیت ۳۵ اضلاع مجاہدین طالبان کی جانب سے مسلسل محاصرے میں رہے۔

افغان فورسز جو اکثر دیہاتی علاقوں سے اپنا کنٹرول کافی عرصہ پہلے ہی کھو چکی ہیں اب اہم مرکزی شہری علاقوں سے بھی پسپا ہو رہی ہیں۔ شہروں اور فوجی مراکز سے باہر نکلنے والے قافلوں پر منظم حملے کیے جا رہے ہیں۔

مقامی امن ملیشیا کا صفایا اور دیہاتوں پر کنٹرول:

اس دفعہ جہاں کئی اضلاع کے مرکزی مقامات کو فتح کیا گیا وہیں باقی علاقوں میں دیہاتوں میں سے اربکیوں (امن ملیشیا) کا بھی خاتمہ کیا گیا اور پورے افغانستان کے مختلف علاقوں میں بڑی تعداد میں دیہاتی علاقوں پر کنٹرول حاصل کر لیا گیا اس لیے کئی صوبوں اور اضلاع میں افغان فورسز مرکزی شہروں اور فوجی مراکز میں محصور ہو گئی ہیں۔ اسی وجہ سے شہری مراکز سے باہر نکلنے والے فوجی قافلوں کو بھی نہایت آسانی سے نشانہ بنایا جا رہا ہے اور کئی اہم شاہراہیں بھی مجاہدین کے تسلط میں آ گئی ہیں۔

مختلف کارروائیاں:

مجاہدین افغانستان نے ملک کے طول و عرض میں مختلف چھوٹی بڑی کارروائیوں کا سلسلہ مسلسل جاری رکھا یہاں تک کہ دارالحکومت کابل میں بھی باقاعدگی سے مختلف حملے ہوتیر ہے۔

جن میں سے سب سے بڑا حملہ پچھلے دنوں افغانستان کی خفیہ ایجنسی این ڈی ایس کے مرکزی دفتر پر ہونے والی کارروائی ہے جو ۱۱ گھنٹے تک جاری رہی اور بڑی تعداد میں ہلاکتیں ہوئیں، جب کہ باقی حملوں میں امریکی و افغان فورسز کے قافلوں کو بارودی سرنگ اور کار بم حملوں سے نشانہ بنایا گیا۔

اس کے علاوہ امریکی فوجی قافلوں پر بھی بارودی سرنگ اور فدئی حملے کیے گئے جن میں درجنوں ہلاکتیں ہوئیں۔ شہروں اور فوجی مراکز سے باہر نکلنے والے قافلوں پر منظم حملے کیے جا رہے ہیں۔ افغانستان میں امارت اسلامیہ کے مجاہدین نے اپنی عسکری سرگرمیاں اتنی تیز کر دی ہیں کہ امریکی و نیٹو افواج کی موجودگی اور بھرپور مدد کے باوجود نائب صدر عبدالرشید دوستم فضائی امداد طلب کرنے روس پہنچ گیا۔

مال غنیمت کا حصول:

مجاہدین امارت اسلامیہ افغانستان نے قندوز سمیت ۱۵ سے زائد اضلاع فتح کر لیے، جہاں سے بڑی تعداد میں فوجی گاڑیاں، ٹینک اور بکتر بند حاصل کی ہیں جن کی

16 اکتوبر: صوبہ قندوز، قندوز ائیرپورٹ پر حملے میں کرنل سمیت 7 اہل کار ہلاک ہو گئے۔

کل تعداد ۶۰۰ تک جا پہنچی ہے۔اس کے علاوہ ہر قسم کا ہلکا و بھاری اسلحہ بھی ایمونیشن اور گولہ بارود سمیت بڑی تعداد میں حاصل ہوا جسے محفوظ مقامات کی طرف منتقل کر دیا گیا۔

قیدیوں کی رہائی:

الحمدللہ مجاہدین اپنے قیدی بھائیوں کو بھی ان فتوحات میں نہیں بھولے اور صرف قندوز شہر کی مرکزی جیل سے سیکروں (۷ سو کے لگ بھگ) مجاہدین قیدی چھڑوا لیے ہیں۔

افغان فوجی ہلاکتیں اور گرفتاریاں:

ان فتوحات کے دوران ہر ایک کارروائی میں درجنوں افغان فوجی ہلاک ہوئے، اور قندوز وغیرہ میں یہ تعداد مجموعی طور پر سیکڑوں تک جا پہنچی فوجی گاڑیوں کی تباہی اور زخمیوں کی تعداد علیحدہ ہے۔صوبہ غزنی کا ایک ضلعی گورنر بھی مجاہدین امارت اسلامیہ کا ہدف بن کر ہلاک ہوا۔اسی طرح پچھلے ایک ماہ کے اندر سیکڑوں افغان فوجی مجاہدین امارت اسلامیہ کے ہاتھوں گرفتار ہوئے۔غورمچ ضلع کا پولیس چیف ۱۳ اہلکاروں سمیت طالبان کے ہاتھوں گرفتار ہوا۔دعوت ارشاد کمیشن کی کوششوں کی وجہ سے بھی مختلف اضلاع میں بڑی تعداد میں افغان فوجی اور امن ملیشیا کے اہل کار اپنے اسلحے اور سرکاری گاڑیوں سمیت مجاہدین کی صفوں میں شامل ہوتے رہے۔

عوام کی حمایت و تائید:

افغانستان کی اسلام پسند عوام جو امریکی و افغان افواج سے ان کے مظالم کی وجہ سے تنگ ہے اب بڑی تعداد میں مجاہدین کی عوام دوست پالیسی کی وجہ سے مجاہدین کے قریب ہو رہی ہے، قندوز میں افغان عوام کی مجاہدین سے محبت کے مظاہر دیکھنے کو ملے جہاں مجاہدین امارت اسلامیہ افغانستان کا شاندار استقبال کیا گیا جس کی تصویریں اور وڈیوز عام شہریوں نے انٹرنیٹ پر پھیلا دیں وہیں قندوز کی اسلام پسند عوام نے طاغوتی میڈیا چینلز کے طالبان کے متعلق پھیلائے گئے پراپیگنڈے کو بھی سختی سے مسترد کر دیا۔

کئی دیہاتوں میں بھی مختلف قبیلے مجاہدین کی حمایت و وفاداری کا اعلان کر رہے ہیں، کچھ دنوں پہلے صرف بادغیس کے چند دیہاتوں میں ۲ ہزار گھرانوں نے مجاہدین امارت اسلامیہ مکمل اطاعت و وفاداری کا اعلان کر دیا، اور ان اسلام پسند قبیلوں کے ۴۰ مسلح افراد نے مجاہدین امارت اسلامیہ میں شمولیت اختیار کر لی۔

القاعدہ برصغیر اور پاکستانی جہادی تنظیموں کے معسکرات پر چھاپے:

۱۱/ اکتوبر ۲۰۱۵ء کو امریکی اور افغان سپیشل فورسز نے قندھار، شوراوک میں دو علاقوں میں موجود القاعدہ برصغیر اور دوسری پاکستانی جہادی تنظیموں (بالخصوص تحریک طالبان پاکستان) کے عسکری تربیتی مراکز پر چھاپے مارے، اس دوران میں امریکی فضائیہ نے صرف پہلی رات ۶۳ فضائی حملے کیے۔مجاہدین نے کئی گھنٹے تک کی شدید مزاحمت کی جس کے دوران تمام اہم رہنما اور بڑی تعداد میں مجاہدین محاصرہ توڑ کر نکلنے میں کامیاب ہو گئے۔افغانستان میں پچھلی ۱۴ سالہ لڑائی کی تاریخ میں اس سے زیادہ شدید نوعیت کے چھاپے نہیں مارے گئے۔اس میں عام مجاہدین سمیت عوام کی بڑی تعداد شہید ہوئی، دوسری طرف افغان اور امریکی سپیشل فورسز کی بھی بڑی تعداد ہلاک ہوئی۔ان حملوں کا فوری بدلہ لیتے ہوئے مجاہدین امارت اسلامیہ افغانستان نے کوئیک ریسپانس فورس کے مرکز پر ۴ فدائی حملہ آوروں کی مدد سے حملہ کرا دیا جس میں کئی کمانڈروں سمیت درجنوں سیکورٹی اہلکار مارے گئے۔اور اس کاروائی کی ذمہ داری امارت اسلامیہ افغانستان نے قبول کر لی۔

۲۱/ اکتوبر کو مغرب کے وقت بولدک شہر کے قریب ویش کے مقام پر واقع کوئیک رسپانس فورس کے مرکز پر امارت اسلامیہ کے چار فدائین نے ایسے وقت میں حملہ کیا، جب بزدل دشمن غفلت کی حالت میں تھا۔سب سے پہلے فدائی مجاہد عبدالرحمٰن بارود بھری موٹر سائیکل پر مرکز تک پہنچنے میں کامیاب ہوا اور وہاں موجود اہل کاروں پر گولیوں کی بوچھاڑ شروع کر دی، جس کے فوراً بعد فوجی مرکز کے سامنے منتظر دو فدائین حبیب اللہ اور حکمت اللہ نے دشمن پر اندھادھند فائرنگ شروع کر دی اور بیس منٹ کے بعد مین گیٹ کے سامنے کھڑے سیکورٹی اہل کاروں پر بارود بھری موٹر سائیکل سے دھماکہ کروایا گیا۔ایک گھنٹے کے بعد فدائی مجاہد نور اللہ نے سڑک کے آس پاس کھڑے سیکورٹی اہل کاروں پر گولیوں کی بوچھاڑ شروع کر دی۔چار گھنٹے تک جاری رہنے والی معرکہ کے دوران کمانڈر سمیت ۲۳ کٹھ پتلی ہلاک جب کہ کمانڈر محمد سمیت درجنوں زخمی ہونے کے علاوہ ۴ فوجی ٹینک اور کئی گاڑیاں جل کر خاکستر ہوئیں۔دشمن پر فدائی حملہ ضلع شوراوک میں شہید ہونے والے مجاہدین اور درجنوں مظلوم خواتین، بچوں اور بوڑھوں کا انتقام تھا، جنہیں مذکورہ مرکز کے کرائے کی فوجیوں اور ان کے بیرونی آقاؤں نے کچھ دن قبل نہایت بے دردی اور وحشت و درندگی سے شہید کیا تھا اور ساتھ ہی علاقے کے مکینوں کی گھروں کو بھی لوٹ لیے تھے۔

☆☆☆☆☆

''اس تہذیب کا بنیادی ہتھیار بھی (ایٹم بم سے بڑھ کر) دنیا کی محبت کا فروغ ہے اسی سے وہ قوموں کو فتح کرتی ہے اور جب دلوں پر ان افکار کی حکمرانی ہو جائے تو زمینوں اور جسموں کو زیر کرنا کوئی مشکل کام نہیں رہتا...... دنیا کی محبت، حرص و ہوس کے فروغ، سامان دنیا کی فراوانی اور خواہشات کی تکمیل کے عمل کو وہ ''ترقی'' کہتے ہیں!''

انجینئر احسن عزیز شہید رحمہ اللہ

17 اکتوبر: صوبہ بادغیس کا ضلع غورمچ آزاد کروالیا گیا۔درجنوں اہل کار ہلاک اور بھاری مقدار میں اسلحہ غنیمت کرلیا گیا۔

نام نہاد جہادی لیڈر، اب امریکہ کے لیے نا قابل قبول ہو گئے

زمری افغان

کابل میں موجود نام نہاد پرانے جہادی لیڈر سمجھ گئے ہیں کہ اب مزید امریکہ کو ان کی ضرورت نہیں رہی، اب وہ امریکہ کے لیے ناکارہ بن کر رہ گئے ہیں، اس لیے وہ تذبذب کا شکار ہیں کہ کیا کریں......امریکہ نے جب ۲۰۰۱ء میں افغانستان پر حملہ کیا تو اس وقت ان نام نہاد جہادی رہ نماوں پر اس نے بڑا انحصار کیا لیکن پھر اقتدار میں مغرب سے لائے گئے لوگوں کو بھی ان کے ساتھ شریک کر دیا گیا......ان دونوں گروہوں نے ۱۳برس تک امریکہ کے ہاں میں ہاں ملا کر عوام کا خون بہایا......وہ امریکہ کی زیر سرپرستی' اسلام، ملک اور قوم دشمن اتحاد میں شامل ہو گئے تھے......

ان برائے نام جہادی لیڈروں نے حقیقی مجاہدین اور مسلمانوں کے مال اور عزت سے کھیلنا کوئی عار نہیں سمجھا......انہوں نے امریکی وحشی فوجیوں کو سچے مجاہدین کے گھروں میں گھسا کر ان کی عزت کو پامال کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی......ہزاروں نہتے شہریوں کو مارنے میں فرنٹ لائن کا کردار ادا کیا......معصوم بچوں اور خواتین کو کتوں سے کاٹنے کی شرم ناک تاریخ رقم کر دی......ہر سو وحشت اور خوف کی فضا قائم کیے رکھی، ان نام نہاد جہادی رہ نماوں نے اپنے مغربی آقاوں سے مل کر ایسے سنگین جرائم کا ارتکاب کیا جن کی دل خراش داستانیں سن کر انہیں انسان کہنے سے شرم محسوس ہوتی ہے، ان کے جرائم کی پوری قوم گواہ ہے۔

لیکن اب امریکی موجودگی کا طریقہ کار تبدیل ہو رہا ہے، امریکہ پرانے نام نہاد جہادی لیڈروں کے بجائے پرانے کیمونسٹ لیڈروں پر انحصار کرے گا......اس لیے ان کو اقتدار میں لایا گیا ہے اور یہ امکان بھی ظاہر کیا جارہا ہے کہ ملک کے اہم عہدوں پر مغرب کے تعاون سے پرانے کمونسٹ لیڈروں کو تعینات کیا جائے گا......کیمونسٹ رہ نماوں کو آگے لانے کا مقصد نام نہاد پرانے جہادی لیڈروں کو اقتدار سے دور کرنا ہے...... اب امریکہ کو ان کی مزید کوئی ضرورت نہیں ہے، اس لیے یہ برائے نام جہادی رہ نما اب ایک بار پھر جہاد کے ترانے گا رہے ہیں، وہ عوام کی ہمدردی حاصل کرنے کی ناکام کوشش کر رہے ہیں، وہ ایک بار پھر مغرب کے ہم نوا بننے کے لیے عوام کا سہارا لینے کی کوشش کر رہے ہیں۔

ان نام نہاد جہادی رہ نماوں نے کل تک سی آئی اے کے پیسوں سے قوم کا خون چوسنا اپنے لیے اعزاز سمجھا، عوام کی جانوں سے کھیلتے ہوئے اربوں ڈالر حاصل کر کے امریکی مفادات کی تحفظ کے لیے صف اول کا کردار ادا کیا آج کس منہ سے جہاد اور مجاہدین کی باتیں کر رہے ہیں؟؟ انہیں زیب نہیں دیتا کہ وہ عوام کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کی کوشش کریں، کل تک وہ امریکی یلغار کو برحق ثابت کرنے کے لیے قرآنی آیات کی غلط تشریحات کرتے ہوئے شرم محسوس نہیں کرتے تھے، آج وہ ایک بار پھر کرایہ بڑھانے کے لیے جہاد اور اسلام کا نام استعمال کر رہے ہیں۔

ان کو معلوم ہونا چاہیے کہ وہ امریکہ کے لیے بالکل ناکارہ ہو چکے ہیں، وہ امریکہ کے لیے ایندھن کے طور پر مزید استعمال ہونے کے اہل نہیں رہے......ان کی خدمات یہاں تک تھیں کہ اب امریکہ کا اگلا اقدام یہ ہوگا کہ وہ تمام مسائل کی بنیاد ان نام نہاد جہادی لیڈروں کو قرار دے کر ان پر دباو بڑھا دے گا، ان کے لیے عوام میں بھی کوئی جگہ نہیں ہے......لوگ ان سے نفرت کرتے ہیں، اس لیے وہ امریکہ کے لیے بھی نا قابل قبول ہو گئے ہیں اور عوام میں بھی نشان عبرت بن چکے ہیں......وہ اب چیخیں گے کیونکہ وہ اقتدار سے الگ ہو گئے ہیں، عوام کے سامنے ذلیل ہو رہے ہیں، وہ دنیا میں بھی ذلیل اور رسوا ہو گئے اور آخرت میں بھی ذلت ان کا مقدر ہے۔ ان شاء اللہ

☆☆☆☆☆

"جیل کی ان کوٹھریوں میں انسان کو جو سب سے بڑی نعمت حاصل ہوتی ہے وہ اس کا اللہ تعالیٰ اور اس کے دین سے مضبوط تعلّق اور راہ جہاد ہے! جو اس امت کے لیے خیر کی ضمانت ہے، اس کے حق ہونے کا پختہ یقین ہے، ایسا یقین جو جہاد سے کنارہ کش رہنے والے داعی کو صدیوں میں بھی حاصل نہیں ہو سکتا......الولاء والبراء کے اصل معنی جس طرح نکھر کر یہاں سامنے آتے ہیں وہ کسی اور جگہ ممکن ہی نہیں...... یہاں اللہ تعالیٰ' کفار کے تعصب اور جھوٹ کو جس طرح واضح کرتا ہے اس سے کسی اندھے یا زندیق کے سوا کوئی انکار نہیں کر سکتا......آپ کے بھائیوں کا اللہ سے تعلّق، اس کے سامنے عاجزی اور دعاؤں میں گریہ وزاری ان جیلوں میں اور بھی بڑھ جاتی ہے...... یہ طواغیت ہمارے جسم تو قید کر سکتے ہیں لیکن ہماری روحوں کے حصار ان کی جیلوں سے زیادہ مضبوط ہیں اور ہماری حق بات کہنے کی قوت ہر قسم کی قیود سے قطعی آزاد ہے......آج جسم فتح و شکست کا معیار نہیں رہے بلکہ فی الحقیقت آج حق کا معیار وہ قوت ہے جو ان جسموں پر حکمرانی کرتی ہے"۔

شیخ ابوقتادہ فلسطینی حفظہ اللہ

17 اکتوبر: صوبہ لغمان کے ضلع کرغئی میں مجاہدین کے حملوں میں 3 فوجی ٹینکوں سمیت 20 فوجی گاڑیاں تباہ جب کہ 20 اہل کار ہلاک ہو گئے۔

(آخری قسط)

قندھار، مقدیشو کی ساعتیں اور شہدا کی یادیں

شیخ ازمرے شہیدؒ

فہد محمد الکینی (شیخ ازمرے) شہید رحمۃ اللہ علیہ خطۂ خراسان میں مجاہدین کے ذمہ دار تھے اور انصار میں ہر دل عزیز رہنما تھے۔ افغانی، وزیر اور محسود سبھی انہیں اپنا سمجھتے تھے اور وہ سب کو اپنا خیال کرتے تھے۔ ۱۴۲۹ھ کو عید الاضحیٰ کے دن انہوں نے یادوں کے جھروکوں کو وا کیا۔ آیئے ہم بھی ان خوش گوار اور معطر یادوں سے اپنے دامن بھر لیں۔

سقوط سے قبل قندھار میں آخری ایام:

اللہ جانتا ہے، خطۂ وزیرستان اللہ کی بہت بڑی نعمت ہے۔ ان نعمتوں کی قدر انسان کو اس وقت ہوتی ہے جب وہ اس سے چھن جاتی ہیں۔ سقوط کے وقت ہم قندھار میں تھے۔ اُن دنوں بہت زیادہ بم باری ہو رہی تھی اور ہر روز کئی لوگ شہید ہو جاتے تھے۔ جب افغان بھائیوں نے پسپائی کا فیصلہ کر لیا تو ہمارے پاس وہاں سے نکلنے کے سوا کوئی چارہ نہ تھا۔ وہاں پر ہزاروں ساتھی تھے۔ یہ ۲۱ یا ۲۳ رمضان کی بات ہے، رات تقریباً آٹھ بجے کا وقت تھا۔ شیخ سعید (مصطفیٰ ابوالیزید) جو اب تنظیم کے خراسان کے ذمہ دار ہیں انہوں نے مجھے مخابرے پہ بلایا؛ ''ازمرائے! میرے پاس آؤ مجھے تم سے کام ہے۔'' انہوں نے یہ نہیں بتایا کہ کیا ہونے والا ہے، ہمیں شک تھا لیکن یہ نہیں معلوم تھا کہ جدائیوں کی گھڑیاں قریب آگئی ہیں۔ جب میں ان کے پاس پہنچا تو انہوں نے مجھے بتایا کہ فیصلہ ہو چکا ہے کہ ہم افغانستان چھوڑ رہے ہیں۔ تمام بھائی شدید صدمے میں تھے کہ ہم افغانستان کیسے چھوڑ سکتے ہیں۔ مگر شیخ سعید نے کہا، بس اب کسی بحث کی گنجائش نہیں ہے۔ مجھے انہوں نے کہا کہ تم پچپن ساتھیوں کو ساتھ لو اور یہاں سے جاؤ۔ شیخ ابوزبیدہ (اللہ ان کو رہائی عطا فرمائے) وہ بھی میرے ساتھ تھے۔ ہم دونوں نے ۵۵ ساتھیوں کو ساتھ لیا اور چل پڑے۔ شیخ ابومصعب الزرقاویؒ بھی اس سفر میں ہمارے ساتھ تھے۔

قندھار سے چمن کی طرف سفر:

جب ہم نکلے تو اوپر جاسوسی سمیت ہر قسم کے طیارے اُڑ رہے تھے اور شدید بم باری ہو رہی تھی ایسی شدید بم باری ہم نے روس کے دور میں بھی نہیں دیکھی تھی۔ بہرحال ہم کوئٹہ جانا چاہتے تھے، سیدھے راستے سے قندھار سے کوئٹہ تک تقریباً ۳، ۴ گھنٹے کا سفر ہے اور چمن تک بمشکل ۲ گھنٹے لگتے ہیں۔ لیکن ہم مین روڈ سے نہیں جا سکتے تھے کیوں کہ مرتدین نے وہ راستہ بند کر رکھا تھا۔ چنانچہ ہم نے زابل کی طرف سے ایک دیہاتی راستہ اختیار کیا۔ ایک افغان کمانڈر جس کی ایک ٹانگ بارودی سرنگ دھماکے میں ضائع ہو چکی تھی، وہ ہمارا رہبر تھا۔ پہلی رات ہم ایک گاؤں میں سوئے، ہر کوئی خوف زدہ تھا کہ عربوں کی وجہ سے بم باری نہ ہو جائے۔ ہمیں بتایا گیا کہ اس سے آگے گاڑیاں نہیں جا سکتیں لہٰذا ہم نے گاڑیاں چھوڑی اور پیدل چلنا شروع کر دیا۔ تمام ساتھیوں کے پاس اپنی گن اور جعبہ تھا۔ ہم دن کو سوتے اور مغرب کے بعد چلنا شروع کرتے تاکہ کوئی ہمیں دیکھ نہ سکے۔

رمضان کا مہینہ تھا، شروع میں ہمیں بتایا گیا کہ صرف ۲ گھنٹے کا راستہ ہے پھر ہم منزل پر پہنچ جائیں گے۔ لیکن ہم نے مغرب کے بعد چلنا شروع کیا اور صبح کے ۷.۰۰ بجے تک منزل پر نہیں پہنچ سکے۔ سفر کے دوران میں ہم پہاڑوں پر سوتے اور ہمارا انصار نیچے جا کر کسی قریبی گاؤں سے کھانے کے لیے جو کچھ تھوڑا بہت ملتا وہ لے آتا۔ انتہائی شدید سردی تھی، وزیرستان کی سردی اُس کے مقابلے میں کچھ بھی نہیں ہے۔ تمام بھائی بری طرح تھک چکے تھے۔ ہر کوئی پریشان تھا کہ کب ہم چمن پہنچیں گے۔ پہلا دن، دوسرا دن، اسی طرح تقریباً آٹھ دن گزر گئے۔ دسویں دن ہم چمن پہنچے، حالانکہ ہمارے پاس صرف گن اور جعبہ تھا لیکن ہم سب شدید تھک چکے تھے۔ ۲۲ رمضان کو ہم نے سفر شروع کیا اور عید والے دن ہم چمن پہنچے۔ اللہ جانتا ہے جب ہم انصار کے گھر داخل ہوئے تو سفر کی ساری تھکان بھول گئے، وہ طرح طرح کے کھانے لے کر آ گیا اور ہماری خوب خاطر مدارت کی۔ بہرحال جب چمن پہنچ گئے تو ہر کوئی یہ سوچ رہا تھا کہ کوئٹہ کب پہنچیں گے۔ وہاں سے کوئٹہ تقریباً ۳ گھنٹے کی مسافت پر ہے۔ ہمارے رہبر نے کہا کہ دو دن صبر کریں میں آپ کو کوئٹہ پہنچانے کا بندوبست کر دوں گا۔ ہم پریشان تھے کہ تمام ۵۵ لوگ کس طرح جائیں گے اُس نے کہا کوئی مسئلہ نہیں میں آپ سب کے لیے اکٹھے سفر کا انتظام کر دوں گا۔

چمن سے کوئٹہ:

اگلی رات وہ ایک ٹرک لے کر آ گیا، ہم سب اُس میں سوار ہو گئے۔ ٹرک کے آگے ایک کار تھی۔ جب بھی پولیس کی کوئی چوکی آتی وہ اُن کو بتاتے کہ ہم سمگلنگ کا سامان لے کر جا رہے ہیں اور چار، پانچ ہزار دے کر جان چھڑا لیتے۔ ہم تقریباً رات ۹ بجے چمن سے کوئٹہ کے لیے روانہ ہوئے۔ بہت تیز بارش ہو رہی تھی اور شدید سردی تھی۔ ہم سب پچپن ساتھی ٹرک میں جُڑ کے بیٹھے تھے۔ کھڑے ہونے کی اجازت نہیں تھی کیونکہ وہ پولیس کو کہتے تھے کہ یہ کپڑا ہے۔ پولیس والے چیک نہیں کرتے تھے، پیسے لیتے اور چھوڑ دیتے۔ جب ہم کوئٹہ سے ۳۰ منٹ کے فاصلے پر آخری چیک پوسٹ پر پہنچے اور کار والے ساتھی نے ان سے کہا کہ ہمارے پاس سمگلنگ کا کپڑا ہے تو وہ کہنے لگا کہ نہیں میں چیک کروں گا۔ اُس نے کہا ٹھیک ہے چیک کر لو۔ وہ بہت بڑی سی ٹینک کی لائیٹ جیسی ٹارچ لے کر پچھلی طرف

17 اکتوبر: صوبہ کاپیسا کے ضلع تگاب میں مجاہدین کے حملے میں 15 فوجی ہلاک جب کہ 7 زخمی ہو گئے۔

آیا، جونہی اس نے اوپر چڑھ کر اندر لائیٹ ڈالی، اس کی چیخ نکلتے نکلتے رہ گئی، اُس نے ہمیں گننا شروع کیا'ا، ۲، ۳............ ۵۵، پچپن لوگ!!!اور تم مجھے کہہ رہے ہو کہ کپڑے ہیں ......وہ چلاّیا۔اُس بھائی نے اُسے بتانا شروع کیا کہ یہ مجاہدین، مہاجرین ہیں تم تعاون کرو، تم مسلمان نہیں ہو!لیکن اُس نے کہا''نہیں نہیں! واپس موڑو پولیس سٹیشن چلو!''۔

وہ ہمیں پولیس سٹیشن لے گئے۔سب بھائی، اپنا اسلحہ وغیرہ چمن چھوڑ کر آ گئے تھے۔میں اپنے ساتھ تین گرنیڈ لے آیا تھا لیکن کسی کو اس بات کا علم نہیں تھا۔ہم انتظار کر رہے تھے، ہمارے ڈرائیور نے کہا کہ آپ لوگ پریشان نہ ہوں اور کوئی حرکت نہ کریں ہم ان سے بات چیت کر رہے ہیں، ان شاء اللہ مسئلہ حل ہو جائے گا۔

ہمارے ساتھ اکثر نئے سعودی ساتھی تھے جنہیں گوانتا ناموو غیرہ کے بارے میں پتہ نہیں تھا، اُن کا خیال تھا کہ اگر ہم پکڑے بھی گئے تو یہ ہمیں ہماری حکومت کے حوالے کر دیں گے اور وہ ہمیں چھوڑ دیں گے۔جب انہیں پتہ چلا کہ میرے پاس گرنیڈ ہیں تو وہ پریشان ہو گئے،''از مرائے! ایسا مت کرنا، گرنیڈ مت پھاڑ نا.....''انہوں نے شور کرنا شروع کر دیا، میں نے اُن سے کہا کہ کچھ نہیں ہوگا، لیکن اگر پولیس نے ہمیں کہا کہ نیچے اتر آؤ تو پھر میں گرنیڈ پھاڑ دوں گا، ہم تسلیم نہیں ہوں گے۔ڈرائیور اندر کمرے میں ان سے مذاکرات کر رہا تھا، کافی دیر گزر گئی۔بڑی عجیب صورت حال تھی، سخت سردی تھی، ہمیں احزاب کے دن یاد آ گئے۔ہم سب ٹھٹھرے ہوئے بیٹھے تھے۔نیچے اترنے یا رفع حاجت کی بھی اجازت نہیں تھی۔تقریباً اڑھائی گھنٹے مذاکرات میں گزر گئے، تب پولیس والا ہنستا ہوا باہر آیا اور اس نے کہا ٹھیک ہے آپ جا سکتے ہیں۔

ہم نے ڈرائیور سے پوچھا کیا ہوا؟ انہوں نے پہلے ساڑھے پانچ لاکھ روپے کا مطالبہ کیا، ہم نے کہا بھائی خیال کرو، یہ مجاہدین اور مہاجرین ہیں ان کے پاس اتنے پیسے نہیں ہیں، تم مہربانی کرو اور تیس ہزار روپے لے لو۔وہ غصّے سے چیخا''تمہیں شرم نہیں آتی، میں تم سے پانچ لاکھ مانگ رہا ہوں اور تم تیس ہزار کہہ رہے ہو۔''میں نے کہا شرم کیا آئے، ہم تو تیس ہزار ہی دے سکتے ہیں۔بہر حال یہی بحث چلتی رہی بالآخر اُس نے کہا کہ لاؤ پچاس ہزار دو اور جاؤ۔بھائی نے کہا کہ پچاس تو نہیں ہیں چالیس لے لو، اُس نے تھوڑا ناک منہ چڑھایا اور کہنے لگا لاؤ چالیس ہی دو۔پیسے لے کر اُس خبیث نے گننے شروع کر دیے، تیس تک گن کر اُس نے اپنی جیب میں ڈالے اور کہنے لگا یہ دس ہزار مجاہدین کے لیے تحفہ ہیں۔اُس نے دس ہزار ہمارے لیے واپس کر دیے۔بھائیوں نے اُس سے پوچھا کہ تمہیں پیسے ہی لینے تھے تو ہمیں دو گھنٹے تک مصیبت میں کیوں ڈالے رکھا۔وہ کہنے لگا کہ یہ میں نے تمہارے ہی فائدے کے لیے کیا تھا۔دو گھنٹے پہلے میری چوکی سے آگے ایک پولیس کی ایک گاڑی گشت کر رہی تھی، اگر میں آپ کو اسی وقت رشوت لے کر چھوڑ دیتا تو وہ آپ کو پکڑ لیتے اور آپ کو وہاں بھی کچھ دینا پڑتا۔میں نہیں چاہتا تھا کہ وہ خبیث بھی آپ سے پیسے لیں، اس لیے میں نے آپ کو دو گھنٹے تک یہاں پولیس اسٹیشن میں رکھا۔آخر کار ہم بحفاظت کوئٹہ پہنچ گئے۔کوئٹہ میں سیکورٹی کا کوئی مسئلہ نہیں تھا۔

کوئٹه سے ایران :

پھر کوئٹہ سے ہم ۵۵ لوگ ایران گئے۔ایران کے سفر میں بھی بہت ساری مشکلات کا سامنا کرنا پڑا، بہر حال ہم ایران کے شہر زاہدان پہنچ گئے۔جب ہم زاہدان پہنچے تو اللہ کی قسم میرے بھائیو! میرا دل چاہا کہ میں روپڑوں اور کاش واپس اسی چوٹی پر پہنچ جاؤں جہاں سخت سردی میں مَیں اپنی کلاشن اور جبے کے ساتھ سویا تھا۔وہاں پہنچ کر ہمیں احساس ہوا کہ ہم کتنی عظیم نعمت میں تھے۔یعنی مقصد یہ ہے کہ انسان کو اس وقت تک نعمت کا احساس نہیں ہوتا جب تک وہ اس سے چھن نہیں جاتی۔ایران میں ہم بڑی سختیوں میں رہے، گھروں کے اندر، باہر نکلنے کی بالکل گنجائش نہیں تھی۔کیونکہ جس جگہ حکومت کو خبر ملتی کہ یہاں کوئی غیر ملکی ہیں وہ فوراً گرفتار کر لیتے۔ساتھیوں کی بہت بڑی تعداد ایران کے جیلوں میں ہے۔جو ساتھی ایرانی ایجنسیوں کی قید میں رہے وہ بتاتے ہیں کہ ایرانی ایجنسیوں کے لوگ ہمیں کہتے تھے کہ تم ہمیں ملا عمر کی طرح مت سمجھو(جس نے شیخ اسامہ بن لادن اور مجاہدین کے لیے اپنا ملک تباہ کرا لیا۔ملا عمر نے اپنا ملک اور حکومت اللہ سبحانہ تعالیٰ کے لیے قربان کر دی لیکن شیخ اسامہ کو حوالے نہیں کیا، وہ اگر صرف ان کو حوالے کر دیتے تو بہت بڑے ملک کے حکمران ہوتے۔)ایرانی حکومت کے لوگ ساتھیوں سے کہتے کہ امریکہ اگر ہم سے خمینی بھی مانگتا تو ہم حوالے کر دیتے۔یعنی وہ شیعہ تھے اور یہ بات کہتے تھے۔میڈیا، ٹی وی اور ریڈیو وغیرہ پہ انہوں نے شور مچایا ہوا ہے کہ امریکہ شیطان اکبر ہے، یہ صرف پراپیگنڈہ ہے، حقیقت یہ کہ وہ امریکہ سے بہت خوف زدہ ہیں اور اسے معبُود کا درجہ دیتے ہیں۔

امارت اسلامیه ایک نعمت غیر مترقبه:

امارتِ اسلامیہ (طالبان) کے دور میں کچھ ساتھی اعتراض کرتے کہ یہ صحیح اسلامی حکومت نہیں ہے اور انہوں نے بہت سے مسائل بھی کھڑے کیے، لیکن واللہ جب ہم سے وہ نعمت (امارتِ اسلامیہ) چھن گئی تو ہمیں احساس ہوا کہ وہ کتنی بڑی نعمت تھی۔مثلاً عام افراد کے لیے ہر قسم کے اسلحے پر پابندی تھی۔لیکن اگر کوئی مجاہد کسی چیک پوسٹ سے گزرتا اور صرف کہتا''کیف حـــــالک''چاہے اسے عربی نہ آتی ہو، وہ پشتون ہی کیوں نہ ہو وہ بس یہ الفاظ کہہ دیتا اور یہ اس کے لیے اسلحے کا پرمٹ ہوتا۔طالبان اس کو کہتے''ماشاءاللہ، عرب! مجاہد! جائیے''۔اسی طرح چیک پوسٹ پر ایک طالبان، اردو سمجھنے والا اور دوسرا عربی بولنے والا مقرر ہوتا، جب مسافروں کی تلاشی ہوتی اور کوئی پاکستانی مسافر گاڑی میں ہوتا تو وہ طالب اس سے کہتا کہ ہم آپ کو امارتِ اسلامیہ میں خوش آمدید کہتے ہیں۔یہ آپ کی اپنی امارت ہے، ہمارے لائق کوئی خدمت ہو تو بتائیں، اسی طرح

18اکتوبر: صوبہ خوست ولوگر میں مجاہدین کے حملوں میں 18اہل کار ہلاک جب کہ متعدد گاڑیاں تباہ ہوگئیں۔

اگر کوئی عربی مسافر ہوتا تو عربی بولنے والا طالب اس کو خوش آمدید کہتا۔

ایک چیز جو میں نے خود دیکھی اور اس کو آج تک میں بھلا نہیں سکا۔ایک دفعہ میں ایک بھائی کے ساتھ ٹرک خریدنے کے لیے ہرات گیا،وہاں پر ہمیں مناسب ٹرک نہیں ملے،کسی نے کہا کہ آپ ترکمانستان کے بارڈر پر جائیں وہاں آپ کو اچھے ٹرک مل جائیں گے۔ہم وہاں چلے گئے وہ ترغندی کا علاقہ کہلاتا ہے،ہرات سے کچھ تین گھنٹے کی مسافت پر۔پہلے دن میں وہاں پہنچا،دوسرے دن بارڈر پر چلا گیا،طالبان کی طرف بارڈر پر ایک رسی لگی تھی جس کے پیچھے مسجد تھی جو طالبان کا امیگریشن دفتر تھا اور امیگریشن آفیسر ایک مولوی صاحب تھے۔جب کہ دو سو میٹر کے فاصلے پر ترکمانستان کا امیگریشن دفتر تھا جس کی اونچی اونچی دیواریں تھیں،ہر طرف تار لگی ہوئی تھی اور بڑا سا گیٹ تھا۔میں مسجد میں بیٹھا تھا کہ ایک بڑا چالیس فٹ والا ٹریلر آیا۔جب وہ رسی کے قریب پہنچا تو ڈرائیور اپنا پاسپورٹ ہاتھ میں لیے نیچے اتر آیا۔اس نے جینز اور ٹی شرٹ پہنی ہوئی تھی اور اس کی داڑھی نہیں تھی۔میں سمجھا کہ کوئی یورپین ہے۔لیکن جب وہ مولوی صاحب کے پاس پہنچا اور اپنا پاسپورٹ دکھایا تو وہ افغانی تھا۔مولوی صاحب نے حیران ہو کر پوچھا،تم افغانی ہو؟اس نے کہا،ہاں میں افغانی ہوں اور مزارِ شریف سے ہوں۔

مولوی صاحب نے کہا کہ میں تمہاری ضرور مدد کرتا،لیکن میں بہت معذرت خواہ ہوں،وہ دیوار پہ امیر المومنین کا فرمان لگا ہوا ہے،وہ پڑھ لو۔فرمان میں لکھا تھا کہ کوئی افغانی جو بیرون ملک سے آئے اور اس کی ڈاڑھی نہ ہو تو اسے افغانستان میں داخل ہونے کی ہرگز اجازت نہیں ہے۔ڈرائیور نے بہت کہا کہ مجھے لازمی جانا ہے،لیکن وہاں پر نہ کوئی رشوت تھی نہ سفارش،مولوی صاحب نے کہا کہ میں ضرور تمہاری مدد کرتا لیکن میں امیر المومنین کے امر کی نافرمانی نہیں کر سکتا۔اور تم نے آخر ڈاڑھی کیوں منڈوائی ہے؟عرب بھائیوں کا تو ہمیں معلوم ہے کہ سفر کے دوران میں سیکورٹی کے لیے ان کو ایسا کرنا پڑتا ہے لیکن تمہیں کیا مجبُوری تھی؟کسی افغانی کو ڈاڑھی کے بغیر داخل ہونے کی ہرگز اجازت نہیں ہے۔اس نے ٹرالر موڑا اور واپس ترکمانستان کے بارڈر کی طرف گیا۔جب وہ ترکمانستان گیٹ پر پہنچا تو انہوں نے کہا کہ تمہارا ویزہ تو ختم ہو گیا ہے ہم نے اس پر خروج لگا دیا ہے۔اب نئے ویزے کے لیے تمہیں ایمبیسی جانا پڑے گا۔اب وہ دونوں بارڈرز کے درمیانی علاقے میں کھڑا تھا،نہ افغانستان جا سکتا تھا نہ ترکمانستان۔

پھر ایک مقامی آدمی نے مولوی صاحب سے بات کی کہ بے چارہ کدھر جائے گا،کہاں سے کھائے گا؟مولوی صاحب نے کہا کہ میں بھی اس کی مدد کرنا چاہتا ہوں۔ایک حل ہو سکتا ہے کہ وہ آکر مسجد میں رہے،جب تک اُس کی ڈاڑھی بڑی نہیں ہو جاتی اسے یہاں رکنا پڑے گا،جب ڈاڑھی بڑی ہو جائے گی میں اسے چھوڑ دوں گا۔میں نے حسرت سے سبحان اللہ کہا کہ بلادِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم،جزیرۃ العرب(سعودیہ)میں مسلمان ڈاڑھی کے ساتھ داخل ہونے سے ڈرتا ہے کہ کہیں استخبارات (انٹیلی جنس کے لوگ) پیچھے نہ لگ جائیں،اور یہاں امارتِ اسلامیہ میں بغیر ڈاڑھی کے داخل نہیں ہو سکتا۔بہت بڑا فرق ہے۔وہ مہاجرین اور مجاہدین کی بہت زیادہ عزت اور تکریم کرتے تھے۔طالبان کے دور میں ہر چیز سستی تھی،نئے ماڈل کی کار تقریباً ڈیڑھ لاکھ روپے میں مل جاتی تھی جواب ساڑھے تین لاکھ میں بمشکل ملتی ہے۔

مَیں اپنی جہادی زندگی میں بہت سے بہترین لوگوں سے ملا،ان میں سے ایک بہت عجیب بھائی شیخ ابراہیم تھے۔وہ اخلاق میں بہت ہی اچھے تھے۔میں نے کبھی کسی شخص کو شیخ ابراہیم سے ناراض نہیں دیکھا۔وہ ان بہترین بھائیوں میں سے تھے جن سے میری ملاقات ہوئی۔ان کا سارا خاندان اچھے اخلاق کی وجہ سے مشہور تھا۔ان کے والد!اگر وہ یہاں ہوتے تو شیخ ابوحفصؒ کی جگہ پر ہوتے۔لیکن وہ تقریباً گزشتہ دس سال سے مصر میں قید ہیں۔تمام مجاہدین اچھے اخلاق کی وجہ سے ان کے والد سے محبت کرتے ہیں۔ابراہیم کا رویہ بھی بالکل اپنے والد کی طرح تھا۔انہوں نے وزیرستان میں اڑھائی سال گزارے لیکن اس عرصے میں مَیں نے کسی کو ان سے ناراض نہیں دیکھا۔اور ماشاءاللہ ان کے بچے بھی ان کی طرح انتہائی خوش اخلاق ہیں۔بڑا بیٹا جو آٹھ سال کا ہے،حافظِ قرآن ہے،اس سے چھوٹا سات سال کا وہ بھی حافظِ قرآن،اور تیسرے کے چند پارے رہتے ہیں۔ان کے اخلاق بہت ہی خوب صورت ہیں۔اچھے اخلاق والے بھائی زیادہ دیر اس دنیا میں نہیں رکتے۔اللہ سبحانہ تعالیٰ ان کو بہت جلد بلا لیتا ہے۔

میں نے بہت سے بھائی دیکھے ہیں جو بہت زیادہ عبادت گزار ہوتے۔یعنی جن کا روزانہ کا معمول ہے کہ رات ۲ بجے قیام کے لیے اٹھتے اور پھر اشراق کے بعد سوتے ہیں،لیکن اُن کے دوسرے بھائیوں کے ساتھ تعلقات بہت مثالی نہیں ہوتے اُن کو شہادت کی آرزو کے حصول میں بہت عرصہ انتظار کرنا پڑتا ہے۔لیکن کئی لوگ میں نے ایسے دیکھے جو عبادات تو بہت زیادہ نہیں کرتے تھے لیکن اخلاق،خصوصاً دوسروں کے ساتھ معاملات میں بہت اچھے تھے،بہت زیادہ خدمت کرنے والے۔واللہ وہ زیادہ دیر یہاں نہیں رکے۔اللہ تعالیٰ نے بہت جلد ان کو قبول فرما لیا۔ابراہیم کی بہترین بات یہ تھی کہ وہ یہاں مدرسے میں استاد تھے۔اور چھوٹے بچوں کو سنبھالنا بہت مشکل کام ہوتا ہے۔لیکن انہیں یہ کام صرف اس لیے پسند تھا کہ ان میں سے اکثریت شہدا کے بچے تھے۔شاید صرف دو،تین کے والد زندہ تھے۔وہ کہا کرتے تھے کہ میں یہاں پڑھاتا ہوں کیونکہ یہ سب یتیم ہیں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا جنت میں دو انگلیوں کی طرح اکٹھے ہوں گے''۔(نحسبه كذالك والله حسيبه)۔

شمالی وزیرستان میں ایک ساتھی ہیں عمر خلیل،شاید اس وقت جہاد میں سب سے پرانے ہیں۔روس کے خلاف جہاد کے آغاز میں عبداللہ عزام شہیدؒ کے دور میں آئے

18 اکتوبر:صوبہ ہلمند میں باباجی کے علاقے میں 6 چیک پوسٹیں فتح جب کہ 32 فوجی ہلاک ہونے کے علاوہ کئی گاڑیاں بھی تباہ ہوئیں۔

تھے، شاید اس وقت ان کی عمر ۱۹ سال کے لگ بھگ تھی اور اب تقریباً ۵۴ سال ہے۔ ان کا رنگ بہت زیادہ سیاہ ہے۔ اخلاق اور عبادت میں ان جیسا بہترین شخص میں نے نہیں دیکھا۔ جب سے میری ملاقات ان سے ہوئی ہے کوئی دن میں نے نہیں دیکھا جب انہوں نے رات کو قیام نہ کیا ہو۔ عموماً وہ تنہا رہتے ہیں۔ ایران میں ہم اکٹھے تھے۔ پھر میں وزیرستان واپس آ گیا۔ وہ تین سال تک وہاں ایک کمرے میں رہے، کیونکہ ان کی سیاہ رنگت کی وجہ سے انہیں باہر نہیں جانے دیا جاتا تھا۔ حتیٰ کہ اس سارے عرصے میں انہوں نے سورج کی روشنی بھی نہیں دیکھی۔ لیکن کبھی ان کے چہرے پر کوئی اکتاہٹ یا تنگی کے آثار نہیں آئے۔ اس دوران میں وہ ہمیشہ قرآن کی تلاوت میں مشغول رہتے، کبھی کسی ساتھی سے ان کی کوئی ناراضی نہیں ہوئی۔ ان کی ساری زندگی بس جہاد ہی ہے۔ شیخ اسامہ بھی ان کو بہت زیادہ پسند کرتے ہیں۔

یہ ۱۹۹۸ء کی بات ہے ہم کابل کے شمال میں خط (صف اول) پر تھے، سردیوں کا موسم تھا۔ کابل میں کافی شدید سردی ہوتی ہے۔ اس وقت صرف رباط (دشمن کا مقابلہ کرنے کے لیے کسی جگہ ٹھہرنا) تھا۔ مجاہدین بہت بلند چوٹی پر تھے، چوٹی کے اوپر پانچ خندق والے مورچے تھے۔ دوسری طرف تقریباً ۱۰ کلومیٹر کے فاصلے پر دشمن کے مورچے تھے۔ دونوں طرف سے کبھی کبھی فائرنگ ہوتی تھی۔ بعض اوقات بھائی تعارض (دھاوے) کے لیے بھی جاتے تھے۔ لیکن کافی عرصے سے کوئی کارروائی نہیں ہوئی تھی۔ بھائی اسی پہاڑی پر ہی ٹھہرے ہوئے تھے۔ پھر رمضان آ گیا۔ شدید سردی تھی، وزیرستان کی سردی سے کہیں زیادہ۔ حتیٰ کہ گرمیوں کے دنوں میں بھی بھائی تیمّم کرتے تھے کیونکہ پانی بہت دور تھا، تقریباً ایک کلومیٹر نیچے پیدل چل کر جانا پڑتا تھا۔ بھائی صرف پینے اور کھانا پکانے کے لیے پانی کین میں لاتے تھے۔ اگر کسی کو ہفتے یا مہینے بعد غسل کرنا ہوتا تو نیچے جا کے کر آتا۔

ہم پورا رمضان وہاں رہے، رمضان میں برف باری شروع ہو گئی، سارا علاقہ سفید ہو گیا۔ چھوٹی چھوٹی خندقیں تھیں جن میں پانچ، چھ بھائی ہوتے تھے۔ بیت الخلا نہیں تھا۔ دشمن بالکل سامنے تھا، اس لیے ہم لوگ باہر نہیں نکلتے تھے۔ قضائے حاجت کے لیے باہر نکلتے اور کسی پتھر کی اوٹ میں فارغ ہو کر آ جاتے۔ لیکن جب برف پڑ گئی اور سب کچھ سفید ہو گیا، بھائی دشمن کی وجہ سے کشاف (ٹارچ) بھی استعمال نہیں کر سکتے تھے۔ دھند اتنی زیادہ تھی کہ دو میٹر کے فاصلے پر بھی کچھ نظر نہیں آتا تھا۔ اگر ذرا پھسلتے تو کئی سو فٹ نیچے گہری کھائی میں گرنے کا خطرہ تھا اور ٹھنڈ بہت ہی زیادہ تھی، درجہ حرارت نقطۂ انجماد سے بہت نیچے تھا۔ رات میں اگر کسی کو بیت الخلا کی حاجت ہوتی تو خندق کے دروازے کے پاس ہی فارغ ہو آتا۔ صبح جب بھائی گندگی کو دیکھتے تو بہت ناگواری کا اظہار کرتے۔

وہاں پر مدینہ سے آئے ہوئے ایک بھائی تھے، ان کی کنیت 'ابوطلحہ' تھی، بہت ہی عجیب بندے تھے۔ بہت اچھے اخلاق والے، بہت زیادہ خدمت کرنے والا۔ ہر وقت ان کے چہرے پر مسکراہٹ رہتی، کبھی کوئی ان سے ناراض نہیں ہوتا تھا۔ مدینہ کے بہت متمول خاندان سے تھے۔ سردی اور تھکاوٹ کی وجہ سے رات کو بھائی صحیح طرح سو نہیں سکتے تھے اس لیے فجر کے بعد اذکار وغیرہ کر کے گہری نیند سو جاتے۔ جب سب سو جاتے تو اشراق کے بعد یہ مدینہ والے بھائی خاموشی سے اٹھتے اور خندق کے باہر صفائی کر دیتے۔ صبح نو، دس بجے جب سب لوگ اٹھتے تو ساری جگہ صاف ہوتی۔ کسی کو معلوم نہیں تھا کہ یہ کون کرتا ہے۔ کچھ دنوں بعد ایک ساتھی نے انہیں دیکھ لیا، لیکن انہوں نے منع کیا کہ وہ کسی کو نہ بتائیں۔ ہم نے پورا رمضان وہاں پر گزارا، عید والے دن عصر کے وقت سب بھائی خندق کے باہر کھڑے تھے۔ کچھ افغانی کمان دان اور علما ہمیں عید کی مبارک کہنے کے لیے آئے۔ انہوں نے سفید کپڑے اور سفید پگڑیاں پہن رکھی تھیں۔ بھائی ان کے ارد گرد اکٹھے ہو گئے، دشمن نے اس اجتماع کو دیکھ لیا اور بمباری شروع کر دی۔ ٹینک کا ایک گولہ ساتھیوں کے درمیان آ کے گرا، دو بھائی شدید زخمی ہو گئے۔ مدینہ والے اُن بھائی کے معدے اور ٹانگوں پر زخم آئے تھے۔ تقریباً ایک منٹ بعد وہ شہید ہو گئے۔ جب وہ زخمی ہوئے تو نیچے بیٹھ گئے، اُن کی ٹانگیں زخمی تھیں اور معدہ باہر نکل آیا تھا، لیکن وہ آسمان کی طرف دیکھ رہے تھے اور اُن کے چہرے پر عجیب مسکراہٹ تھی۔ ایک منٹ کے اندر وہ شہید ہو گئے، شہادت کے بعد بھی ان کے چہرے پر وہی مسکراہٹ تھی اور عجیب نور تھا۔ باقی دو ساتھی جو زخمی ہوئے وہ یمن کے تھے ہم انہیں اٹھا کر نیچے لا رہے تھے، ان میں سے ایک بھائی جو زیادہ زخمی تھے' لگاتار لا الٰہ الا اللہ پڑھ رہے تھے، وہ بھی شہید ہو گئے۔ دوسرے بھائی کو نیچے لے جایا گیا، وہاں سے علاج کے لیے سعودیہ چلے گئے۔ ابوطلحہ کو جب ہم نیچے لا رہے تھے تو اُن کے چہرے پر عجیب مسکراہٹ تھی گویا اُن کو حور العین مل گئی ہو۔ اُن کی شہادت سے اگلے دن ایک ساتھی نے اُن کو خواب میں دیکھا اور اُن سے پوچھا، کیا آپ کو وہ مل گیا جس کا اللہ نے وعدہ کیا تھا، انہوں نے کہا ہاں مجھے وہ سب کچھ مل گیا جس کا اللہ نے مجھ سے وعدہ کیا تھا۔

ایک اور چھوٹی سی کرامت مجھے یاد ہے، ایک بھائی معسکر میں متفجرات (بارود) کی تربیت لے رہے تھے، اس دوران ان کے ہاتھ میں بارود پھٹ گیا جس سے ہاتھ اور چہرہ جل گیا۔ اس کے زخم آہستہ آہستہ مندمل ہو گئے اور اب وہ صومالیہ میں ہیں۔ لیکن سبحان اللہ ان کی ہتھیلی کے درمیان جب زخم صحیح ہوا تو جلی ہوئی جگہ پر ''للّٰہ'' کا لفظ لکھا ہوا تھا، جو آج تک واضح لکھا ہوا ہے۔

نیروبی اور دارالسلام میں جب سفارت خانوں پر فدائی کارروائیاں ہوئیں۔ نیروبی والی کارروائی میں دو فدائی تھے۔ دونوں مکہ سے تھے ایک عزامؒ اور دوسرے معاذ۔ دونوں مکہ کے بہت امیر خاندانوں سے تھے۔ معاذ اللہ اس کو رہائی عطا کرے اب امریکہ میں قید ہیں۔ امریکہ نے انہیں عمر قید کی سزا سنائی ہے۔ عزام اور معاذ ٹرک لے کر سفارت خانے میں گئے۔ ٹرک میں تقریباً ۵ ٹن بارود تھا۔ معاذ نے پہلے نیچے اتر کر گرنیڈ پھاڑا اور

18 اکتوبر: صوبہ کابل پولیس چیک پوسٹ پر میزائل حملے میں 5 اہل کار ہلاک ہو گئے۔

گارڈ کو پسٹل سے قتل کیا، اس کے بعد عزام نے اندر جا کر ٹرک کو پھاڑ دیا۔ دھماکے سے تقریباً دس کلومیٹر تک لوگ زخمی ہوئے۔ کفار کے اعداد وشمار کے مطابق اس دھماکے میں پانچ ہزار لوگ زخمی ہوئے اور ۲۸۰ مارے گئے۔ لیکن سبحان اللہ! معاذ کو خراش تک نہیں آئی۔ وہ لاشوں اور زخمیوں کے درمیان سے نکل کر آ گئے۔ ہمارا خیال تھا کہ تینوں بھائی، عزام، معاذ اور دارالسلام والے عبداللہ احمد تینوں شہید ہو گئے ہیں۔ صرف چند لوگوں کو پتہ تھا کہ یہ کارروائی کس نے کی ہے۔ شیخ اسامہ، شیخ ایمن اور دو چار لوگوں کو اس کا علم تھا۔ سب بھائی جو اُن استشہادیوں کے ساتھ تھے وہ قندھار پہنچ گئے اور ہمیں یقین تھا کہ وہ تینوں شہید ہو گئے ہیں۔ اور کسی کو پتہ نہیں چلے گا کہ کس نے یہ کارروائی کی ہے۔

ایک یمنی بھائی جن کا نام 'بتار تھا' انہوں نے خواب دیکھا۔ ان کو معلوم نہیں تھا کہ ان تینوں نے یہ کارروائی کی ہے۔ انہوں نے احمد عبداللہ کو دیکھا، انہوں سے پوچھا کہ بھائی تم کدھر ہو کتنے دن سے تم سے ملاقات نہیں ہوئی، انہوں نے کہا میں تو جنت میں ہوں، انہوں نے کہا عزام؟ انہوں نے جواب دیا وہ بھی میرے ساتھ ہیں۔ پھر انہوں نے معاذ کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا وہ تو ہمارے ساتھ نہیں ہیں۔ انہوں نے یہ خواب شیخ اسامہ کو سنایا۔ جب ہم نے یہ سنا تو ہم حیران ہو گئے کہ انہیں کیسے معلوم ہوا، لیکن ہم پریشان تھے کہ معاذ کو کیا ہوا۔ شاید وہ مخلص نہیں تھے، معلوم نہیں کیا مسئلہ ہوا۔ ایک ہفتے بعد معاذ نے کینیا سے یمن فون کیا اور وہاں ساتھیوں سے کہا کہ مجھے سفر کے لیے پیسے بھیجیے، میں محفوظ ہوں اور کوئی زخم نہیں آیا، مجھے نہیں معلوم کہ یہ کیسے ہوا۔ (کیوں کہ اُن کے پاس تو کچھ بھی نہیں تھا، ظاہر ہے کوئی جب استشہادی کے لیے جاتے ہیں تو جیب میں پیسے تھوڑی لے کے جاتا ہے)۔ یمن والے بھائی نے قندھار فون کیا اور بتایا کہ معاذ زندہ ہیں۔ ہم حیران تھے کہ پانچ ٹن بارود اور وہ بھی عسکری قسم کا پھر بھی سبحان اللہ وہ کیسے بچ گئے۔ بہر حال بھائی اس کو پیسے بھیجنے کی کوشش کر رہے تھے۔ لیکن ان دنوں نیروبی میں سیکورٹی بہت سخت تھی، انہوں نے شاید اُن کی فون کال ٹیپ کر لی۔ پھر وہ کہیں جا رہے تھے کہ پولیس نے انہیں روکا اور پوچھا کہ تم کون ہو، اُنہیں نہ انگلش آتی تھی اور نہ کینیا کی زبان، پولیس کو ان پر شک ہو گیا اور انہوں نے اُنہیں گرفتار کر لیا اور پھر امریکہ کے حوالے کر دیا۔ آج تک امریکہ کی قید میں ہیں، یعنی ہر چیز تقدیر کے مطابق ہوتی ہے۔ لیکن وہ اس کا کیا کریں گے، جو بندہ اپنی جان نچھاور کرنے کے لیے چلا جائے اسے کس چیز سے ڈرایا جا سکتا ہے۔ بلکہ ایک دفعہ انہوں نے اُن کی تصویر بھی چھاپی، وہ مسکرا رہے تھے۔ ظاہر ہے انہیں معلوم ہے کہ انہوں نے اپنے طور پر سارے اسباب پورے کیے اور اللہ سبحانہ تعالیٰ انہیں اسیر کرانا چاہتا تھا۔ اُنہیں معلوم ہے کہ اللہ نے اُنہیں بچایا تاکہ دنیا میں اُنہیں آزمائش دے کر جنت میں اس سے بھی اعلیٰ درجہ عطا کرے۔

☆☆☆☆☆

بقیہ: مولانا عبداللہ ذاکری رحمہ اللہ...... ایک شخصیت، ایک زندگی، جس کی یادیں باتیں ابھی تک دلوں میں مہک رہی ہے

شیخ صاحب کے خاندان کے افراد اور قریبی متعلقین کے مطابق انہیں اللہ تعالیٰ نے تقویٰ اور توکل کے ساتھ شجاعت اور زُہد کی صفت سے بھی خوب نوازا تھا۔ انہوں نے ساری زندگی اپنا جہادی موقف پوری جرات سے بیان کیا۔ وہ خود فرماتے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے میرا دل ایمان پر اتنا مطمئن ہے کہ دنیا کی بڑی سے بڑی طاقت اور حکومت سے ذرہ برابر خوف محسوس نہیں ہوتا۔ نہ انہیں مکھی کے پَر جتنی حیثیت دیتا ہوں۔ میرا اس پر ایمان ہے کہ خدا ایک ہے اور اس کے علاوہ کوئی خدا نہیں ہے۔ کائنات کے فیصلے صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے تصرف میں ہیں۔ موت وحیات، عزت و ذلت، تکلیف، راحت اور زندگی کی تمام کیفیات کا اختیار صرف اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔

شیخ صاحب میں دنیا سے بے پروائی بھی خوب بھری ہوئی تھی۔ وہ منصب، حکومت اور عہدہ کی نہ صرف یہ کہ محبت نہیں رکھتے تھے، بلکہ نفرت اور بے زاری کا اظہار کرتے تھے۔ گزشتہ ۳۵ سالوں میں افغانستان میں مختلف حکومتیں آئیں اور چلی گئیں۔ اس دوران میں ہر شخص نے حکومت سے کچھ نہ کچھ حاصل کیا۔ مگر شیخ صاحب نے آخر تک غربت کی زندگی بسر کی۔ انہیں بار بار موقع ملا اور امتحانات میں گھرے، مگر اللہ تعالیٰ نے انہیں آزمائشوں میں سرخ رُو کر دیا۔ وہ فرماتے تھے کہ اگر مَیں دولت اور سونا جمع کرنا چاہتا تو سونے کی اینٹیں جمع کر لیتا۔ مگر انہوں نے آخر تک غربت کی زندگی کو ترجیح دی۔ ۱۴۳۱ھ تک کسی اور شخص کے ایک معمولی مکان میں گزارہ کرتے رہے۔ اسی سال انہیں کوئٹہ شال درہ کے مہتمم شیخ الحدیث حافظ عبدالواحد صاحب کی جانب سے سبزل روڈ کوئٹہ میں ذاتی زمین ہدیہ کی گئی۔ قاری غلام حضرت صاحب، جو اصلاً قندہاری تھے اور اس وقت کوئٹہ میں مقیم تھے، انہوں نے اسی زمین پر مدرسہ اور گھر تعمیر کر کے دیا۔ آخری دور میں وہ اسی گھر میں منتقل ہو گئے۔ پھر شہادت تک وہیں رہے۔

شیخ صاحب کی خوب صورت یادیں اور باتیں بہت زیادہ ہیں، مگر تحریر کی طوالت آڑے آتی ہے

دیوانے گزر جائیں گے ہر منزلِ غم سے
حیرت سے زمانہ انہیں تکتا ہی رہے گا
آتی ہی رہے گی تیرے انفاس کی خوشبو
گلشن تیری یادوں کا مہکتا ہی رہے گا

☆☆☆☆☆

19 اکتوبر: صوبہ پکتیکا ضلع وڑمی مجاہدین کے حملے میں 2 اہل کار ہلاک جب کہ 3 زخمی ہونے کے علاوہ اسلحہ بھی غنیمت ہوا۔

(قسطِ نہم)

ٹیکنالوجی کے بُت کیسے گرے!

انجینئر ابومحمد

جدید صلیبی ٹیکنالوجی کو ناقابلِ تسخیر سمجھنے والوں کے لیے میدانِ جہاد کے چشم کشا تجربات کی روداد......یہ تحریر ہلمند کے محاذ پر صلیبی افواج کو ناکوں چنے چبوانے والے مجاہد نے قلم بندکی!

روٹری ونگ:

''افغانستان میں آخری لائف لائن'' کے عنوان سے شائع ہونے والی ایک رپورٹ میں انکشاف کیا گیا ہے کہ صورت حال اتنی خطرناک ہو چکی ہے کہ نیٹو افواج کے لیے پیدل یا سڑک پر حرکت کرنا اب ممکن نہیں رہا ہے اور ان کو رسد کی فراہمی اور کم فاصلہ تک جانے کے لیے بھی ہیلی کاپٹر کا استعمال کرنا پڑتا ہے......ان کو کم فاصلہ پر موجود چیک پوسٹوں تک رسد کی فراہمی جیسے چھوٹے چھوٹے کاموں کے لیے بھی زیادہ خرچ والے نقل وحمل کے ذرائع استعمال کرنے پر مجبُور کر دیا گیا ہے......

افغانستان میں آسٹریلیا کے واحد ہیلی کاپٹر یونٹ ''روٹری ونگ، گروپ'' کے چنیوک ہیلی کاپٹروں کا کمانڈر لیفٹیننٹ کرنل 'اسکاٹ نکولس' کہتا ہے کہ:

''کیونکہ آئی ای ڈیز (WKS) کی وجہ سے سڑکیں محدود ہیں......اس لیے نقل وحمل کا بنیادی ذریعہ ہیلی کاپٹر ہی ہے''۔

درج ذیل ڈیٹا کی مدد سے ہم اس سے دلچسپ نتائج اخذ کر سکتے ہیں کہ صلیبی فوجیوں کے لیے لائف لائن (زندگی بخش) کی حیثیت رکھنے والے یہ ہیلی کاپٹر امریکہ اور اس کے اتحادیوں کو بڑی معاشی تباہی سے دوچار کر رہے ہیں......یہ مشینری جو اتحادی افواج استعمال کر رہی ہیں ان کی صرف آپریٹنگ لاگت اتنی ہے کہ وہ ٹیکسوں تلے دبے بے وقوف امریکی عوام کو مزید دیوالیہ بنانے اور ریاست ہائے متحدہ امریکہ سے آزادی پر ابھارنے کا لازمی سبب بنے گی......ذیل میں اتحادی وصلیبی افواج کی مشینری پر فی گھنٹہ آپریٹنگ لاگت امریکی ڈالرز میں دی جا رہی ہے......

۱۔ لائٹ ہیلی کاپٹر کے ماڈل، بیل یو ایچ آئی I کا دوران پرواز ایک گھنٹہ کا خرچ 835 امریکی ڈالرز ہے......اسی ماڈل II کا فی گھنٹہ خرچ 535 امریکی ڈالرز ہے......

۲۔ S76 کا خرچہ 1178 ڈالرز ہے اور ای سی 155 ڈولفن کا ایک گھنٹہ کا خرچ 1157 ڈالرز ہے......

۳۔ میڈیم لفٹ ہیلی کاپٹر کے ماڈل یو ایچ 60 بلیک ہاک کا فی گھنٹہ خرچ 2199 ڈالرز ہے......

۴۔ اسی طرح MI17 کا 2850 ڈالرز فی گھنٹہ خرچ ہے......

۵۔ AS322 سپر پوما کا فی گھنٹہ خرچہ 883 ڈالرز ہے......

۶۔ D47CH (چنیوک) کا خرچہ 2403 ڈالرز فی گھنٹہ ہے......

۷۔ ہیوی لفٹ ہیلی کاپٹر ماڈل ڈی سیکورسکی سی ایچ 53 ای سپر اسٹالین کا خرچہ 20000 ڈالرز فی گھنٹہ ہے......

۸۔ اٹیک ہیلی کاپٹر کے ماڈل AH65 اپاچی کا فی گھنٹہ خرچ 3851 ڈالرز اور AH ون ایس 1569 سے 1751 ڈالرز فی گھنٹہ خرچ کر کے امریکی معیشت کو تباہی کے دھانے کی طرف لے جانے کا اہم فریضہ سرانجام دے رہے ہیں......

عمومی طور پر روزانہ رسد کی فراہمی اور روزمرہ کے کاموں کو افغانستان کے علاقوں میں ہر ہیلی کاپٹر کے فی گھنٹہ چارجز کا تجزیہ کیا جائے تو فی گھنٹہ چارجز 3500 امریکی ڈالرز فی ہیلی کاپٹر استعمال ہوتے ہیں......

یہ غنی اور عظیم لوگ:

اگر ہم ہنگامی صورت حال سے ہٹ کر صرف آٹھ گھنٹے نارمل کام کے حوالے سے اس رقم کو گھنٹوں اور ہیلی کاپٹروں کی تعداد سے ضرب دیں تو معلوم ہوتا ہے کہ صرف افغانستان میں اپنی بقا کے لیے امریکہ کو اوسطاً 1.4 ملین ڈالرز فی دن کے حساب سے خرچ کرنا پڑتے ہیں......یہ صورت حال اسی طرح جاری رہی تو سفید ہاتھی (امریکہ بہادر) بہت جلد گھٹنوں کے بل گرنے والا ہے......انشاءاللہ

اپنے ساتھ ساتھ یہ کئی دوسرے اتحادی ممالک کو بھی اپنے ساتھ دیوالیہ کرائے گا......ان شاءاللہ۔نیز مجاہدین کے ہاتھوں اس زرِکثیر کو خرچ کرنے کے بدلے ذلت ورسوائی الگ سے اس کے مقدر میں لکھی جا چکی ہے......

طالبان کے ہاتھوں' جن کے پاس جدید ٹیکنالوجی اور مالِ کثیر تو نہیں البتہ توکل علی اللہ کی دولت سے' یہ عظیم لوگ دنیا کے امیر ترین افراد ہیں......ان کا جذبہ ایمانی اتنا طاقتور، مضبوط اور پختہ ہے کہ جس کو تولنا یا شمار کرنا ممکن نہیں......انہوں نے جدید ٹیکنالوجی سے مزین امریکی جنرل تھامس مٹز کے ادارہ JIEDDO کو بے وقوف اور کم عقل ثابت دیا ہے......

کاؤنٹر آئی ای ڈی (COUNTER IEDs):

جنرل تھامس مٹز کے تجربات اور زرِکثیر سے تیار کیا جانے والا ادارہ JIEDDO اپنے جدید طیاروں سمیت جب WKS کے ہاتھوں بری طرح ناکام رہا اور صلیبی واتحادی افواج کے لیے محفوظ رہنا اور نقل وحمل کرنا ممکن نہ رہا تو امریکی وصلیبی تھنک ٹینک ایک بار پھر سے متحرک ہوئے......وہ اس بات پر حیران وششدر تھے کہ

19 اکتوبر: صوبہ کابل ضلع سروبی میں چوکیوں پر حملے میں 7 اہل کار ہلاک جب کہ دو رینجرز گاڑیاں بھی تباہ ہوگئیں۔

برطانوی تجربہ کار جنرل تھامس مڑ جیسا ماہر بھی WKS کو ناکام نہ کر سکا اور F15 جیسے طیاروں پر مال کثیر خرچ کرنا بے سود نکلا......

طالبان کی جانب سے جب قریہ قریہ نگر نگر WKS حملوں کی شدت میں غیر معمولی اضافہ ہوا تو امریکی اس بات کو سمجھ گئے کہ سادہ لوح طالبان مجاہدین ان کی VHF ٹیکنالوجی کو ناکام بنانے میں کامیاب ہو گئے ہیں......لہٰذا امریکیوں نے برطانوی جنرل کے منصوبے کو خیر باد کہا اور خود اس سلسلہ میں ایک ادارہ ''کاؤنٹر آئی ای ڈیز'' کے نام سے قائم کیا......جب WKS ڈیوائسز JIEDDO کو بھی ہضم کر گئیں تو امریکیوں نے کمان اپنے ہاتھ میں لے کر کاؤنٹر آئی ای ڈیز نامی ادارے کو بہت بھاری بجٹ دے کر صلیبی و مقامی غدار نیشنل آرمی کی حفاظت کا ذمہ اٹھایا......

ایم ریپ (MRAP):

کاؤنٹر آئی ای ڈیز کمیٹی کے عہدے داران نے سابقہ تجربات اور جنگی ہزیمت اٹھانے والے معاملات کو دیکھتے ہوئے فضائی طیاروں کی بجائے ایک گاڑی تیار کرنے کا ٹاسک سنبھالا تا کہ WKS سے بچاؤ ممکن ہو سکے......جب اس قسم کی گاڑی تیار ہو گئی تو ان تیار شدہ 16000 گاڑیوں کی کھیپ بذریعہ روٹ (کراچی، طورخم، چمن وغیرہ) افغانستان بھجوائی گئی......

اس ہیوی وہیکل کا نام (MRAP) رکھا گیا یعنی ''مائن رزسٹنٹ ایمبش پروٹیکٹڈ'' (Mine Resistant Ambush Protected) ان ہیوی وہیکلز کو ۲۰۰۳ء کے اواخر میں افغانستان کی دلدل کی نذر کر دیا گیا جن پر 26.8 ارب ڈالرز لاگت آئی......جو کہ ایک ہزار روپے یعنی 18 ڈالر میں تیار ہو جانے والے ریموٹ کنٹرول WKS کے خاتمہ کے لیے بھجوائی گئی تھیں......

یہ دیو ہیکل گاڑی تین ماڈل میں ہے جو 14، 21، اور 37 ٹن تک وزنی ہوتی ہے، اس عظیم الجثہ گاڑی میں جدید آلات حرب اور WKS و دیگر ریموٹ کنٹرول ڈیوائسز کو ناکام بنانے والے ہیوی جیمرز اور کیمرے لگے ہوتے ہیں......اس پہاڑ نما گاڑی کا بیرونی ڈھانچہ انتہائی موٹے لوہے کا ہے جب کہ نیچے فرش کی ہیئت منفرد اور مخصوص ''V'' شکل میں بنا کر اسے زیادہ سے زیادہ محفوظ بنانے کی کوشش کی گئی ہے۔

اور نیٹ ورک جام ہو گیا:

صلیبیوں کی زبردست ہزیمت کے بعد امریکی انجینئرز کا یہ ''شاہ کار'' جب میدان جنگ میں اترا تو صلیبی قافلوں کو محفوظ راہداری فراہم کرنے کا کام کرنے لگا اور ہر قافلہ میں 2 ایم ریپ گاڑیوں کو شامل کر کے قافلہ روانہ کیا جانے لگا......صلیبی و اتحادی افواج کا قافلہ 7 گاڑیوں (بشمول 2 ایم ریپ گاڑیوں) پر مشتمل ہوتا ہے......ایک ایم ریپ گاڑی قافلہ سے ذرا فاصلہ پر آگے آگے چلتی اور روڈ کلیئرنس کا کام بھی سرانجام دیتی رہتی تھی جب کہ دوسری ایم ریپ اپنی ترتیب کے مطابق قافلہ میں کہیں بھی اپنی جگہ چلتی رہتی......ان دیو ہیکل وہیکلز کا کام یہ تھا کہ یہ دوران سفر مسلسل ہائی پاور ریز چھوڑتی رہتیں تا کہ قریب دبی ہوئی WKS مائنز مخابراتی ٹون کیچ نہ کر سکیں اور مخابراتی نیٹ ورک مکمل طور پر جام ہو جائے......

کانوائے کا کام تمام:

مجاہدین کے حلقوں میں صلیبیوں کے اس کارگر اقدام پر تشویش کی لہر اٹھی، کیونکہ ہر لحاظ سے موثر سستی اور کامیاب کارروائیاں WKS ڈیوائسز کی وجہ سے ہی ہو رہی تھیں......اور ان کارروائیوں میں خالصتاً صلیبی، اتحادی اور ملی غدار نیشنل آرمی کا ہی جانی و مالی نقصان ہوتا تھا......عوامی نقصان کا ذرا بھی احتمال ان کارروائیوں میں نہ ہوتا تھا......کیونکہ WKS کارروائیاں اکثر اوقات دور دراز پہاڑی دروں، دشوار گزار راہداریوں پر ہوتی تھیں......امریکی و صلیبی اتحادی اپنی حفاظت کا انتظام کر کے خود ہی ان WKS ڈیوائسز کا شکار ہو جاتے تھے......وہ جس سڑک سے گزرتے اس سڑک پر عام ٹریفک کو معطل کر دیا جاتا تھا کہ مبادا کوئی فدائی حملہ آور کانوائے پر عام ٹریفک کی شکل میں حملہ کر دے، ان کی یہی احتیاط مجاہدین کے کام آ جاتی......

مجاہدین میں سے ۲ یا ۳ افراد WKS ڈیوائس کو دور سے کنٹرول کرتے اور کانوائے کے ہدف پر آ جانے کے بعد دور بیٹھے ایک بٹن دبا کر کانوائے کا کام تمام کرنے کے بعد آسانی سے اپنے ٹھکانہ کی طرف لوٹ جاتے تھے......

کاپر وائر:

ایم ریپ گاڑیوں کے میدان کارزار میں داخل ہوتے ہی ہمیں ایک نظم کے تحت سلسلہ وار جہادی فیلڈ سے شدت کے ساتھ شکایات موصول ہونا شروع ہوئیں......یہ شکایات بجا تھیں کیونکہ کارروائیوں کا تسلسل رک چکا تھا......مجاہدین عجلت میں تھے اور اس مسئلے کے حل کیلیئے کہہ رہے تھے کہ جلدی سے ایم ریپ کا کوئی توڑ نکالا جائے......ان گاڑیوں نے ۹۵ فی صد WKS کو جام کر کے رکھ دیا تھا......سب سے پہلے ہماری سوچ یہ تھی کہ عارضی تعطل کو کیسے ختم کیا جائے، ۲۰۰۴ء کا جنگی سیزن چل رہا تھا......دماغ میں طرح طرح کے پروگرام بن رہے تھے......کہ فوری طور پر اس عارضی تعطل کو ختم کر کے پھر سے WKS پر کام کیا جائے تا کہ جمود کا خاتمہ ہو سکے......

ہم نے پروگرام بنایا کہ کارڈلیس فون سیٹ سے کام لیا جائے......مارکیٹ سے کارڈلیس سیٹ بڑی تعداد میں خریدے اور ان کو WKS کے ساتھ منسلک کر کے فوری طور پر یہ کھیپ طالبان ذمہ داران کے حوالہ کی......

عارضی تعطل اور جمود ختم تو نہ ہوا البتہ کسی حد تک خاتمہ ممکن ہوا......لیکن یہ طریقہ ہمیں خاصا مہنگا پڑ رہا تھا......پہلے WKS پر ایک ہزار روپیہ لاگت آتی تھی اب

19 اکتوبر: صوبہ ہلمند کے ضلع لشکرگاہ میں مجاہدین کے حملوں میں 17 اہل کار ہلاک ہو گئے۔ حملے میں بھاری مقدار میں اسلحہ بھی غنیمت ہوا۔

کارڈلیس سیٹ اٹیچ کرنے سے اس کی قیمت 4500 روپے تک جا پہنچی تھی......

کارڈلیس فون سیٹ کے علاوہ عارضی تعطل کے خاتمہ کے لیے کچھ سہارا کاپر وائر سے بھی لیا گیا...... جسے مائن کے ساتھ جوڑ کر دور سے ۱۲ وولٹ بیٹری کے ذریعے کرنٹ دے کر بھی مائنز کو بلاسٹ کیا جانے لگا...... پہلے یہ کام قدرے مشکل تھا لیکن ہر حال میں حملوں کے بہاؤ کو تو جاری رکھنا ہی تھا......

صلیبی تابوتوں کا تسلسل:

اس کے علاوہ عارضی جمود میں بہاؤ اور تیزی پیدا کرنے کے لیے ایک اور دیسی طریقہ بھی اپنایا گیا، بوبی ٹریپ (جسے افغانستان میں مجاہدین ''خانچہ'' کے نام سے پکارتے ہیں) بھی استعمال کیا گیا......اس دوران میں ہم WKS پر دن رات کام کر رہے تھے تاکہ مجاہدین کو الجھنوں سے چھٹکارہ مل جائے......جلد ہی WKS ریموٹ کنٹرول کو ہم VHF فریکوئنسی سے UHF فریکوئنسی میں تبدیل کرنے میں کامیاب ہوگئے......تبدیلی کے بعد تقریباً ۶ ماہ میں ہم ۲۴ ہزار WKS ریموٹ کنٹرول ڈیوائسز تیار کر کے میدانِ جنگ میں بھجوا چکے تھے......

تیسری مرتبہ تبدیل شدہ WKS کی پہلی کھیپ مجاہدین کے ہاتھوں میں پہنچتے ہی میدانِ جنگ کا پانسہ پھر سے مجاہدین کے ہاتھوں میں آ گیا......دھڑا دھڑ مختلف لوکیشنز میں WKS مائنز دبا دبا کر مجاہدین نے بلاسٹنگ شروع کردی اور صلیبیوں کے تابوت تسلسل کے ساتھ ان کے ممالک میں ان کی ماؤں، بہنوں، باپ اور بیٹوں کے ہاتھوں میں پہنچنے لگے......

ڈبلیو کے ایس، کا معمہ حل کرنے کی کوششیں:

جدید ٹیکنالوجی کے باوجود ان کے ناکام ہونے کی وجہ امریکی یہ بتاتے ہیں کہ طالبان نے زیادہ طاقت ور بارود اور جدید الیکٹرونکس ریموٹ کنٹرول ڈیوائسز استعمال کرنا شروع کردی ہیں......جدید ترین ایم ریپ وہیکلز کو اپ گریڈ کرنے کے ساتھ ساتھ دیگر اس طرح کی چھوٹی بڑی وہیکلز (روبوٹ، چھوٹی گاڑیاں وغیرہ) اور 15 سے زائد ایسی اشیا ایجاد کیں جن کی مدد سے وہ WKS مائنز کا سراغ لگانے میں مصروف ہوگئے......

الغرض اتنی محنت اور سرمایہ خرچ کرنے کے باوجود یہ ساری ٹیکنالوجی دھری کی دھری رہ گئی......اور تمام تر کوششوں کے باوجود یہ تمام مشینری WKS مائنز سے محفوظ نہ رہ سکی......

اور ایم ریپ کو بھی داخل دفتر کردیا گیا:

حالت یہاں تک جا پہنچی تھی کہ کاؤنٹر آئی ای ڈیز کی طرف سے بنوائی گئی عظیم الجثہ وہیکل ایم ریپ بھی WKS کا نشانہ بننے لگی...... پہلے پہل ایم ریپ WKS مائنز کو تلاش کرتی تھی لیکن اب صورت حال یہ ہوگئی کہ مجاہدین ایم ریپ کو ہی WKS کا خاص ہدف بناتے تھے......امریکی اب ایم ریپ میں سفر کرنے سے کترانے لگے اور اس طرح اربوں ڈالرز کی لاگت سے تیار کی گئی ایم ریپ گاڑیاں ہزاروں کی تعداد میں افغانستان کی دلدل میں پھنسی کھڑی ہیں......جن کو واپس اپنے ملک میں لے جانے کے لیے بھی کسی عام ملک کے سالانہ بجٹ کے برابر خرچ درکار ہے......اس طرح اللہ تعالیٰ کی مدد اور نصرت سے کاؤنٹر آئی ای ڈیز کا منصوبہ بھی جنرل تھامس مٹز کے JIEDDO پروگرام کی طرح پیوستہ خاک ہوگیا......

خانچہ:

''ضرورت ایجاد کی ماں''......اس کہاوت کے تحت دوسرا دیسی طریقہ فوری طور پہ لانچ کیا گیا تھا کہ WKS ڈیوائس کے ساتھ منسلک کرنے کے لیے BOBY TRAP (خانچہ) بنایا گیا......خانچہ بنانے کے لیے لکڑی کے اوپر دو لوہے کی لچک دار پتریاں لگا کر ان سے جمع تفریق کی تاریں منسلک کر کے ڈیوائس کے ساتھ مائن کو لگا کر زمین میں دبا دیا جاتا......جیسے ہی صلیبی وملی افواج کا قافلہ ہم سے تقریباً ۵ سو میٹر دور رہ جاتا تو اس وقت مخابرہ آپریٹر مجاہد بذریعہ وائرلیس خانچہ کو کرنٹ دے دیتا پھر جونہی کسی وہیکل کا ٹائر یا ٹینک وغیرہ کا چین، خانچہ کے اوپر آتا تو اوپر والی لچک دار پتری نیچے والی پتری سے بغل گیر ہو جاتی اور پھر سیکنڈ کے ہزارویں حصّہ میں بم زوردار دھماکہ سے پھٹ جاتا......

خانچہ کی اس قسم کی ایک شکایت موصول ہونا شروع ہوئی کہ سڑک پر ٹریفک کے بہاؤ کی وجہ سے خانچہ پر بار بار عام ٹریفک گزرتی تھی جس سے پتری لچک دار ہونے کے باوجود اپنی لچک کھو دیتی تھی اور جونہی صلیبی قافلہ خانچہ پر سے گزرتا تو کئی مرتبہ بم بلاسٹ نہ ہوتا......پھر خانچہ نکال کر دیکھا تو پتریوں کا نقص نکلا......

ہماری ٹیم نے اس پر فوری توجہ دی اور ایک موٹے سخت فوم کا ٹکڑا لے کر اس میں متعدد سوراخ کر کے اس میں بال بیرنگ کی متعدد گولیاں ڈال کر سرکٹ بنا کر لوہے کی پتریوں کے درمیان رکھ دیا......اس طرح لچک والا مسئلہ حل ہوگیا...... پتریاں فوم کی وجہ سے دبنے کے بعد واپس اپنی جگہ پر آ جاتی تھیں......

(جاری ہے)

☆☆☆☆☆

''آپ ایسے وقت میں اسلام کے امن و برداشت کے مذہب ہونے کا پرچار کرتے ہیں جب کفار کے قدم آپ کی گردنوں پر ہیں۔ تقاضا تو یہ ہے کہ آپ مزاحمت پر، اور کفار کے قبضے سے اپنی گردنوں کو چھڑانے کی بات کریں اور اس کے بعد امن و برداشت کی بات کریں۔ جی ہاں! اسلام امن و برداشت کا مذہب ہے لیکن بعض اوقات یہ نکتہ اجاگر کرنے کی ضرورت ہے کہ اسلام انصاف کا مذہب ہے''۔

شیخ انور العولقی شہید رحمہ اللہ

19 اکتوبر: صوبہ قندھار ضلع معروف میں ایک کٹھ پتلی فوجی مجاہدین نے سنائپر گن سے مار ڈالا۔

تم ہی تو غم ہمارا ہو

ضرار خان

اگلے دن مجھے برقعہ پہنا کر گاڑی میں ڈال دیا گیا اور کہا گیا کہ ایک ساتھی کے گھر کی تصدیق کرواؤ...... مذکورہ ساتھی سے متعلق بھی اُن کو عبدالرحمٰن بھائی بتا چکے تھے بس وہ مجھ سے یہ تصدیق کرنا چاہتے تھے یہ سچ بول رہا ہے یا جھوٹ...... مجھے وہاں لے گئے اور کہا کہ بتاؤ کہاں ہے؟ میں اشارہ کیا کہ یہ ہے۔ وہ اہل کار یوں ہی کاغذ پر لکیریں لگا کر نقشہ بنانے کا ڈرامہ کر کے واپس آ گئے۔ اب میں شاہ کے سامنے بیٹھا تھا، شاہ کے الفاظ جو مجھے آج بھی اچھی طرح یاد ہیں......اُس نے کہا'' میں نے تمہاری ایسی رپورٹ لکھی ہے کہ تم ساری زندگی جیل سے نہیں نکل سکتے جو مرضی کر لو'...... میں نے دل ہی دل میں کہا کہ میرا رب اللہ ہے تم نہیں......یقین جانیں شاید اللہ کو یہی دلی جذبات پسند آئے۔ اب یہاں سے مجھے کہیں اور منتقل کیا جا رہا تھا مجھے واپس زندان میں لایا گیا...... مجھے یاد ہے ایک بار دوران ٹارچر جب میں نے لاالہٰ الا اللہ کہا تو ایک افسر کہنے لگا کہ اس کے منہ میں ڈنڈا مارو اور مجھے کہا بند کر و یہ بکواس (نعوذ باللہ)......

اس کے بعد اگلے دن مجھے گاڑی میں ڈالا گیا اور وہی کپڑے پہنا دیے گئے جن میں مجھے گرفتار کیا گیا تھا...... یہاں سے گاڑی نے سات گھنٹے سفر کیا اور غالباً اسلام آباد یا پنڈی کے کسی فوجی علاقے میں داخل ہوگئے کیونکہ وہاں بالکل خاموشی تھی۔ بہت سے دروازے کھلنے کی آوزیں آنے لگیں۔ مجھے گاڑی سے اتروا کر صرف چہرہ دیکھا گیا کیونکہ میری آنکھوں پر پٹی تھی۔

کچھ لوگوں کی آپس میں باتوں کی آوازیں آئیں جو بہت ہی آہستہ کچھ باتیں کر رہے تھے اس کے بعد دو افراد آئے ، انہوں ں نے مجھے ہاتھوں سے پکڑا اور دھکے دینے کے انداز میں چلاتے ہوئے لے جانے لگے۔ میں بڑے قدم بھی نہیں اٹھا پا رہا تھا کیونکہ پاؤں میں لگی بیڑی میرے گوشت میں مکمل گھس چکی تھی اور اس بیڑی کی خاصیّت بھی یہی تھی کہ یہ جس کو لگی ہو اُسے بڑا قدم بھی نہیں رکھنے دیتی۔ چلتے ہوئے وہ لوگ مجھے مسلسل مکے مار اور گالیاں بک رہے تھے۔

ایک چھوٹے سے کمرے میں لے جا کر میری آنکھوں کی پٹی کھولی گئی اور پوچھا دوپہر کا کھانا کھایا ہے؟ میں نے کہا نہیں! تو کچھ دیر بعد ایک اہل کار ایک روٹی اور دہی لایا، جسے میں نے بہت ہی کم کھایا۔ اس کے بعد پھر آنکھوں پر پٹی باندھ کر سیڑھیوں سے اتار کر ایک چھوٹے سے زندان میں ڈال دیا گیا۔ اس میں بھی تہہ خانہ ساتھ تھا مگر اُس پہلے والے زندان سے بہت چھوٹا۔ اس کے بالکل سامنے ایک اور کمرہ نظر آ رہا تھا جس میں کسی دوسرے ملک کا ساتھی بند تھا۔ جس کو میں بس دیکھ ہی سکتا تھا بات کرنا مشکل تھا۔ میرے اس زندان میں ایک چٹائی ایک تکیہ اور پانی کی ایک بوتل موجود تھی۔ کمرے کے باہر ایک پنکھا لگا ہوا تھا، جس کی ہوا اندر تک بآسانی آ رہی تھی۔ کونے میں ایک ڈیوائس لگی ہوئی تھی جس کے بارے میں اُس وقت میں نے یہ گمان کیا کہ غالباً کیمرہ ہے۔ مگر بعد میں معلوم ہوا کہ یہ مائکس ہیں جو آوازیں کنٹرول روم میں پہنچاتے ہیں۔ یہاں دن کے اوقات میں ڈیوٹی پر آنے والا ہر اہل کار مجھے کھڑا کرتا، مارتا پھر جرم پوچھتا، میری خاموشی پر مزید مارتا اور چلا جاتا......

دو دن بعد دن ۱۰ بجے صبح میرے زندان کے تالے کھولے گئے، کسی نے کرخت آواز میں کہا، اٹھ! میں اٹھ کر بیٹھ گیا پھر میرے ہاتھوں اور پاؤں میں بیڑیاں اور ہتھکڑیاں ڈال دی گئیں۔ آنکھوں پر پٹی اور پھر اوپر سے وہی ٹوپی نما غلاف چڑھا کر مجھے لے جایا گیا اور گاڑی میں بٹھا دیا گیا۔ اب کچھ دیر سفر کے بعد گاڑی پھر ایسے علاقے میں داخل ہوئی جہاں بالکل خاموشی تھی۔ دو اہل کار آئے اور مجھے تقریباً گھسیٹتے ہوئے مجھے اندر ایک عمارت میں لے گئے یہ بھی تہہ خانہ نما جگہ تھی۔

ایک کمرے میں لے جا کر جو اہل کار مجھے یہاں تک لائے تھے' میری ہتھ کڑیاں اور بیڑیاں کھول کر اُن کے حوالے کر دی گئیں اور یہاں مجھے نئے سرے سے ہتھ کڑیاں اور بیڑیاں ڈالی گئیں......اور ایک نئے زندان میں ڈال گیا جو باقیوں سے مختلف اور سخت معلوم ہوتا تھا کیونکہ اس میں ایک جائے نماز رکھا گیا تھا اور کونے میں اوپر کی طرف ایک کیمرہ تھا جس میں مائیک سسٹم بھی موجود تھا۔ لیکن سرسری نظر میں دیکھنے سے بالکل معلوم نہیں ہوتا تھا کہ یہاں کچھ ہے۔

مغرب کی نماز کے بعد کھانا دیا گیا اور کچھ دیر بعد ہی کسی نے میرے زندان کا دروازہ کھولا اور مجھے سخت آواز میں کہا: کھڑا ہو جا!، میں کھڑا ہو گیا، ہاتھ پاؤں تو پہلے ہی بندھے تھے پھر آنکھوں پر پٹی باندھ دی گئی اور ایک اور کمرے میں لایا گیا جس میں مجھے ایک سٹول پر بیٹھا دیا گیا۔ آنکھیں کھولی گئیں تو سامنے گنجا اور منہ پر فرنچ رکھی ہوئی شکل والا افسر بیٹھا نظر آیا۔ اُس نے پوچھا: کیا بیماری ہے؟ میں کہا پیٹ میں درد ہوتا ہے! یہ سن کر وہ آگ بگولا ہو گیا اور کہا: دیکھ! مجھے اس سے غرض نہیں کہ تُو مرے یا جیئے، مجھے بس میرے سوالات کے سچ سچ جوابات چاہئیں......اس کے بعد سوالات کرنے شروع کیے، پھر آخر میں مجھے کہا کہ تمہیں ابھی کاغذ اور پنسل دی جائے گی، اپنی زندگی کی ساری کہانی سچ سچ

20 اکتوبر: صوبہ ہلمند کے مختلف اضلاع میں مجاہدین کے حملوں میں 39 اہل کار ہلاک جب کہ 3 چوکیاں فتح اور بھاری تعداد میں اسلحہ غنیمت ہوا۔

لکھو! اس دوران میں اُس نے مجھے کانوں پر ایک دو طمانچے رسید کیے جو کہ مجھے بالکل بھی محسوس نہیں ہوئے۔ کیونکہ محسوس کرنے کی حس بہت کمزور ہو چکی، جہاں اتنا تشدد کیا گیا ہو وہاں ایک دو تھپڑوں سے کیا ہوتا ہے!

اب مجھے واپس لا کر بٹھا دیا گیا اور کاپی پنسل مجھے تھما دی گئی، میں لکھتا رہا اور میرا دل کیا کہ اتنا لمبا لکھوں کہ ان کو سوالات کرنے کے لیے اس کہانی کو بہت سا ٹائم دینا پڑے اور ساتھیوں کی معلومات نہ لے سکیں۔ میرے دل میں بار بار یہی خیال آ رہا تھا کہ میں اپنے اللہ کا بہت کمزور بندہ ہوں ایسا نہ ہو کہ تشدد سے بچنے کے لیے اپنے کسی مجاہد بھائی کو بھی پھنسا دوں...... رات ۲ بجے تک لکھتا رہا اور اس 'کانی' کو میں اگر بیان کروں تو شاید ہی کوئی سننے والا ہنسے بغیر رہ سکے۔ چند باتیں اس میں سے آپ لوگوں کی دلچسپی کے لیے سنا دیتا ہوں......

پہلی بات، میں نے لکھا میں بڑا ہو کر پائلٹ بننا چاہتا تھا مگر نہ بن سکا، پھر سوچا فوج میں بھرتی ہو کر ملک کے لڑوں گا، پھر جہاد کشمیر میں گزرا وقت، ساتھیوں کی باتیں اور آپس میں کیے گئے مذاق بھی لکھ مارے...... وادی کشمیر کے حالات، وہاں کے لوگ کیا کھاتے تھے، سالن میں بہت مرچیں تیز ہوتیں تھیں وغیرہ وغیرہ...... ایسی باتیں لکھ کر میں صفحات کو کالا کرتا رہا۔ اب رات کافی ہو چکی میں سونے چاہتا تھا، کیمرے میں سے ہی اُنہوں نے دیکھ لیا کہ میں لکھنا بند کر چکا ہوں ایک اہلکار آیا اور دروازہ کھولا اور پوچھا کہ لکھ لیا ہے؟ میں نے کہا ہاں لکھ لیا ہے، وہ کاغذ میرے ہاتھ سے لے گیا اور میں سونے کی تیاری کرنے لگا......

یہاں سونے کے لیے کچھ بھی نہیں تھا، ایک جائے نماز تھا، اُسی کو بمشکل سیدھا کر کے زمین پر ڈالا کیونکہ ہاتھ میرے آگے کی طرف باندھے ہوئے تھے پاؤں میں بھی وہی بیڑی تھی، اس دوران میں لائٹ جلتی رہی اور میں سوچتے سوچتے سو گیا کہ امی، ابو، بھائی، بہن جانے کیسے ہوں گے...... جب فجر کے لیے اٹھایا گیا اور وضو کے لیے لے جایا گیا تو بیت الخلا سے فارغ ہونے اور وضو کرنے کے لیے بھی ہاتھ نہیں کھولے گئے، میں نے بڑی مشکل سے وضو کیا، اور پھر دروازہ کھٹکھٹایا کہ مجھے واش روم سے واپس نکال کر لے جائیں، آنکھوں پر ٹوپی نما غلاف چڑھا کر پھر سے اُسی زندان میں ڈال دیا گیا۔ فجر اسی طرح بیڑیوں میں ادا کی کہ رکوع اور سجود کے لیے بھی یہ نام نہاد کلمہ گو برداشت نہیں کرتے تھے کہ بیڑیاں ہی کھول دی جائیں......

اسی دن ایک ایسا واقعہ پیش آیا کہ دل بہت رنجیدہ ہو گیا، ایک ساتھی جو ساتھ والے زندان میں تھا وہ ظہر کی نماز ادا کر رہا تھا کہ ایک اہلکار آیا اور دوران نماز اُسے دھکا دیا اور گرا دیا اور کہتا رہا کہ چل اوئے! تمہاری کیا نماز ہے! یہی کہتے ہوئے اُسے ہاتھ پاؤں باندھ کر ساتھ لے گئے...... ان الفاظ سے مجھے اندازہ ہوا کہ وہ ساتھی نماز ادا کر رہا تھا، اُس کے گرنے کی آواز کو میں نے محسوس کیا۔

اب میں نے نماز ادا کی تو عجیب کیفیت ہو گئی تھی، میں نے دعا کے ہاتھ اُٹھائے اور ان ظالموں کے لیے بے اختیار بددُعا کرنے لگا۔ کہ اللہ! انہوں نے تیرے بندوں کے لیے تیری نماز پڑھنا بھی ناممکن بنا دیا ہے...... اللہ تم پر ایسا عذاب مسلط فرمائیں کہ تم اس دنیا میں موت مانگو مگر تمہیں موت نہ آئے (آمین)، اللہ پاک کا قہر تم پر نازل ہو، تمہارے گھروں پر نازل ہو، تمہاری اولاد پر نازل ہو (آمین)، تم اپنی اولاد کو اپنے ہاتھوں سے قبروں میں اتارو (آمین)، اللہ پاک تمہاری بیویوں کو ایسا ذلیل کریں کہ وہ تمہارے لیے باعث شرم ہوں (آمین)، اللہ پاک تمہیں تا موت ہدایت نصیب نہ فرمائیں (آمین)...... میرے رو رو کر دعا کرنے کی آواز باہر کھڑے اہلکار نے بہت واضح طرح سن لی، مگر کوئی ردعمل نہ دیا۔

ظہر کے بعد ایک ڈاکٹر آیا جس نے مجھے کہا: دیکھو! میں ڈاکٹر ہوں کھانا کھا لو نہیں تو مر جاؤ گے، وہ چلا گیا اور جب دیکھا کہ میں کھانا نہیں کھاتا تو کچھ پکوڑے اور چائے بھیجی گئی جسے دیکھ کر ایک مرتبہ تو دل میں شدت سے خواہش پیدا ہوئی کہ سب کھا لوں مگر کچھ سوچ کر کم کھایا، جونہی کھا چکا تو معلوم ہوا کہ یہ کھانا کیوں دیا جا رہا تھا، اس کے بعد ایک گولی بہت ہی چھوٹی سی غالبًا پیلے رنگ کی تھی وہ کھانے کو دی گئی جسے میں بغیر چوں چراں کے نگل گیا......

پھر مجھے کہا گیا کہ دیوار سے ٹیک لگا کر نہیں بیٹھنا بس کمرے کے درمیان میں ہی بیٹھے رہو! یہ سردیوں کا موسم تھا اور فرش کی ٹائل بھی ایسی تھی کہ شدید ٹھنڈک کی وجہ سے بالکل برف بنی ہوئی تھی، دوسری طرف بس ایک جائے نماز تھا جس پر میں بیٹھا ہوا تھا، ہاتھ والی ہتھکڑی کو غور سے دیکھا تو اُس پر لکھا تھا ''میڈ ان یو ایس اے''...... میں سمجھ گیا کہ اصل میں کس کا قیدی ہوں اور بیٹھے بیٹھے ہی سو گیا، وہ گولی شاید نیند کی تھی۔ اس حال میں عصر بھی قضا ہو گئی کیونکہ میں بے ہوشی کی حالت میں تھا اور وہ گولی نشہ آور تھی۔ مغرب کے بعد کسی ٹائم وقت آنکھ کھلی ہو گی یا عشا کا وقت ہو گا کیونکہ میں سورج یا دن اور رات کے بارے میں کچھ نہیں دیکھ سکتا تھا......

اب ایک دم پھر سے میرے زندان کا دروزہ کھولا گیا اور میرے ہاتھ پیچھے باندھ کر مجھے کھڑا کیا گیا اور چہرے پر غلاف چڑھا دیا گیا، اس کمرے سے نکال کر باہر دوسرے اور پھر تیسرے میں داخل کر دیا گیا، وہاں وہی گنجا افسر موجود تھا، مجھے دیکھ کر کہنے لگا: ہاں اوئے! ہمیں فضول کہانیاں سناتے ہو؟ سب جھوٹ لکھا ہے تو نے! میں نے کہا: نہیں، میں نے بالکل سچ لکھا ہے کوئی جھوٹ نہیں لکھا! مگر اُس نے ایک نہیں سنی اور بیل بجائی، دو اہلکار اندر آ گئے، اُس نے کہا: اِس کو اُلٹا لٹکا دو! اُنہوں نے میرے پاؤں ایک زنجیر سے باندھے اور پھر بٹن دبایا جو ریموٹ سسٹم تھا شاید، وہ زنجیر اوپر کی طرف اکھٹی ہوتی

28 مارچ: صوبہ ہلمند .... ضلع نوزاد .... مجاہدین کے حملے 20 اکتوبر: صوبہ لغمان ضلع قرغئی میں بم حملے میں 6 اہلکار ہلاک ہو گئے۔

گئی، اوپر ایک گول سی چرخی نما چیز تھی جو گھوم رہی تھی، اب میرے پاؤں اوپر ہو گئے اور میں اُلٹا لٹک گیا، اب مجھے نیم برہنہ کر دیا گیا تھا، اور وہ جلاد مجھے بغیر دیکھے کہ کہاں لگ رہی ہے بس مارتے ہی جا رہے تھے......

حالت یہ تھی جب وہ زور سے مارتے تھے تو میرا پورا جسم ساتھ والی دیوار سے ٹکراتا تھا جس سے سر بری طرح چکرا رہا تھا، مجھے سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ میں کیا بول رہا ہوں یا کیا ہو رہا ہے، کمزوری بھی اس قدر تھی کہ میری آنکھیں بند ہونا شروع ہو گئیں، بس پھر کچھ ہی دیر بعد میں اندھیروں میں ڈوب گیا، جب آنکھ کھولی تو میں اُسی جگہ زمین پر تھا...... مجھے اٹھنے کا کہا گیا اور میز جو اُس کمرے میں ایک طرف تھی اُس کے سامنے سٹول پر بیٹھنے کو کہا گیا...... میں آ کر بیٹھ گیا تو پھر سے سوالات کا سلسلہ شروع ہوا وہی کہانی جو پہلے بتائی تھی وہی سنا دی، اب عین میرے پیچھے ایک اہل کار کو ڈنڈا نما چیز دے کر کھڑا کیا گیا تھا جو مطلوبہ جواب نہ ملنے پر مجھے ضربیں لگانا شروع کر دیتا، یہ عمل بھی ایک گھنٹہ جاری رہا......

رات بارہ بجے ہوں گے کہ مجھے اُس گنجے افسر نے کہا جاؤ اور سوچو کہ بچنا ہے یا مرنا ہے...... ایک بار دل میں آیا کہ ابھی کہہ دو کہ مرنا ہے! مگر پھر سوچا کہ یہ خبیث اور تشدد کروائے گا، اس لیے خاموش رہا...... مجھے پھر زندان میں لا کر ڈال دیا گیا، یہ لوگ کھانا اور نشہ آور گولیاں اس لیے کھلا رہے تھے کہ میں تازہ دم دماغ کے ساتھ جواب دوں اور کھانا اس لیے کہ ان کا تشدد زیادہ برداشت کر سکوں، لیکن ان گولیوں سے میری اعصاب پر بہت برے اثرات پڑے اور صحت کے ایسے مسائل ہوئے کہ جن کا میں آج تک کسی حد تک شکار ہوں۔

اگلے دن میرے لیے کچھ آرام کا سامان فراہم کیا گیا، وہ یہ تھا مجھے ٹھنڈے فرش کے بجائے ایک گدا دیا گیا جس پر میں سمٹ کر لیٹ گیا، شاید کمزوری کی وجہ سے مجھے نیند زیادہ آتی تھی یا ویسے ہی کچھ مزاج ایسا ہے نیند زیادہ آتی ہے، بہرحال چائے آئی تو میں چائے نہیں پیتا ہوں اس لیے چائے نہیں پی جب دوپہر کا کھانا آیا تو بس چند نوالے لیے اور کھانا ایک طرف پر رکھا تھا......

ایک قیدی اور کو میرے ساتھ بند کر دیا گیا، میں نے اُس سے بات نہیں کی مگر اُس کی حرکات وسکنات کو دیکھتا رہا، اُس کے رنگ اور چہرے وجسامت سے اندازہ لگایا کہ یہ افریقہ سے تعلّق رکھتا ہے کچھ دیر بعد گپ شپ ہوئی تو پتہ چلا کہ صومالیہ سے تعلّق رکھتے ہے، کچھ دیر بعد اہل کار آئے اور اُس کو ساتھ لے گئے، اور جب وہ واپس آیا تو میں نے پوچھا کیا کہا تو اُس بھائی نے جواب دیا کہ بس سوالات کیے ہیں...... اُس کو اردو آتی تھی اور کافی عرصہ اسلام آباد گزار چکا تھا......

اب شام کو پھر مجھے بلایا گیا، جو شخص اب کی بار تفتیش کر رہا تھا اس کی لمبی داڑھی تھی، دیکھنے میں لگتا کہ شاید یہ کوئی صوفی انسان ہے مگر وہ اصل میں اُس کو گیٹ اپ دیا گیا تھا کہ تم دیکھنے میں صوفی بنے رہو...... ایک گفتگو جو فون سے ریکارڈ کی گئی تھی وہ سنائی گئی، جس میں دو لوگ بات کر رہے تھے، اُس میں مخاطب کو علی کا نام لیا جا رہا تھا، مجھ سے پوچھ گیا کہ یہ علی ہے؟ جب تفتیشی کو لگا کہ میں اُس کے مطابق جواب نہیں دے رہا تو وہ اپنے اصلی لہجے میں مخاطب ہوا اور گالیاں بکنے لگا، پھر ایک ایسی دھمکی دی جسے سب کر ایک لمحے کے لیے گھبرایا، وہ کہہ رہا تھا کہ ''میں تمہیں امریکیوں کے حوالے کروں گا اور وہ تمہیں اپنے ''مہمان خانے'' میں لے جائیں گے، تمہارے پاس آج کی رات ہے، کل آنے والے لوگ تم سے کسی اور طرح بات کریں گے''۔

یہ بات سن کر میں نے سوچا کہ امریکیوں کے حوالے کا مطلب گوانتانامو بے ہے! جب واپس زندان میں لایا گیا تو میں لیٹے لیٹے سوچتا رہا کہ اب کیا ہونے والا ہے میرے ساتھ، کیونکہ ہر رنگ کا افسر اور تفتیشی آ رہا تھے، پھر میں نے سوچا کہ ہو سکتا ہے اللہ تعالیٰ مجھے اُن لوگوں میں شامل فرمانے والے ہیں جو پنجروں میں بند رہتے ہیں، اس بات نے ایمانی قوت کو بھی بڑھا دیا اور دل بھی مطمئن سا ہو گیا۔ انہی سوچوں میں سمٹ کر اکٹھا ہو کر زنجیروں سمیت سو گیا......

صبح فجر کے اٹھایا گیا، پھر نماز ادا کر کے کچھ دیر لیٹا رہا، پانی مانگا مگر نہیں دیا گیا، پھر آ کر دیوار سے ٹیک لگا کر بیٹھ گیا، صومالیہ کے ساتھی کو دیکھا اور کیمرے سے بچ کر آنکھوں میں ایک سوال سا کیا جس پر وہ مسکرایا، میرے حالت دیکھ کر وہ کافی غم زدہ دکھائی دیا، مگر میں نے اُسے مسکرا کر تسلی دی اور انگلی کے اشارے سے کلمہ شہادت پڑھا...... دوپہر کے کھانے سے پہلے مجھے کچھ ہل چل سی محسوس ہوئی، لوگ کچھ معمول سے زیادہ لگ رہے تھے، اسی دوران میں دو افراد میرے زندان میں داخل ہوئے اور بولے: ضرار خان کون ہے؟ میں نے کہا: میں ہوں، اُن دونوں نے مجھے کندھوں سے پکڑا اور زور سے گھمایا اور ہاتھ پیچھے باندھے، جو ہتھکڑی آگے طرف لگی تھی اُسے پیچھے کر دیا گیا، اور سخت کس دیا گیا، آنکھوں پر انتہائی کس کے پٹی باندھی گئی، جو معمول سے کچھ زیادہ ہی سخت تھی...... پھر مجھے دھکے دے کر چلاتے ہوئے لے جایا جا رہا تھا، پاؤں کی بیڑی شدید درد کر رہی تھی لیکن کچھ دیر بعد پاؤں بالکل سُن ہو گئے......

(جاری ہے)

☆☆☆☆☆

20 اکتوبر: صوبہ بادغیس ضلع غورمارچ میں مجاہدین کے حملوں میں 4 چوکیاں فتح جب کہ ان میں موجود اسلحہ غنیمت کر لیا گیا۔

عالمی تحریک جہاد کے مختلف محاذ

سعود میمن

شام:

۲۱ ستمبر: حمص میں جبورین اور تل ابو السناسل میں دو بم حملے، کئی نصیری فوجی ہلاک و زخمی۔

۲۲ ستمبر: دمشق میں مجاہدین احرار الشام کی جانب سے ٹنل کی مدد سے بم حملہ، کئی نصیری فوجی ہلاک۔

۲۶ ستمبر: تفتناز۔مجاہدین کی جانب سے اسدی ملیشیات پر میزائیلوں اور ھاون کی مدد سے بم باری۔

۲۷ ستمبر: القنیطرہ۔تل الاحمر میں اسدی افواج کا ایک ٹینک مجاہدین نے میزائیل کی مدد سے تباہ کر دیا۔

۲۸ ستمبر: القنیطرہ۔مجاہدین شام نے نصیریوں کے دو عسکری مواقع پر قبضہ کر لی ،لڑائی میں ایک ٹینک اور ایک فوجی گاڑی تباہ، ایک بکتر بند بی ایم پی گاڑی اور ۵ .۱۴ ملی میٹر کی مشین گن بھی مال غنیمت میں حاصل

اللاذقیہ۔اسدی فوجی ائیر بیس حمیمیم پر مجاہدین کی جانب سے گراڈ میزائیل داغے گئے ،متعدد فوجی ہلاک۔

۲۹ ستمبر: القنیطرہ۔حاجز مزارع الامل نامی بیریئر پر مجاہدین احرار الشام کا بھاری ہتھیاروں (بشمول ایس پی جی ۹،ھاون اور ۲۳ ملی میٹر توپ) کی مدد سے حملہ، اسدی افواج فرار

۳۰ ستمبر: حمص۔نصیری ملیشیا کے اکٹھ پر گراڈ میزائل حملے۔

جبل الاکراد۔تلۃ ضب الغارب میں اسیدی ملیشیا کے عسکری مواقع کو ھاون اور جہنّم شیلز کی مدد سے نشانہ بنایا گیا۔

یکم اکتوبر: حمص۔الغاسبیہ نامی گاؤں میں موجود نصیری عسکری مواقع پر مجاہدین القاعدہ فی بلاد الشام کی مارٹرز سے گولہ باری

۱۳ اکتوبر: حماہ۔ماہ ردا میں نصیری عسکری مراکز پر مجاہدین جبھۃ النصرہ کی راکٹوں اور توپ خانہ سے بم باری۔

تل احمر۔مغربی غوطہ کے مسلمانوں کو محاصرہ سے نجات دلانے کے لیے مجاہدین نے تل احمر نامی سٹریٹجک مقام پر قبضہ کر لیا۔

۱۵ اکتوبر: حمص۔سنیدہ بیریئر پر مجاہدین جبھۃ النصرہ کی مارٹر شیلنگ۔

سالمہ میں نصیری عسکری فوجی گاڑیوں کو مجاہدین نے نشانہ بنا کر تباہ کر دیا، متعدد نصیری فوجی ہلاک ہوئے۔

۱۸ اکتوبر: جوبر۔مجاہدین نے اسدی افواج کا ایک ٹینک اور ایک مائنز سویپر تباہ کر دیا۔

حمص۔سالمہ سے حماہ ہائی وے پر اسدی فوجی کانوائے پر سڑک کنارے نصب ۹ بموں کی مدد سے حملہ،کئی گاڑیاں تباہ، درجنوں نصیری ہلاک متعدد زخمی۔

ایک اور واقعے میں دو گاڑیاں اپنے سواروں سمیت تباہ۔

مجاہدین القاعدہ نے ھاون کی مدد سے سنیدہ بیریئر کو نشانہ بنایا۔

حماہ: کفر نبودہ کے قریب روسی و نصیری افواج کے ساتھ مجاہدین کی شدید جھڑپیں مجاہدین نے نصیری و روسی افواج کی پیش قدمی کو ناکام بنا دیا،مجاہدین کی جانب سے نصیری افواج کی کئی فوجی بکتر بند گاڑیاں تباہ، کئی ہلاک و زخمی۔

مجاہدین القاعدہ کی جانب سے معان میں ایک نصیری ٹینک بھی تباہ کر دیا گیا۔

مجاہدین نے تل سوان میں نصیری افواج کی پیش قدمی کو ناکام بنا دیا۔

لتاکیہ: جبل الاکراد میں نصیری عسکری مراکز پر مجاہدین جبھۃ النصرہ کی جہنّم شیلز کی بم باری۔

۱۹ اکتوبر: حماہ۔روسی افواج اور فضائیہ کی مدد سے اسدی افواج کی پیش قدمی مجاہدین کی جانب سے بھرپور دفاع نے طاغوتی افواج کو پسپا کر دیا۔

پہلے دن کی لڑائی میں ۱۸ ٹینک، ۴ بی ایم،۵ فوجی گاڑیاں تباہ ہوئیں۔ ۵۰ سے زائد فوجی مردار اور ۱۰۰ سے زائد زخمی ہوئے۔

حلب: پی کے کے نامی گروپ کی جانب سے مجاہدین اور عامۃ الناس پر بم حملوں کی کوششیں، ایک بم حملے میں بیس عام افراد شہید باقی بم ناکار بنا دیے گئے۔

۱۰ اکتوبر: حماہ: مآن میں مجاہدین شام اور نصیری فوج کے درمیان شدید جھڑپیں، مجاہدین نے نصیری فوج کے کئی ٹینکوں کو تباہ کر دیا۔

۱۱ اکتوبر: درعا۔مجاہدین نے مغربی غوطہ کا محاصرہ چھڑوانے کیلیے تل یواین کو آزاد کرا لیا۔

حمص۔نصیری عسکری مواقع پر ھاون سے شیلنگ۔

لتاکیہ: جبل الاکراد۔جبل الاحمر میں نصیریوں کے سپلائی روٹ کو نشانہ بنایا گیا۔

۱۲اکتوبر: القنیطرہ۔اکتاف بریگیڈ پرمجاہدین کی ھاون سے شیلنگ۔
۱۳اکتوبر: لتاکیہ۔دورین پرمجاہدین شام کا حملہ،نصیری فوجیوں کی پسپائی کے بعد مجاہدین کا قبضہ
۱۴اکتوبر: جوبر۔اسدی افواج کا ایک اور حملہ مجاہدین نے ناکام بنادیا، ۲۰ فوجی مردار
حماہ۔شمالی حماہ میں نصیری عسکری مواقع پر مجاہدین کے راکٹ حملے
۱۵اکتوبر: دمشق:الیرموک کیمپ میں مجاہدین جبھۃ النصرہ کی جانب سے نصیریوں کے مضبوط عسکری مراکز کو میزائلوں سے نشانہ بنایا گیا۔
اسدی افواج کا مجاہدین کے زیر قبضہ عسکری مواقع پر قبضے کی کوشش،مجاہدین نے ایک ٹینک اور دو بی ایم پی فوجی گاڑیاں تباہ کردیں، بڑی تعداد میں فوجی مردار وزخمی۔
۱۶اکتوبر: القنیطرہ۔مجاہدین شام نے اسدی افواج کا حملہ ناکام بنادیا، ۲۰ سے زائد فوجی مردار ہوئے۔
حلب:اسدی افواج کے ساتھ مجاہدین کی شدید جھڑپیں۔
مشرقی غوطہ کی لڑائی میں اسدی فوجیوں کے بھاری نقصانات کی اطلاعات۔
حلب:صلیبی عربی اتحادی فضائیہ کی مجاہدین کی ایک گاڑی پر بمباری
۱۷اکتوبر: مشرقی غوطہ۔مارج میں نصیری افواج کا ایک ٹینک تباہ کردیا۔
۱۹اکتوبر: مشرقی غوطہ:مارج میں حزب اللہ اور نصیری افواج کا حملہ مجاہدین شام نے پسپا کردیا۔
حلب:مجاہدین شام خان طومان میں نصیری افواج کی پیش قدمی کو پسپا کردیا، کئی فوجی ہلاک اور زخمی ہوئے

....

یمن

۲۱ستمبر: البیضاء۔حوثی فوجی سپلائی گاڑی پر بم حملہ،نامعلوم جانی نقصان
بعدان میں انصار الشریعہ کے مجاہدین نے بم حملے میں حوثی رہنما ابو ہاشم درھم کوقتل کردیا۔
۲۳ستمبر:البیضاء۔مشعبہ میں حوثیوں کی فوجی سپلائی گاڑی بم حملے میں تباہ
حوثی جنگ جوؤں کی ہائی ایس گاڑی المعاین میں بارودی سرنگ حملے میں اپنے سواروں سمیت تباہ۔
القاسمیہ اور العدین میں حوثی فوجی گاڑیوں پر بم حملوں میں متعدد حوثی جنگ جو ہلاک وزخمی۔
۳۰ستمبر: البیضاء۔مشعبہ میں حوثیوں کی فوجی گاڑی پر بم حملے میں حوثی جنگ جو ہلاک اور زخمی۔
یکم اکتوبر:الرضمہ میں حوثیوں کے مجمع پر بم حملہ،۶ حوثی جنگ جو ہلاک۔
۲اکتوبر:الرضمہ میں حوثی جنگ جوؤں پر بم حملہ، ۴ حوثی جنگ جو ہلاک متعدد زخمی۔
۶اکتوبر:البیضاء۔طیاب میں حوثی فوجی گاڑی مجاہدین کے کمین حملے میں جل کر خاکستر ہو گئی،تمام سوار فوجی ہلاک۔
الزاہر میں حوثی عسکری مواقع پر ھاون گولوں سے شیلنگ۔
الحدیدہ۔حوثی جاسوس کوقتل کردیا گیا۔
۷اکتوبر:الحدیدہ۔پولیٹیکل سیکورٹی مرکز پر حملہ،دسیوں ہلاک وزخمی۔
نوٹ:یہ تمام کاروائیاں القاعدہ فی جزیرہ عرب (انصار الشریعہ فی یمن) کی طرف سے کی گئی ہیں،جب کہ کئی کاروائیاں باوجوہ نشر نہیں ہوسکیں۔

....

صومالیہ

۲۱ستمبر مقدیشو-صومالی صدارتی محل پر بم حملہ ۷ غیرملکیوں سمیت دس سے زائد افراد ہلاک۔
حیران ریجن-نور رفاہ گاؤں میں ایتھوپین فورسز کی سپلائی پر القاعدہ فی صومال وکینیا (الشباب) کا گھات حملہ،متعدد ہلاکتیں۔
مقدیشو-ہوریو اضلع میں ایک فوجی مجاہدین کی ہدفی کارروائی میں ہلاک۔
۲۲ستمبر: صومالی بارڈر-ماندیرہ کینیائی پولیس آفیسرز کی گاڑی پر بم حملہ،متعدد فوجی ہلاک۔
۲۳ستمبر: گیدو ریجن-مختلف گاؤں میں الشباب مجاہدین اور امیصوم افواج کے درمیان شدید لڑائی،کئی فوجی ہلاک اور زخمی ہوئے۔
۲۶ستمبر: حیران ریجن-ہیرولوگول ملٹری بیس امیصوم افواج نے خالی کردیا،مجاہدین الشباب کا قبضہ۔
۲۷ستمبر: زیریں شبیلے-مارکہ قصبے میں امیصوم کانوائے پر کئی ہینڈ گرنیڈ بم پھینکے گئے، متعدد ہلاکتیں۔
۳۰ستمبر: مقدیشو-شیرکولو جنکشن میں ایک فوجی چیک پوسٹ پر گرنیڈ حملے میں متعدد ہلاکتوں کی اطلاعات
۱۳اکتوبر: وسطی صومالیہ-دو مزید قصبوں پر مجاہدین الشباب کا قبضہ
۱۵اکتوبر: باردھیری-دو ایتھوپین فوجی بیسز پر مجاہدین کے شدید حملے،نامعلوم ہلاکتیں

(بقیہ صفحہ ۲۷ پر)

خراسان کے گرم محاذوں سے

ترتیب وتدوین: عمر فاروق

افغانستان میں محض اللہ کی نصرت کے سہارے مجاہدین صلیبی کفار کوعبرت ناک شکست سے دوچار کررہے ہیں۔اس ماہ ہونے والی اہم اور بڑی کارروائیوں کی تفصیل پیش خدمت ہے اور رنگین صفحات میں صلیبیوں اور اُن کے حواریوں کے جانی ومالی نقصانات کے میزان کا خاکہ دیا گیا ہے، یہ تمام اعداد وشمار امارت اسلامیہ ہی کے پیش کردہ ہیں جب کہ تمام کارروائیوں کی مفصل روداد امارت اسلامیہ افغانستان کی ویب سائٹ www.shahamat-urdu.com اور theunjustmedia.com پر ملاحظہ کی جا سکتی ہے۔

1اکتوبر:

☆صوبہ بغلان میں فوجی کاروان پر حملے میں 2ٹینک تباہ جب کہ 13اہل کار ہلاک ہو گئے۔

☆صوبہ کنڑ سیکورٹی فورسز پر حملے میں 6اہل کار ہلاک ہوگئے۔

☆صوبہ کاپیسا پولیس وجنگ جوؤں پر مجاہدین کے حملے میں 10اہل کار ہلاک ہوگئے۔

2اکتوبر:

☆صوبہ میدان، پولیس وفوج پر حملوں میں ضلعی سربراہ سمیت 9اہل کار ہلاک ہوگئے۔

☆صوبہ بغلان مجاہدین کے آپریشن میں 45 گاؤں اور 12فوجی بیس فتح ہوگئے۔

☆صوبہ روزگان وپکتیکا میں 11اہل کار مجاہدین سے آملے۔

3اکتوبر:

☆صوبہ ننگرہار میں جنگ جوں کی چوکی پر حملے میں چوکی فتح جب کہ 8اہل کار ہلاک او رایک گرفتار ہوگیا۔چوکی میں موجود اسلحہ بھی غنیمت کرلیا گیا۔

☆صوبہ خانشین میں مجاہدین کی پیش قدمی میں 3چوکیاں فتح جب کہ 13اہل کار ہلاک اور 3ٹینک تباہ ہوگئے۔

☆بامیان میں پولیس چوکی پر حملے میں کمانڈر قتل جب کہ 5فوجی گاڑیاں تباہ ہوگئیں۔

4اکتوبر:

☆صوبہ سرپل وفاریاب میں مجاہدین کے حملوں میں 4اہل کار ہلاک جب کہ 8زخمی ہو گئے۔

☆صوبہ ہلمند مجاہدین کے حملے میں 5پولیس وفوجی اہل کار ہلاک ہوگئے۔

☆صوبہ کابل میں فوجی کانوائے پر حملے میں 17 گاڑیاں تباہ جب کہ 35اہل کار ہلاک اور زخمی ہوگئے۔

5اکتوبر:

☆صوبہ کابل میں فوجی کاروان پر حملے میں 4 گاڑیاں تباہ جب کہ 8اہل کار ہلاک ہو گئے۔

☆صوبہ بدخشاں مجاہدین کے ساتھ شدید جھڑپوں میں 12اہل کار ہلاک جب کہ ایک گرفتار ہوگیا۔مجاہدین نے متعدد گاڑیاں بھی غنیمت میں حاصل کیں۔

☆صوبہ لغمان فوجی اہل کاروں پر حملے کے نتیجے میں 4اہل کار ہلاک جب کہ اسلحہ غنیمت کرلیا گیا۔

6اکتوبر:

☆صوبہ کابل فوجی کاروان پر حملے میں 11 گاڑیاں تباہ جب کہ 15اہل کار ہلاک ہو گئے۔

☆صوبہ بدخشاں مجاہدین کے حملوں میں کمانڈر سمیت 11اہل کار ہلاک ہوگئے۔

7اکتوبر:

☆صوبہ بغلان مجاہدین کی پیش قدمی کے نتیجہ میں 2وادیاں، 25 گاؤں اور 4فوجی مراکز فتح ہوگئے۔

☆صوبہ غزنی میں مجاہدین کے حملے میں ایک چوکی فتح جب کہ لڑائی میں 10اہل کار ہلاک وزخمی ہوئے۔

☆صوبہ بلخ میں مجاہدین کے حملے میں پولیس چیف سمیت 4اہل کار ہلاک ہوگئے۔

8اکتوبر:

☆صوبہ لغمان مجاہدین کے حملے میں 3چوکیاں فتح جب کہ 10اہل کار ہلاک ہوگئے۔

☆صوبہ ہلمند فوجی کاروان پر حملے میں 10اہل کار ہلاک ہوگئے۔۔

☆صوبہ قندوز میں مجاہدین اور کٹھ پتلی فوج میں شدید جھڑپوں میں چھ ٹینک تباہ جب کہ 45اہل کار ہلاک وزخمی ہوگئے۔

9اکتوبر:

☆صوبہ قندوز مجاہدین کے حملے میں ہیلی کاپٹر تباہ جب کہ اس میں سوار عملے کے تمام افراد ہلاک ہوگئے۔

☆صوبہ لغمان میں فوجی بیس پر مجاہدین کے حملے میں 5اہل کار ہلاک ہوگئے۔

☆صوبہ فراہ میں چوکیوں پر حملوں میں نائب کمانڈر سمیت 21اہل کار ہلاک ہوگئے۔

☆صوبہ کابل میں پولیس گاڑی پر حملے میں 5اہل کار ہلاک ہوگئے۔

10اکتوبر:

☆ صوبہ سنگین وخانشین میں پولیس وفوج پرحملوں میں 12اہل کار ہلاک ہوگئے۔

☆ صوبہ قندھار میں کمانڈوز پر حملے میں 12اہل کار ہلاک جب کہ 2چوکیاں فتح ہو گئیں۔

☆صوبہ کابل میں کانوائے پر حملے میں 5آئل ٹینکر تباہ جب کہ 6اہل کار ہلاک ہوگئے۔

☆ بگرام بیس پر امریکی فوجی طیارے کومجاہدین نے مار گرایا۔

11اکتوبر:

☆ صوبہ بغلان میں مجاہدین کے بم حملے اور کمین میں 5اہل کار ہلاک جب کہ 2 گرفتار ہوگئے۔

☆صوبہ کابل استعماری افواج پرشہیدی حملے میں 2 گاڑیاں تباہ جب کہ 12اہل کار ہلاک ہوگئے۔

☆صوبہ قندھار میں غورک پولیس ہیڈکوارٹر فتح ہوا،لڑائی میں 20اہل کار ہلاک ہوئے جب کہ مجاہدین کواسلحہ وغنیمت بھی ہاتھ لگا۔

12اکتوبر:

☆صوبہ لوگرو بامیان میں مجاہدین نے 3ہیلی کاپٹر مار گرائے۔

☆ صوبہ کابل میں مجاہدین کے حملے میں کرنل سمیت 7اہل کار ہلاک ہوگئے۔

☆صوبہ کنڑ میں فوجی کاروان پر حملے میں 5اہل کار ہلاک ہوگئے۔

13اکتوبر:

☆ صوبہ قندوز فوجی کاروان پر حملے میں دوٹینک تباہ ہوگئے جب کہ متعدد اہل کار ہلاک ہو گئے۔

☆صوبہ غزنی میں مجاہدین کے حملوں میں 7اہل کار ہلاک جب کہ ایک ٹینک بھی تباہ ہو گیا۔

14اکتوبر:

☆صوبہ قندھار استشہادی حملے میں آفیسر سمیت 9اہل کار ہلاک ہوگئے جب کہ مجاہدین کے حملے میں ایک چوکی فتح جب کہ اسلحہ غنیمت ہوا۔

☆ صوبہ پکتیکا فوجی کاروان وچوکی پرمجاہدین کے حملوں میں 7اہل کار ہلاک ہوگئے۔

☆ صوبہ پکتیکا،مجاہدین نے فوجی جنگی طیارہ مار گرایا۔

☆ صوبہ ننگاب میں مجاہدین کے حملوں میں 10چوکیاں فتح جب کہ بھاری تعداد میں غنائم حاصل ہوئے۔

15اکتوبر:

☆صوبہ روزگان میں مجاہدین کے حملوں میں 5چوکیاں فتح جب کہ 38اہل کار ہلاک ہو گئے۔

☆صوبہ ہلمند فوجی کاروان پر بم حملے وکاروائیوں میں 3ٹینک تباہ جب کہ 6اہل کار ہلاک ہوگئے۔

☆صوبہ کابل،خاک جبار کے علاقے میں فوجی گاڑی پر بم حملے میں 4اہل کار ہلاک ہو گئے۔

16اکتوبر:

☆صوبہ ننگاب میں کٹھ پتلی فوجوں کے کاروان پر حملے میں 15اہل کار ہلاک ہوگئے۔

☆صوبہ خانشین فوجی گاڑی پر بم حملے میں کمانڈر سمیت 5اہل کار ہلاک ہوگئے۔

☆صوبہ روزگان مجاہدین کے حملوں میں 2چوکیاں فتح جب کہ 4اہل کار ہلاک ہوگئے۔ حملوں میں گاڑی واسلحہ بھی غنیمت ہوا۔

☆ صوبہ قندوز،قندوز ائرپورٹ پر حملے میں کرنل سمیت 7اہل کار ہلاک ہوگئے۔

17اکتوبر:

☆صوبہ بادغیس کا ضلع غور مچ آزاد کروالیا گیا۔درجنوں اہل کار ہلاک اور بھاری مقدار میں اسلحہ غنیمت کرلیا گیا۔

☆صوبہ لغمان کے ضلع کرغئی میں مجاہدین کے حملوں میں 3فوجی ٹینکوں سمیت 20فوجی گاڑیاں تباہ جب کہ 20اہل کار ہلاک ہوگئے۔

☆صوبہ کاپیسا کے ضلع تگاب میں مجاہدین کے حملے میں 15فوجی ہلاک جب کہ 7زخمی ہوگئے۔

18اکتوبر:

☆صوبہ خوست ولوگر میں مجاہدین کے حملوں میں 18اہل کار ہلاک جب کہ متعدد گاڑیاں تباہ ہوگئیں۔

☆صوبہ ہلمند میں باباجی کے علاقے میں 6چیک پوسٹیں فتح جب کہ 32فوجی ہلاک ہونے کے علاوہ کئی گاڑیاں بھی تباہ ہوئیں۔

☆صوبہ کابل پولیس چیک پوسٹ پرمیزائل حملے میں 5اہل کار ہلاک ہوگئے۔

19اکتوبر:

☆صوبہ پکتیکا ضلع وڑمی مجاہدین کے حملے میں 2اہل کار ہلاک جب کہ 3زخمی ہونے کے علاوہ اسلحہ بھی غنیمت ہوا۔

☆صوبہ کابل ضلع سروبی میں چوکیوں پر حملے میں 7اہل کار ہلاک جب کہ دورینجرز گاڑیاں بھی تباہ ہوگئیں۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع لشکرگاہ میں مجاہدین کے حملوں میں 17اہل کار ہلاک ہوگئے۔حملے

میں بھاری مقدار میں اسلحہ بھی غنیمت ہوا۔

☆صوبہ قندھار ضلع معروف میں ایک کٹھ پتلی فوجی مجاہدین نے سنائپر گن سے مار ڈالا۔

20 اکتوبر:

☆صوبہ ہلمند کے مختلف اضلاع میں مجاہدین کے حملوں میں 39 اہل کار ہلاک جب کہ 3 چوکیاں فتح اور بھاری تعداد میں اسلحہ غنیمت ہوا۔

☆صوبہ لغمان ضلع قرغئی میں بم حملے میں 6 اہل کار ہلاک ہوگئے۔

☆صوبہ بادغیس ضلع غور مارچ میں مجاہدین کے حملوں میں 4 چوکیاں فتح جب کہ ان میں موجود اسلحہ غنیمت کرلیا گیا۔

21 اکتوبر:

☆صوبہ ہرات ضلع غوریان کے مرکز پر مجاہدین کے حملے میں 5 اہل کار ہلاک جب کہ 9 زخمی ہوگئے۔ مجاہدین نے بازار سمیت تمام سرکاری تنصیبات پر کنٹرول حاصل کرلیا۔

☆ لغمان، فوجی کاروان و چوکیوں پر مجاہدین کے حملہ میں ایک ٹینک تباہ جب کہ 9 اہل کار ہلاک ہوگئے۔

☆صوبہ جوزجان کے ضلع خم آب میں مجاہدین کے حملے میں 31 فوجی ہلاک اور متعدد زخمی ہوگئے۔ حملے میں 7 فوجی گاڑیاں بھی تباہ ہوئیں۔

22 اکتوبر:

☆بولدک شہر میں کوئیک رسپانس فورس کے مرکز پر فدائی حملے میں 23 اہل کار ہلاک جب کہ متعدد زخمی ہونے کے علاوہ 4 ٹینک و رینجرز گاڑیاں تباہ ہوگئیں۔

☆صوبہ غزنی ضلع جغتو کا ڈسٹرکٹ چیف مجاہدین کے حملے میں ہلاک ہوگیا۔

☆ صوبہ پکتیکا ضلع سرحوضہ میں پولیس کی گشتی پارٹی پر حملے میں 5 اہل کار ہلاک جب کہ 6 زخمی ہوگئے۔ حملے میں دو گاڑیاں بھی تباہ ہوئیں۔

☆صوبہ کابل ضلع سروبی میں مجاہدین کے حملے میں دو لنڈ کروزر گاڑیاں تباہ جب کہ ان میں سوار 5 امریکی فوجی ہلاک ہوگئے۔

☆☆☆☆☆

بقیہ: عالمی تحریک جہاد کے مختلف محاذ

۶ اکتوبر: باردھیری-صومالی فوجی بیس پر مجاہدین الشباب کا شدید حملہ، متعدد ہلاکتیں

۷ اکتوبر: دالسادا ریجن-باردھیری کے قریب مجاہدین الشباب اور ایتھوپین فورسز کے درمیان بھاری ہتھیاروں کی مدد سے شدید لڑائی۔

گیدو ریجن-ایتھوپین کانوائے پر مجاہدین الشباب کا گھات حملہ، شدید جھڑپوں میں متعدد ہلاکتیں۔

صومالی صدر کا بھانجا اور صدارتی محل کا سیکیورٹی آفیسر اپنے ساتھی سمیت مجاہدین الشباب کی ہدفی کارروائی میں ہلاک

۹ اکتوبر: زیریں شبیلے-لیگو گاؤں کے قریب امیصوم کی فوجی گاڑی بم حملے میں تباہ۔

کسمایو-بلوگدود گاؤں میں کینین ڈیفنس فورس اور الشباب مجاہدین کے درمیان شدید جھڑپیں، کئی فوجی ہلاک۔

۱۰ اکتوبر: افگوئے قصبہ-مجاہدین الشباب نے صومالی ملٹری آفیسر کو گرفتار کرلیا، مجاہدین نے گرفتار آفیسر کی تصاویر جاری کیں۔

۱۱ اکتوبر: گیدو ریجن-الشباب (القاعدہ فی صومال و کینیا) کے بم حملے میں ایتھوپین افواج کی فوجی گاڑی تباہ، تمام سوار فوجی ہلاک۔

۱۵ اکتوبر: مارکہ قصبہ-امیصوم فورسز پر دو بم حملے، فورسز کی عوام پر اندھا دھند فائرنگ سے 3 شہری زخمی۔

۱۶ اکتوبر: زیریں شبیلے ریجن-براوی اور بلومریر قصبوں میں امیصوم فوجی کانوائے پر بارودی سرنگ حملہ، ایک گاڑی اپنے سواروں سمیت جل کر خاکستر۔

گندارشی قصبہ امیصوم افواج نے خالی کر دیا، مجاہدین الشباب نے کنٹرول سنبھال لیا۔

۱۸ اکتوبر: گیدو ریجن-گاربھاری قصبے میں صومالی افواج پر الشباب کا گھات حملہ، ۴ فوجیوں کی ہلاکت کی تصدیق۔

مقدیشو-واجدیر قصبے میں ایئرپورٹ آفیسر کا ہدفی کارروائی میں قتل۔

۲۰ اکتوبر: ایلگوروف-واجھو اور مہاس نامی قصبوں سے پسپا ہوتی ایتھوپین افواج پر مجاہدین الشباب کا گھات حملہ، متعدد فوجی ہلاک۔

☆☆☆☆☆

''جنت بغیر جہاد اور صبر کے حاصل نہیں ہوتی، اس کے لیے ضروری ہے کہ ہم اپنا مالِ کثیر خرچ کریں۔
بھائی! آپ دو کمروں کا گھر بنانے کے لیے کتنا تھکتے ہیں؟ ۱۲ سال تک پڑھتے ہیں پھر ڈگری حاصل کرتے ہیں، پھر کئی سال سخت محنت کرتے ہیں اور ایک زمین کا ٹکڑا خریدتے ہیں......
جنت جس کی وسعت زمین و آسمان کے برابر ہے اُسے اپنے ٹھنڈے وقت میں حاصل کرنا چاہتے ہیں؟؟؟''

شیخ عبداللہ عزام شہید رحمہ اللہ

آہ...... پاکستانی قوم

کہاں لائی ہمیں یہ گردشِ ایام ہے یارب!
جسے دیکھیں وہی بے گانہ اسلام ہے یارب!

ترے محبوب ﷺ کی ہر ایک سنت طاقِ نسیاں پر
یہاں مفقود ان ﷺ کی ذات کا اکرام ہے یارب!

ترے قرآن کی بھی وہ کہاں پہلی سی عزت ہے
جہاں میں ہر جگہ رسوا ترا پیغام ہے یارب!

یہاں صبحِ ہدایت کی کوئی وقعت نہیں ہرگز
عقائد کی زمیں پر گمرہی کی شام ہے یارب!

یہاں نافذ ہے ہر قانون کفر و شرک کا واللہ
یہ پاکستاں اطاعت میں تری ناکام ہے یارب!

جہاں پر راج تھا بس تیرے خوف و ذکر کا ہر دم
انہی اذہان و دل میں خیمہ زن گلفام ہے یارب!

وہ جن کی گفتگو تھی لا الہ کی ترجماں پہلے
مگر ان کی زباں پہ نغمۂ دشنام ہے یارب!

وہ جن کی ہیبت و جرات سے ہر باطل لرزتا تھا
مگر اب کے ہر اک کردار کا بدنام ہے یارب!

وہ جس کا جذبہ ایمان تھا طاغوت کا دشمن
وہی مومن یہاں پروردہ حکام ہے یارب!

شجاعت پاس تھی جس قوم کے سلطان ٹیپوؒ کی
ابھی اس قوم کی تذلیل ہر اک گام ہے یارب!

شہادت کا سبق جن کو دیا تھا سید احمدؒ نے
مگر غفلت میں ڈوبا ان کا خاص و عام ہے یارب!

بھروسہ کس کو ہے اب تیری نصرت پر زمانے میں
کہ پوری قوم ہی وابستہ اوہام ہے یارب!

کہیں تحریک اٹھتی ہے نفاذِ دین کی جب بھی
بپا ہر مفلس و منعم کا پھر کہرام ہے یارب!

جو تیرے دین کی غیرت دکھائے کوئی غیرت مند
بھری دنیا میں پھر اس کا لہو بے دام ہے یارب!

مسلماں کا قتل معمول کی اک بات ہے یاں پر
کسی عصمت پہ ڈاکہ روز کا اک کام ہے یارب!

کہاں تک داغ گنواؤں جگر کے، کیسے بتلاؤں؟
زباں عاجز ہے اور تحریر میری خام ہے یارب!

یہی اک التجا ہے قوم کو اب تو ہدایت دے!
یہ میری قوم تو ناواقفِ انجام ہے یارب!

ذرا حافظؔ کو بھی آغوشِ رحمت میں جگہ دیدے
کہ اس مسکین پر بھی یورشِ آلام ہے یارب!

حافظؔ ابن الامام

لذتِ شہادت!

’’ایک سبق اس واقعہ (کربلا) سے حاصل ہوا کہ مسلمانوں کو بتلا دیا گیا کہ کاملین کا بھی امتحان ہوا کرتا ہے اور ان کو بھی تکلیف پیش آیا کرتی ہے، جس سے ان کے درجات بلند ہوتے ہیں...... امام حسین رضی اللہ عنہ سے زیادہ کون ولی ہوگا؟ جو حضور صلی اللہ علیہ نواسے اور حد درجہ محبوب تھے، جن کے بارے میں پیشین گوئی ہے! سید الشباب اهل الجنة [حسن اور حسین دونوں نوجوان جنت والوں کے سردار ہیں]...... مگر دیکھ لیجیے کہ ان کو بھی کیسا امتحان وابتلا پیش آیا، گو کوئی شخص اپنے محبوب کو تکلیف نہیں دے سکتا مگر درحقیقت اہل اللہ کے لیے ان واقعات میں کلفت جسمانی سے زیادہ روحانی راحت ولذت ایسی ہوتی ہے کہ اس کے سامنے یہ کلفت جسمانی کچھ معلوم نہیں ہوتی...... اور اگر یہ کہا جائے کہ تم چاہو تو یہ جسمانی کلفت تم کو نہ دی جائے تو وہ کبھی اس کو گوارا نہ کریں گے اور یوں کہیں گے:

نشو نصیب دشمن کہ شود ہلاک تیغت

سر دوستاں سلامت کہ خنجر آزمائی

’’دشمن کے نصیب میں یہ بات نہ ہو کہ وہ تیری تلوار سے ہلاک ہو، دوستوں کا سر سلامت رہے تاکہ تو خنجر آزماتا رہے‘‘

صاحب! محبت تو وہ چیز ہے کہ اس میں بعض لوگ ادنیٰ ادنیٰ محبوبوں کے لیے خوش خوش جان فدا کر دیتے ہیں...... حالانکہ جان دینے کے بعد وہ محبوب انہیں جاں نثاری کا صلہ بھی نہیں دے سکتا، تو پھر یہ کیونکر خیال میں آ سکتا ہے کہ عاشقانِ الٰہی کو جان دینے میں کچھ بھی روحانی پریشانی ہوتی ہوگی، جب کہ ان کو یہ بھی معلوم ہے کہ ہم رضائے محبوب کے لیے جان دینے والے ہیں اور یہ بھی یقین ہے کہ مرنے کے بعد وہ اس کا صلہ بھی بہت کچھ دیں گے‘‘۔

[حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ، خطبات حکیم الامتؒ جلد ۹، صفحہ ۷۰]